سیریز
زیرو بلاسٹ
مظہر کلیم ایم اے

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ عمران اور فریدی کے کرداروں پر مشتمل نیا ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول ان دو عظیم جاسوسوں کے درمیان ہونیوالی ایک ایسی کشمکش پر مبنی ہے کہ جس کا ہر لمحہ دلچسپی، ہنگامہ خیزی اور ذہانت کا شاہکار بن گیا ہے۔ کرنل فریدی نے جس انداز میں شوگران کی لیبارٹری سے فارمولا حاصل کیا تھا اُسے ٹریس کر لینا عمران کے بس کا روگ بھی نہ تھا لیکن جب گھر کے چراغ ہی سے گھر کو آگ لگ جائے تو پھر اس کا تو کوئی مداوا بھی نہیں ہو سکتا اور یہ گھر کا چراغ تھا قاسم۔ جی ہاں! وہی گرانڈیل قاسم جو کیپٹن حمید کا دوست تھا۔ قاسم کی وجہ سے کرنل فریدی کا سارا سیٹ اَپ تنکوں کی طرح بکھر کر رہ گیا اور عمران کو نہ صرف اس سارے سیٹ اَپ کے بارے میں واضح کلیو مل گیا بلکہ وہ کرنل فریدی کے خلاف باقاعدہ میدان عمل میں بھی اُتر آیا اور پھر ان دو عظیم جاسوسوں کے درمیان اس فارمولے کے حصول کے لئے ایسے جان لیوا مقابلے کا آغاز ہو گیا کہ جس کا انجام وہ دونوں ہی اچھی طرح جانتے تھے لیکن جب انجام سامنے آیا تو دونوں عظیم جاسوس اس انجام پر اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی کامیابی پر پوری طرح مطمئن تھے لیکن ظاہر ہے مقابلے میں بیک وقت دونوں حریف تو کامیاب نہیں ہو سکتے تو پھر یہ کیسا انجام تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ان دونوں عظیم جاسوسوں پر لکھے گئے پہلے تمام ناولوں سے یکسر منفرد ثابت ہو گا اور ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے گا۔ لیکن یہ دلچسپ ہنگامہ خیز

اور منفرد کہانی پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ دلچسپی میں یہ بھی کم نہیں ہیں۔

فیصل آباد سے عاشق حسین صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول فائی لینڈ بے حد دلچسپ ثابت ہوا ہے اس کا تیز ٹیمپو، مسلسل اور انتہائی تیز رفتار ایکشن، اور ہر سطر پر پھیلے ہوئے سسپنس نے اسے واقعی شاہکار میں ڈھال دیا ہے۔ مادام بائر کا کردار منفرد اور دلچسپ تھا لیکن آپ سے واقعی اب یہ گلہ مستقل طور پر ہونے لگ گیا ہے کہ آپ انتہائی منفرد اور دلچسپ کرداروں کو انتہائی بیدردی سے ختم کر دیتے ہیں حالانکہ مادام بائر کا کردار ایسا تھا کہ اُسے مزید کئی ناولوں میں لایا جا سکتا تھا اور وہ یقیناً جرائم کی دنیا کا ایک دلچسپ اور لافانی کردار ثابت ہوتا۔ آپ سے گزارش ہے کہ آئندہ ایسے کرداروں کو ختم کرنے کی بجائے آگے بڑھایا کریں کیونکہ ایسے کردار بار بار جنم نہیں لیا کرتے"۔

محترم عاشق حسین صاحب! خط لکھنے اور فائی لینڈ پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ مادام بائر کا کردار واقعی دلچسپ اور منفرد تھا۔ لیکن آپ نے یقیناً محسوس کیا ہوگا کہ مادام بائر فطرتاً انتہا پسند تھی اور انتہا پسندی یقیناً ایک ایسی صفت ہے جو زیادہ دیر تک کردار کو زندہ نہیں رہنے دیتی۔ یہی مادام بائر کے ساتھ بھی ہوا۔ اس کی انتہا پسندی ہی اُسے لے ڈوبی۔ اُمید ہے اس بات پر غور کرنے کے بعد آپ کا گلہ دُور ہو جائے گا"۔

اسلام آباد سے محترمہ عالیہ عمرانہ لکھتی ہیں۔ "اور بہت سے نوجوانوں کی طرح میں بھی عمران بننا چاہتی ہوں۔ اس لئے میں اپنی شخصیت کے ہر پہلو کو عمران کی شخصیت کے مطابق ڈھال رہی ہوں یعنی عمران کی عادات اور پسند و ناپسند کو آئیڈیل بنا کر وہی عادات میں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں لیکن آپ سے ایک شکایت ہے کہ آپ عمران کے بارے میں پوری تفصیل ناول میں درج نہیں کرتے۔ مثلاً اس کی آنکھوں کا رنگ، بالوں کا انداز اور رنگ۔ جسمانی رنگت، چال ڈھال کی کوئی خاص نشانی، کپڑوں، کھانوں اور دوسری چیزوں میں اس کی پسند۔ آپ سے گزارش ہے کہ کسی ناول میں عمران کے متعلق یہ سب تفصیلات ضرور درج کریں"۔

محترمہ عالیہ عمرانہ صاحبہ! خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ عمران کے متعلق جو تفصیلات آپ نے طلب کی ہیں ان تفصیلات کا علم تو شاید اب خود عمران کو بھی نہ رہا ہو۔ آپ خود سوچئے۔ جس کی زندگی کا تین چوتھائی حصہ میک اَپ میں گزرتا ہو۔ کبھی وہ پاکیشیائی میک اَپ میں ہوتا ہے تو کبھی غیر ملکی میک اَپ میں۔ تو پھر آنکھوں کا اصل رنگ۔ بالوں کا انداز اور رنگ۔ چہرے کا رنگ۔ یہ سب تفصیل کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے ؟ اسی طرح اسے میک اَپ کے مطابق لباس بھی پہننے پڑتے ہیں اور کھانے بھی کھانے پڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جہاں تک عمران کی عادات کا تعلق ہے تو اس لحاظ سے بھی آپ کے لئے اس کی پیروی بے حد مشکل ثابت ہوگی کیونکہ عمران عادات کے لحاظ سے انتہائی متنوع فطرت کا مالک ہے وہ بیک وقت دوسروں سے روپیہ بھی حاصل کرتا ہے اور اُسے بیدریغ دوسروں پر لُٹا بھی دیتا ہے۔ بڑوں کا ادب بھی کرتا ہے اور بڑوں سے مذاق بھی کھل کر کرتا ہے۔ اب کس کس عادت پر بات کی جائے۔ اس لئے میرا تو مشورہ ہے کہ آپ اپنے نام کے دوسرے حصے "عمرانہ" پر ہی اکتفا کیجئے۔ یہی آپ کے حق میں بہتر رہے گا"۔

راہوالی گوجرانوالہ سے احسان اللہ جنجوعہ صاحب لکھتے ہیں۔ "یوں تو

آپ کا ہر ناول اپنی جگہ بے مثال ہوتا ہے اور ہر بار پڑھنے سے نیا لطف ملتا ہے۔ لیکن ناول "مثالی دنیا" نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے آپ نے اس ناول میں مثالی دنیا تک پہنچنے کا جو طریقہ لکھا ہے وہ ویسے تو خاصا تفصیلی ہے لیکن آپ سے صرف یہ پوچھنا ہے کہ کیا واقعی اس طریقہ پر عمل کر کے ہم مثالی دنیا تک پہنچ سکتے ہیں یا یہ بات صرف ناول تک ہی محدود ہے"۔

محترم احسان اللہ جنجوعہ صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ مثالی دنیا شائع ہونے کے بعد بے شمار قارئین نے ہم سے یہی سوال کیا ہے۔ مثالی دنیا میں پہنچنے کا جو طریقہ ناول میں درج ہے وہ ہر لحاظ سے درست ہے لیکن یہ صرف عالم خیال کی جہت ہوتی ہے آپ کا جسم اس دنیا تک نہیں جا سکتا اور اس کے لئے بھی بہرحال انتہائی مستقل مزاجی سے مشق کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آپ کی قوتِ خیال ان مشقوں سے اس قدر طاقتور ہو گئی کہ وہ آپ کو ماورائے کائنات لے جا سکے تو یقیناً آپ مثالی دنیا کی سیر کر سکتے ہیں اور وہاں سے رُوحانی اور علمی فیض بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ طریقہ بھی درست ہے اور ماورائے کائنات بے شمار کائناتیں اور دنیائیں بھی موجود ہیں۔ اصل بات آپ کے خیال کی قوت ہے۔ اُمید ہے اب وضاحت ہو گئی ہو گی۔

اب اجازت دیجئے۔

والسّلام

منظہر کلیم ایم۔اے

عمران ناشتے سے فارغ ہو کر ابھی میز پر موجود تازہ اخبارات کے بنڈل کی طرف ہاتھ بڑھانے ہی لگا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان۔ جناب سلیمان صاحب۔ ذرا دیکھنا یہ صبح صبح کس کی انگلیوں میں خارش ہوئی ہے۔ اُسے اپنا وہ خاندانی نسخہ بھی بتا دینا۔ جس کے استعمال سے خارش انگلیوں سے سفر کرتی ہوئی پورے جسم میں پھیل جاتی ہے۔ اور آدمی مفت میں مزاحیہ اداکار بن جاتا ہے" ____ عمران نے ایک اخبار اٹھاتے ہوئے زور سے کہا۔

"بزرگوں نے کہا ہے کہ ناشتے کے وقت باتیں نہ کی جائیں۔ اور خاص طور پر جب ناشتے میں مقوی اعصاب حریرہ جات بھی شامل ہوں۔ اس لئے میں تو بول ہی نہیں سکتا" ____ دور سے

سلیمان کی آواز سنائی دی۔ گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

"اچھا۔ حریرہ مقوی اعصاب ہے۔ کہ کھایا یہاں جا رہا ہے۔ اور اثر فون کرنے والے پر ہو رہا ہے کہ اتنی گھنٹیاں بجنے کے باوجود اس کے اعصاب جامد ہو گئے ہیں اور وہ رسیور واپس کریڈل پر نہیں رکھ سکتا"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"حریرہ مقوی اعصاب میں بے حد قیمتی ادویات پڑتی ہیں جناب۔ اس لئے آپ مفت میں اس کی قوت حاصل نہیں کر سکتے۔ بل بھجوا رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"کیا آپ علی عمران صاحب ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک دلکش نسوانی آواز سنائی دی اور عمران کے حقیقتاً کان کھڑے ہو گئے۔

"واہ۔ آپ کی آواز تو مجسم حریرہ مقوی سماعت ہے۔ جی ہاں خادم نسواں کو علی عمران ہی کہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"قاسم صاحب سے بات کیجئے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران کی بات پر شرما گئی ہو۔

"قاسم صاحب۔ یہ کون ذات شریف ہیں"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا۔

"ہالو"۔۔۔۔ دوسرے لمحے ایک کان پھاڑ بھاری گونجدار آواز سنائی دی اور عمران نے بے اختیار رسیور چند انچ کان سے پرے کر لیا۔ لیکن بہرحال وہ پہچان گیا تھا کہ یہ گرانڈیل قاسم ہے۔ کیپٹن حمید کا دوست۔

"رسیور واقعی ہالو یعنی اندر سے خالی ہے۔ تمہاری کھوپڑی کی طرح۔ لیکن میرا کان ہالو نہیں ہے۔ اس میں قوت سماعت موجود ہے۔ لیکن اگر تم اسی طرح بولتے رہے تو وہ بھی یقیناً ہالو ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون خالہ جاد۔ ارے یہ کیا من من کر رہے ہو۔ کیا یہاں پاکیشیا میں قحط وحط پڑ وڑ گیا ہے کہ تمہیں کھانے کو نہیں ملتا۔ یا سالے کنجوس منجوس کے دادا جان بن گئے ہو۔ ایسے بول رہے ہو جیسے بکری کا سالا چھوٹا سا بچہ من من کر رہا ہو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے قاسم نے اسی طرح کان پھاڑ آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ارے کمال ہے۔ تمہارا یہ ہاتھی جیسا بڑا سا کان تمہاری کھوپڑی کی طرح ہالو ہے۔ کہ تمہیں سنائی ہی نہیں دیتا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی من من۔ یہ ٹیلی فون ہے من من کرنے والا آلہ۔ یہاں میرے پاس آجاؤ۔ تمہاری آواز ڈائرکٹ وائرکٹ سنوں گا تو شاید تمہاری یہ من من سمجھ میں آجائے۔ آجاؤ۔ بس ابھی فوراً۔ وہاں کافرستان میں تو بڑی مشوری وشوری تھی کہ پاکیشیا کا ہوٹل شارٹن میں بڑی زوردار فل فلوٹیاں ہوتی ہیں۔ مگر یہاں تو سالی سڑی لمبی مچھلیاں

نظر آ رہی ہیں۔ تنکوں کے موافق "۔۔۔۔ قاسم نے بڑے زوردار انداز میں گلہ کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی بات سے عمران بہرحال اتنا سمجھ گیا تھا کہ قاسم کافرستان سے نہیں بلکہ پاکیشیا کے ہوٹل شیرٹن سے بول رہا ہے۔

"یہ ٹیلی فون ایکس چینج والی کی آواز تو بتا رہی ہے کہ بڑی زوردار فل فلوٹی ہے "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سالی دھوکہ چڑیا ہے۔ پوری امچور ہے۔ آواز سنو تو لگتی ہے جیسے شہد کی بوتل ہو۔ بس تم آجاؤ۔ ورنہ میں خود تمہارے اس منحوس شکل کے فلیٹ میں آجاؤں گا "۔۔۔۔ دوسری طرف سے قاسم نے جھلائے ہوئے انداز میں دھوکے باز کو دھوکہ چڑیا کہہ دیا تھا۔

"یہ میرا فلیٹ کیسے منحوس شکل کا ہوگیا "۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے پوچھا۔ اُسے قاسم کی اس نرالی اصطلاح نے خاص لطف دیا تھا۔

"سارے فلیٹ ہی منحوس شکل کے ہوتے ہیں۔ تنگ سی چھوٹی چھوٹی سیڑھیاں۔ جن پر سالی کیڑی چلے تو بارہ ہزار بارہ بار پھسل جائے ڈربوں جیسے کمرے۔ کاغذ کی دیواریں۔ کہ انگلی مارو تو سالی سیدھی فلیٹ میں جا نکلے۔ بس تم آجاؤ "۔۔۔۔ قاسم کی زبان ایک بار پھر رواں ہوگئی۔

"اچھا آرہا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر مسکراتا ہوا اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ آج کل چونکہ کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے راوی چین ہی چین لکھتا تھا۔ اور عمران

اخبارات اور رسالے پڑھ پڑھ کر بور ہو چکا تھا۔ قاسم کی شکل میں اُسے چونکہ شاندار تفریح مل رہی تھی اس لئے اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار تیزی سے شیرٹن ہوٹل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اس کے جسم پر سلیقے کا لباس تھا۔ کیونکہ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس مجسم تفریح کو وہ اماں بی اور ثریا سے ضرور ملوائے گا۔ ثریا خاص طور پر اس سے ملنے کی بے حد شائق تھی۔ کیونکہ عمران نے اُسے قاسم کے بے شمار لطیفے سنائے ہوئے تھے۔ اور اُسے معلوم تھا کہ اگر اس نے اوٹ پٹانگ لباس پہنا تو اماں بی قاسم کا بھی لحاظ نہ کریں گی اور وہ جانتا تھا۔ کہ اگر ایک بار بھی قاسم کے سامنے اُسے جوتے پڑ گئے تو قاسم نے ساری عمر اس کا اپنے مخصوص انداز میں مذاق اڑاتے رہنا ہے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر کار لاک کر کے وہ ہوٹل کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ پارکنگ میں اُسے قاسم کی بحری جہاز نما نئے ماڈل کی کار کھڑی نظر آگئی تھی۔

"اس کا مطلب ہے قاسم بائی روڈ کافرستان سے آیا ہے" عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر سے اُسے معلوم ہو گیا کہ قاسم کے لئے پہلی منزل پر ہی ایک سپیشل سوٹ بک ہے۔ وہ ویٹر کی رہنمائی میں اس طرف کو چل پڑا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ قاسم کے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔
قاسم سوٹ پہنے ایک بڑی سی کرسی پر اس طرح بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے
اُسے خطرہ ہو کہ اٹھتے وقت کرسی بھی ساتھ ہی اٹھ آئے گی۔
"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ——— عمران نے خالصتاً
عربی لہجے میں سلام کرتے ہوئے کہا۔
"وعلیکم السلام۔ مگر سالے خالہ جاد تم نے نام بھی بدل لیا۔
اچھا بھلا تو نام تھا تمہارا۔ وہ کیا چڑی ماروں جیسا۔ ہاں۔ امران۔
یہ رحمت اللہ کب سے رکھ لیا" ——— قاسم نے سلام کا جواب
دیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
نے کرسی سے اٹھنے کی کوشش شروع کر دی۔
"بیٹھے رہو۔ بیٹھے رہو۔ بیچاری کرسی کو زیادہ تکلیف مت دو۔
بیچاری کی چیخیں دور تک سنائی دے رہی ہیں" ——— عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے قاسم اسی طرح
ہڑبڑا کر اور جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا جیسے کرسی میں موجود سپرنگوں نے
اُسے اچانک اچھال دیا ہو۔
"چچ ——— چچ ——— چیخیں۔ اوہ گاڈ۔ یہ ——— یہ۔ چچ ———
چیخیں مارتی ہے۔ سالا یہ کس قسم کا ہوٹل ہوٹل ہے۔ سالے
چیخوں والی کرسی دے دی ہے انہوں نے مجھے۔ میں ابھی پوچھتا
ہوں" ——— قاسم نے بُری طرح خوف زدہ سے لہجے میں کہا
"ارے وہ تو خوشی کی چیخیں تھیں کہ قاسم جیسا گریٹ آدمی
مجھ پر بیٹھا ہے" ——— عمران نے فوراً بات کا رخ بدلتے ہوئے

کہا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ قاسم نے ابھی ہوٹل میں ہنگامہ کھڑا
کر دینا ہے۔
"خوشی کی چیخیں۔ چیخیں۔ مم ——— مگر تم نے تو بیچاری کہا تھا۔ خوشی ہوشی
کی چیخیں مارنے والی بیچاری کیسے ہو گئی" ——— قاسم نے حیرت
سے آنکھیں پھاڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن بے پناہ
انداز میں پھولے ہوئے گالوں کے گوشت میں دفن اس کی آنکھوں کو
پھٹنے تو ایک طرف کھلنے کے لئے بھی مشکل سے جگہ ملتی تھی۔ اس لئے
وہ ذرا سا اور کھل سکیں۔
"چیخیں تو چیخیں ہی ہوتی ہیں۔ بہرحال چاہے خوشی کی ہوں یا تکلیف کی اس لئے
یہ چیخیں مارنے والی ہو گی بیچاری۔ مگر یہ تم کہاں سے ٹپک پڑے یہاں پاکیشیا میں۔
کب آئے ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ڈیڈی نے بھیجا ہے یہاں ایک سالے سیٹھ سے دھاگے کا معاہدہ کرنا تھا
اے ایک بات بتاؤ خالہ جاد پاکیشیا کے سیٹھ دھاگے کے موافق کیوں ہوتے ہیں"
قاسم نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"دھاگہ جو بیچتے ہیں۔ اس نمونے کے طرز پر خود بھی دھاگہ بنے رہتے ہیں"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"بیچتے ہیں کیا مطلب کیا سالے سیٹھ راجق نے دکان وکان کھول رکھی ہے اوہ پھر تو مجھے
معاہدہ کینسل کرنا پڑے گا۔ سالا مجھے تو کہتا تھا کہ اس کی دھاگہ بنانے والی چار ملیں
ہیں" ——— قاسم نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ابھی چار چھپا گیا ہو گا۔ یہاں پاکیشیا میں سیٹھ ہی اُسے کہا جاتا
ہے جس کی آٹھ ملیں ہوں۔ آٹھ سے کم والوں کو سیٹھ کی بجائے

غریب کہا جاتا ہے۔ بہرحال وہ تمہارا معاہدہ ہوگیا یا ابھی ہونا ہے"۔
عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

" وہ تو ہونا ہی تھا۔ سالا سیکرٹری ڈیکڑی بات کر رہا تھا۔ میں
نے بس انگوٹھا منگوٹھا لگانا تھا لگا دیا"۔۔۔۔ قاسم نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

" انگوٹھا۔ کیا مطلب۔ کیا تم دستخط نہیں کرتے"۔۔۔۔ عمران واقعی
قاسم کی بات سن کر حیران ہوگیا تھا۔

" تمہیں کیا معلوم سالے منحوس شکل کے فلیٹ میں رہنے والے۔
بڑے معاہدے پر انگوٹھا لگایا جاتا ہے۔ دستخط دستخط نہیں ہوتے۔
وہ نقل کر لیتے ہیں دستخطوں کی"۔۔۔۔ قاسم نے اسے بزنس سیکرٹ
بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا۔ واقعی بڑی دور کی بات سوچی ہے تم نے کیا کار پر
چڑھ کر سوچی تھی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ڈیڈی نے سوچی ہوگی۔ مجھے کیا معلوم کہ کار پر چڑھ کر سوچی ہے۔
یا ہوائی جہاز پر۔ مگر سالے خالہ جاد۔ تم بتاؤ۔ یہاں فل فلوٹیاں کہاں
ہیں۔ میں تو ترس مرس گیا ہوں"۔۔۔۔ قاسم نے بُرا سا منہ
بناتے ہوئے کہا۔

" یہاں فل فلوٹیاں آنے کا وقت شام کو ہے۔ صبح صبح تو وہ پڑی
سو رہی ہوں گی اپنے اپنے کمروں میں۔ یہاں کہاں پہنچ جاتیں"۔۔۔۔
عمران نے کہا تو قاسم کا منہ لٹک گیا۔

"کیا مطلب۔ ساری شام کو آتی ہیں۔ ہونہہ۔ غلط ملنگ دلنگ

اس لئے سالا ملک ترقی مرقی نہیں کرتا۔ آدھی صبح کو آجائیں آدھی
شام کو"۔۔۔۔ قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور عمران پلاننگ
کے پلنگ بنانے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" آدھی کو کیا کرو گے۔ بغیر سر کے اور چہرے کے ہوگی"۔۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہائیں۔ بغیر سر کے۔ مم۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ مطلب چڑیل مڑیل۔ اوہ اوہ
وہ۔ وہ آیت الکرسی۔ مم۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ مجھے یاد نہیں آرہی۔ تم اچھے
خالہ جاد۔ تم پڑھ دو"۔۔۔۔ قاسم نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

" وہ تو میں نے یہاں آنے سے پہلے ہی پڑھ لی تھی۔ پھر ہی تم سے
ملاقات کی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو قاسم نے
اتنے زور کا اطمینان بھرا سانس لیا کہ عمران کو خطرہ پیدا ہوگیا۔ کہ
کمرے میں موجود ساری ہوا اس کے پہاڑ جیسے پیٹ میں چلی گئی ہوگی۔

" مگر شام کو تو میں نے واپس جانا ہے۔ ڈیڈی نے کہا تھا کہ
شام کو واپس آجانا"۔۔۔۔ قاسم نے اچانک یاد آنے پر کہا۔

" ارے۔ شام کو کیسے جاؤ گے۔ رات کی ڈرائیونگ خطرناک ہوتی
ہے۔ اور اتنا لمبا سفر"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ڈرائیونگ۔ کیا مطلب۔ کیا اب جہاز بھی سالے ٹرک بن گئے
ہیں۔ سڑکوں پر چلتے ہیں"۔۔۔۔ قاسم نے حیران ہو کر کہا۔

" جہاز پر۔ مگر باہر پارکنگ میں تمہاری وہ بحری جہاز ٹائپ کار
تو کھڑی ہے"۔۔۔۔ عمران اور زیادہ حیران ہوگیا۔

" وہ۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔ وہ ڈبیا سی کار۔ وہ تو ڈیڈی

نے ساتھ بھجوا دی تھی۔ ڈیڈی نے کہا تھا کہ ٹیکسیاں آج کل بالکل مرحوں جیسی ہیں" ——— قاسم نے انتہائی انکسارانہ لہجے میں اس بحری جہاز نما کار کو ڈبیا کہا تھا۔

" تو کیا یہ کار بھی جہاز میں لاد کر لائے ہو" ——— عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

" ہاں۔ وہ بڑا جہاز تھا۔ کرایہ سالم جہاز کا لے لیا تھا۔ ان نامرادوں نے۔ تو کیا وہ خالی آتا" ——— قاسم نے کہا۔ تو عمران سمجھ گیا کہ قاسم جہاز چارٹرڈ کرا کے آیا ہو گا۔ اور کار بھی ساتھ لاد لایا ہو گا۔

" واپسی کس وقت ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

" شام چھ بجے۔ کیوں" ——— قاسم نے پوچھا۔

" ارے فکر نہ کرو۔ چھ بجے تو میں تمہیں ہزاروں فل فلوٹیوں سے ملوا چکا ہوں گا۔ ایسی زوردار فل فلوٹیاں کہ ہمیشہ یاد رکھو گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہزاروں۔ زوردار فل فلوٹیاں۔ مم ——— مم ——— مگر۔ وہ۔ وہ مولوی ثنا راللہ تو کہتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ چار ہو سکتی ہیں۔ یہ ہزاروں......" قاسم نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

" تو کیا تم نے ان سے شادی کرنی ہے۔ شادی چار سے ہو سکتی ہے ملا تو ہزاروں سے جا سکتا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کاش وہ چھپکلی بیگم نہ ہوتی تو۔ مگر وہ چھپکلی بیگم تو میری کھال

اتروا کر اس میں سالی کبوتری کے انڈے بچے بھر دے گی" ——— قاسم نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" اچھا اب اٹھو۔ میں تمہیں اپنی بہن ثریا اور اماں بی سے ملوا لاؤں انہیں بڑا شوق ہے تم سے ملنے کا۔ ثریا تو کہتی ہے قاسم دی گریٹ۔ بھائی جان جب بھی آئیں وہ ضرور ملے گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ام ——— اماں بی۔ ثریا بہن۔ اوہ۔ ہاں ہاں۔ ضرور ضرور ملوں گا۔ اماں بی اور بہن سے ملنا تو ثواب ہے۔ اللہ میاں جنت میں بھیج دیتا ہے۔ حوروں والی جنت میں۔ چلو۔ چلو" ——— قاسم نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہوٹل سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ہوٹل میں آنے جانے والے تمام لوگ انتہائی حیرت سے اس چلتے پھرتے گوشت کے پہاڑ کو دیکھ رہے تھے۔

" میری کار میں آجاؤ" ——— عمران نے ازراہِ اخلاق اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" تمہاری کار۔ کہاں ہے" ——— قاسم نے بڑی مشکل سے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ ہے۔ سپورٹس کار" ——— عمران نے کھلی چھت کی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" یہ ——— یہ کار ہے۔ تم اسے کار مار کہہ رہے ہو۔ تمہاری

آنکھوں میں سالے گگرے مکرے تو نہیں پڑ گئے یہ یہ صابن دانی کار ہے۔

ہی — ہی — ہی" —— قاسم نے بے طرح ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم بھی ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تمہاری کار کے سامنے تو یہ واقعی صابن دانی بلکہ عطر دانی ہی نظر آ رہی ہے" —— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عطر — اوہ — اوہ — خالہ جاد۔ تم واقعی اچھے خالہ جاد ہو۔ مم — مم — میں سوچ رہا تھا کہ اماں بی کو کیا تحفہ دوں۔ ٹھیک ہے۔ عطر ٹھیک ہے۔ پہلے چلو عطر والی دکان پہ" —— قاسم نے گینڈے جیسا سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا

"ارے ارے۔ اس تکلف کی کیا ضرورت ہے۔ تم بذاتِ خود بہت بڑا تحفہ ہو" —— عمران نے کہا۔

"ہاں۔ چھپکلی بیگم بھی یہی کہتی ہے۔ مگر اس وقت کہتی ہے جب سالی خوش ہوش ہو۔ اور خوش ہوش بس زندگی میں ایک دو بار ہی ہوتی ہے۔ مگر تحفہ کیوں نہ دوں۔ ابا جان کہتے ہیں کہ جس کے گھر جاؤ اُسے تحفہ ضرور دو" —— قاسم نے کار کا بڑا پھاٹک جیسا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکراتا ہوا سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"مگر اتنی صبح تو دکانیں بھی نہ کھلی ہوں گی۔ چلو تحفے کا وعدہ کر لو اور رقم مجھے دے دینا۔ میں بعد میں خرید کر پہنچا دوں گا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ سالے سارے ہی منحوس رہتے ہیں یہاں۔ خلی فلوٹیاں کہ

صبح کو نہیں آتیں۔ دکانیں بھی صبح کو نہیں کھلتیں" —— قاسم نے کار کو بیک کر کے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ کیپٹن حمید کو بھی ساتھ لے آتے۔ اچھی خاصی تفریح ہو جاتی" —— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ — وہ میں نے معلوم کیا تھا وہ کرنل فریدی کے ساتھ گیا ہوا ہے۔ اس کے شکل حرام نوکر نے بتایا ہے کہ وہ کلر جونک ہونک پہ گیا ہے" —— قاسم نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"کلر جونک پہ — کیا مطلب۔ یہ کلر جونک کیا ہوتا ہے" —— عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔ اُسے واقعی اس لفظ کی سمجھ نہ آئی تھی۔

"ایک تو تم سلے خالہ جاد بالکل ہی وائٹ ان پڑھ ہو۔ اک دم وائٹ بلکہ برائٹ۔ سالے سکول مکول کی شکل ہی دیکھ لیتے۔ تو منشی تفیل نہ سہی۔ منشی منقہ تو بن ہی جاتے۔ کلر جونک ایک پہاڑی کا نام ہے۔ مگر تمہیں تو انگریجی منگریجی کہاں آئے گی تم وہ رنگ منگ جونک ہی کہہ دو" —— قاسم نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رنگ جونک پہاڑی۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ پہاڑی کا نام ہے" —— عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس شکل حرام نوکر نے بتایا تھا۔ ورنہ اب میں کوئی جغرافیے خرافیے کا استاد تو نہیں ہوں۔ وہ تو ملک کا نام بھی لے رہا تھا۔ وہ چھوٹے ہوٹے لوگ رہتے ہیں جہاں" —— قاسم نے جواب دیا۔

"چھوٹے چھوٹے لوگ۔ اوہ اوہ کہیں۔ تمہارا مطلب شوگران سے

تو نہیں ہے۔ وہاں کے لوگوں کے قد چھوٹے ہوتے ہیں۔ اوہ اوہ۔ میں
سمجھ گیا۔ ناپال اور شوگران کی سرحد پہ ایک پہاڑی سلسلہ ہے۔
جونکارونگ" ——— عمران نے کہا۔
" ہاں ہاں۔ دیکھا۔ میری کار میں بیٹھ کر تم جیسے سلے وائٹ ان پڑھ
بھی منشی تجمل حسین بن جاتے ہیں" ——— قاسم نے خوش ہوتے ہوئے
کہا اور عمران مسکرا دیا۔
" ارے۔ مگر وہ تمہاری اماں بی۔ اور بہن رہتی کہاں ہیں۔ تم نے
بتایا ہی نہیں۔ وہ اب سڑک پہ تو نہیں رہتی ہوں گی" ——— اچانک
قاسم نے چونک کر کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اُسے راستہ
بتا دیا۔ مگر اس کا ذہن قاسم کی بتائی ہوئی بات میں اٹکا ہوا تھا۔ اُ
معلوم تھا کہ کافرستان اور شوگران کے درمیان تعلقات ٹھیک نہیں
جب کہ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات
ہیں۔ ایسی صورت میں کرنل فریدی کا کیپٹن حمید کے ساتھ ناپال اور شوگران
کی سرحد پہ جانا معنی خیز سی بات تھی۔ بہرحال اس نے فیصلہ کر لیا تھا
قاسم کو واپس روانہ کرنے کے بعد وہ اس بارے میں تحقیقات
ضرور کرے گا۔

چھوٹا سا ہیلی کاپٹر دور دور تک پھیلی ہوئی ویران
پہاڑیوں کے اندر انتہائی برق رفتاری سے اڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا
رہا تھا۔ پائلٹ سیٹ پہ کرنل فریدی بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ سائیڈ سیٹ
پہ کیپٹن حمید تھا۔ کیپٹن حمید آنکھوں سے دوربین لگائے نیچے پہاڑیوں
میں مسلسل دیکھ رہا تھا۔ کرنل فریدی کے چہرے پہ حسب عادت گہری
سنجیدگی طاری تھی۔ ویسے وہ دونوں میک اپ میں ہی تھے۔
" ابھی تک تمہیں سپاٹ نظر نہیں آیا" ——— کرنل فریدی
نے کہا۔
" ہو تو نظر بھی آئے" ——— کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے جواب
دیا۔
" اتنا بڑا سپاٹ تمہیں نظر نہیں آ رہا۔ اگر کسی غار میں کوئی محترمہ
چھپی ہوگی وہ تمہیں فوراً نظر آ جائے گی" ——— کرنل فریدی نے

اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"محترمہ اور ان ویران پہاڑیوں میں۔ اور وہ بھی اس وقت جب آپ جیسا اخروٹ کی طرح خشک عورت بیزار آدمی ساتھ ہو۔ ایسی کہاں ہماری قسمت" ــــ کیپٹن حمید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حُسن تو ویرانوں میں ہی ملتا ہے۔ ڈھونڈھنے والے کی نظر چاہیئے" کرنل فریدی نے کہا۔

"ــــ لاحول ولا قوۃ۔ میں تو اب کسی حنوط شدہ ممی کو تو دیکھنے سے رہا" ــــ کیپٹن حمید نے کہا اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔

"یہ تم جسے اپنے ساتھ ہوٹل لالہ رخ میں لئے بیٹھے تھے۔ وہ کیا تھی حنوط شدہ ممی ہی تو تھی۔ اتنا میک اپ کر رکھا تھا اس نے کہ حنوط کرنے کا مصالحہ بھی اس سے کم ہی استعمال ہوتا ہوگا" ــــ کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار سیدھا ہو کر کرنل فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔ دوربین اب اس کے ہاتھ میں تھی۔

"کیا مطلب ــــ کیا آپ میری نگرانی کرتے رہتے ہیں" ــــ کیپٹن حمید نے حیرت اور غصے کے ملے جلے لہجے میں کہا۔

"نگرانی کی بھلا مجھے کیا ضرورت ہے۔ کیا تم شیر خوار بچے ہو۔ سارے شہر میں دھوم تھی" ــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ زیادتی ہے جناب کرنل صاحب۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ میں زیادتی برداشت نہیں کر سکتا" ــــ کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بالکل بالکل۔ زیادتی برداشت ہی نہیں ہو سکتی۔ چاہے میک اپ

کی زیادتی ہو یا غصے کی بہرحال زیادتی ہوتی بُری ہے۔ لیکن تم نیچے دیکھو اگر سپاٹ تمہاری غفلت کی وجہ سے گزر گیا تو پھر یہیں سے نیچے تمہارا پھینکا جانا زیادتی کے زمرے میں شامل نہیں ہوگا" ــــ کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید ایک بار پھر دوربین آنکھوں سے لگائے نیچے دیکھنے لگا۔

"وہ ــــ وہ ــــ شمال کی طرف۔ وہ گدھے کے سر جیسی پہاڑی نظر آرہی ہے۔ ہاں ہاں۔ بالکل وہی ہے۔ بالکل وہی" ــــ تھوڑی دیر بعد اچانک کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔ اور کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی رفتار کم کی اور پھر اسے تیزی سے نیچے لے آنے لگا۔ کٹی پھٹی پہاڑیوں کے اندر اس قدر تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر چلانا کرنل فریدی کا ہی کام تھا۔ ورنہ تو یوں محسوس ہوتا تھا۔ کہ جیسے اگلے لمحے ہیلی کاپٹر کسی چٹان سے ٹکرا کر پرزوں میں تبدیل ہو چکا ہوگا۔

"ہاں یہی ہے۔ تم واقعی گدھے پہچاننے میں ماہر ہو" ــــ کرنل فریدی نے ہیلی کاپٹر کو گھماتے ہوئے کہا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے ہیلی کاپٹر ایک قدرے مسطح چٹان پر اتار دیا۔ اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ کرنل فریدی نے عقب میں پڑا ہوا ایک سیاہ رنگ کا بیگ اٹھایا۔ اور اسے کاندھے پر لاد لیا۔ پھر وہ دونوں چٹانیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کافی دور جا کر کرنل فریدی رکا۔ اور اس نے کاندھے سے بیگ اتارا اور اس کے اندر سے ایک چھوٹی سی مشین نکالی۔ جو ریڈیو کی طرح کی تھی۔

اور اس کی سائیڈ پر لگے ہوئے دو بٹن پریس کر کے اس نے مشین کو ایک چٹان پر رکھا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔ مشین کے ڈائلوں میں روشنی سی بھر گئی اور اس کے ساتھ ہی اس میں سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔ ڈائلوں پر موجود سوئیاں تیزی سے مختلف ہندسوں کی طرف دوڑیں اور پھر ساکت ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی اس مشین میں سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو ---- اے۔ اے۔ اٹنڈنگ یو اوور" ---- بولنے والے کا لہجہ شوگرانی تھا۔

"زیڈ۔ ایف۔ ون۔ فرام دس اینڈ اوور" ---- کرنل فریدی نے جواب دیا۔ لیکن لہجہ بدلا ہوا تھا۔

"ایس۔ ون۔ تھری پوائنٹ پر جا کر کال کرو۔ اوور اینڈ آل" ---- دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مشین خود بخود آف ہو گئی۔ کیپٹن حمید خاموش کھڑا ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے مشین کے بٹن آف نہ کئے بلکہ اسی طرح خاموش کھڑا رہا۔ تقریباً دس منٹ بعد مشین میں ایک بار پھر روشنی بھر گئی۔ اور ڈائلوں میں موجود سوئیاں تیزی سے حرکت میں آ گئیں۔

"زیڈ۔ ایف۔ ون کالنگ۔ فرام ایس۔ ون۔ تھری پوائنٹ اوور" ---- اس بار کرنل فریدی نے پہلے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اے۔ اے۔ اٹنڈنگ یو۔ ہوٹل ویولینڈ نایاب۔ کمرہ نمبر بارہ۔ دوسری منزل۔ کوڈ ٹرپل زیرو ٹرپل ون۔ کل دوپہر بارہ بجے۔ اوور اینڈ آل" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مشین ایک بار پھر آف

ہو گئی۔ کرنل فریدی نے مشین اٹھائی۔ اس کے بٹن آف کئے۔ اور اسے دوبارہ بیگ میں رکھ کر وہ ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کی طرف واپس جانے لگے۔

"اس قدر پراسرار چکر چلانے کی آخر ضرورت ہی کیا تھی۔ جب رقم دینی ہے اور مال لینا ہے تو......" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شوگرانی ایجنٹ خاصے تیز اور فعال واقع ہوئے ہیں" ---- کرنل فریدی نے جواب دیا اور کیپٹن حمید خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہوا۔ اور تیزی سے مڑ کر پہاڑیوں کے درمیان اڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تقریباً پون گھنٹے تک پہاڑیوں میں اسی طرح کی پرواز کے بعد آخر کار وہ ایک گھنے جنگل کے اندر خالی حصے پر اتر گیا۔ یہاں ایک جدید قسم کا کیبن موجود تھا۔ اور دو مسلح آدمی وہاں کھڑے تھے۔

"کوئی چیکنگ وغیرہ" ---- کرنل فریدی نے ہیلی کاپٹر سے اترتے ہی وہاں موجود مسلح افراد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نو سر ---- آل از او۔ کے" ---- ایک آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا کیبن کے اندر داخل ہو گیا۔ کیبن اندر سے انتہائی خوب صورت اور آرام دہ فرنیچر سے مزین تھا۔ ایک سائیڈ پر میز تھی جس پر ایک ٹیلی ویژن پڑا ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر اس کے نچلے حصے میں لگے ہوئے دو بٹنوں کو یکے بعد دیگرے پریس کیا تو سائیڈ پر لگی ہوئی جالی میں سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے

لگی۔ چند لمحوں بعد آواز ہلکی ہونے لگی اور پھر آہستہ آہستہ ہوتے ہوتے ختم ہوگئی۔ اس کے بعد ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے سمندر کی پُرشور لہریں ساحل سے ٹکرا رہی ہوں۔ کافی دیر تک یہ آوازیں آتی رہیں۔ پھر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو ـــ ہواز کالنگ اوور" ـــ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بھاری مگر انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"زیڈ۔ ایف۔ ون کالنگ اوور" ـــ کرنل فریدی نے اُسی طرح بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کہاں سے کالنگ ہو رہی ہے۔ سپاٹ بتاؤ اوور" ـــ دوسری طرف سے اُسی طرح پوچھا گیا۔

"ہوٹل ڈیولینڈ ناپال۔ کمرہ نمبر بارہ دوسری منزل اوور" ـــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"کوڈ پلیز اوور" ـــ اس بار بولنے والے کا لہجہ پہلے کی نسبت کافی نرم تھا۔

"کوڈ ٹرپل زیرو ٹرپل ون اوور" ـــ کرنل فریدی نے جواب دیا

"کس وقت دوبارہ کال کرو گے اوور" ـــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"کل دوپہر بارہ بجے اوور" ـــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ اوور اینڈ آل" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہوگئی۔ کرنل فریدی نے وہ بٹن آن کر کے ساتھ ہی موجود سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس بٹن کے

پریس ہوتے ہی سکرین روشن ہوگئی اور اس پر تیزی سے آڑی ترچھی لکیریں سی دوڑنے لگیں۔ کرنل فریدی خاموشی سے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کی نظریں سکرین پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ کیپٹن حمید پہلے ہی ساتھ والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ مسلح افراد کیبن سے باہر تھے۔

کافی دیر تک سکرین پر بدستور آڑی ترچھی لکیریں سی دوڑتی رہیں پھر اچانک ایک جھماکے سے سکرین پر ایک منظر نظر آنے لگا۔ یہ منظر ایک سڑک کا تھا۔ جس پر سفید رنگ کی ایک کار ایک موڑ مڑ کر سامنے کے رخ آتی دکھائی دے رہی تھی۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے۔ حتیٰ کہ فرنٹ سکرین بھی کلرڈ تھی۔ کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی۔ اور کرنل فریدی اور کیپٹن حمید خاموش بیٹھے دیکھتے رہے۔ کافی دیر بعد کار دائیں طرف کو مڑ کر ایک گھنے جنگل میں داخل ہوگئی۔ اب جنگل میں اس کی جھلکیاں نظر آتی تھیں۔

"آؤ۔ اب باہر نکل کر ان کا استقبال کریں" ـــ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر وہ سرخ بٹن آف کر دیا۔ سکرین ایک جھماکے سے دوبارہ تاریک ہوگئی۔ اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کیبن سے باہر آگئے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہی سفید رنگ کی کار جو سکرین پر نظر آرہی تھی۔ درختوں کی اوٹ سے نکل کر ان کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ کار کے دروازے کھلے اور ان میں سے ایک بوڑھا اور ایک نوجوان شوگرانی باہر نکل آئے۔ بوڑھے شوگرانی کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔

"زیڈ۔ ایف۔ ون" ـــ کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر بوڑھے کی

طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اے۔ اے " ــــ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر بڑے پُرجوش انداز میں اس نے کرنل فریدی سے مصافحہ کیا۔

" یہ زیڈ۔ الیف۔ ٹو ہیں " ــــ کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" گلیڈ ٹو میٹ یو " ــــ بوڑھے نے کیپٹن حمید سے مصافحہ کیا۔ نوجوان شوگرانی کار کے ساتھ خاموش کھڑا تھا۔ نہ اس کا تعارف کرایا گیا تھا اور نہ کسی نے اس سے تعارف حاصل کیا تھا۔

" آیئے " ــــ کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ اس بوڑھے کو لے کر کیبن کے اندر آ گئے۔ کیپٹن حمید نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی

" تشریف رکھیئے اے۔ اے " ــــ کرنل فریدی نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس بوڑھے سے کہا۔ اور بوڑھا سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

" رقم کہاں ہے " ــــ بوڑھے نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا اور کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کو اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر کیبن کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا بریف کیس تھا۔ کرنل فریدی نے اس کے ہاتھ سے بریف کیس لے کر اُسے کھولا تو بوڑھے کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔ اس کے ہونٹ اور گال اس طرح پھڑکنے لگے جیسے وہ رعشہ کا مریض ہو۔ اس نے جلدی سے بریف کیس میں بھرے ہوئے بڑے بڑے نوٹوں کی کئی گڈیاں اٹھا لیں۔ اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ کافی دیر تک انہیں

غور سے دیکھنے کے بعد اس نے گڈیاں واپس رکھ دیں۔

" لگتے تو اصلی ہیں " ــــ بوڑھے نے کہا۔

" بے فکر رہیں۔ زیڈ۔ الیف کبھی دھوکہ نہیں کرتا " ــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" او۔ کے۔ میرے ساتھی کو بلوایئے " ــــ بوڑھے نے کہا۔ اور کیپٹن حمید خاموشی سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھولا۔ اور باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ وہی نوجوان تھا جو بوڑھے کے ساتھ کار سے نکلا تھا۔

" بریف کیس اٹھا کر کار میں لے جاؤ " ــــ بوڑھے نے اس نوجوان سے کہا اور نوجوان نے بغیر کوئی لفظ منہ سے نکالے بریف کیس اٹھایا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن حمید اس کے پیچھے تھا۔ نوجوان کے باہر جانے کے بعد اس نے دوبارہ دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا دی۔ اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

" یہ مفت لے جا رہے ہو مسٹر زیڈ۔ الیف۔ اس کی قیمت تو پوری دنیا بھی مل کر نہیں دے سکتی " ــــ بوڑھے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر کوٹ اتارا۔ پھر قمیض اتار دی۔ اس کے بعد نیچے موجود بنیان اتار دی۔ اب اس کا اوپر والا جسم عریاں تھا۔ اس نے ناف کے قریب چٹکی بھری اور دوسرے لمحے اس نے پیٹ کے سامنے کے رخ والی کھال ایک جھٹکے سے کھینچ کر اس طرح اتار دی جیسے کوئی پٹی اتارتا ہے۔ اور بالکل اصل کھال جیسی پٹی اتار کر اس نے اس کے اندرونی طرف چپکا ہوا ایک انتہائی پتلا سا کھال کے رنگ کا لفافہ اتارا اور اسے کرنل

فریدی کی طرف بڑھا دیا۔ کرنل فریدی نے لفافہ لیا۔ اُسے کھولا۔ اس کے
اندر دس بارہ کاغذ تھے۔ لیکن وہ اس قدر باریک تھے کہ رائس پیپر جیسے
سب سے باریک کاغذ میں سے بھی وہ دس نکل آئیں۔ ان پر سنہرے
رنگ کی باریک باریک تحریر نظر آرہی تھی۔ کرنل فریدی نے غور سے اس
تحریر کو دیکھا۔ سارے کاغذوں پر سرسری نظر ڈال کر اس نے کاغذ تہہ
کر کے دوبارہ اس باریک سے لفافے میں ڈالے اور لفافہ موڑ کر اس نے
کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ جب کہ اس دوران بوڑھا وہ کھال نما پٹی کو
دوبارہ اپنے پیٹ پر ایڈجسٹ کر چکا تھا۔ پھر اس نے بنیان۔ قمیض
پہنی اور اوپر کوٹ پہن لیا۔

"اوکے۔ اب میں چلتا ہوں" ـــــ بوڑھے نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔ اور بوڑھے نے میز پر
رکھا اپنا بیگ اٹھایا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ کرنل فریدی
اور کیپٹن حمید خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے۔ باہر آ کر جب بوڑھا
کار میں بیٹھ گیا اور کار مڑ کر واپس جنگل میں غائب ہو گئی تو کرنل فریدی
نے ایک طویل سانس لیا۔

"تم اب اپنا تمام سیٹ اپ سمیٹ لو۔ ہم واپس جا رہے ہیں" ـــــ
کرنل فریدی نے مسلح افراد سے کہا۔

"یس سر" ـــــ ایک مسلح آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
اور کرنل فریدی کیپٹن حمید کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے ہیلی کاپٹر
کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے
مشرق کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران جب دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو
احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو" ـــــ عمران نے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے۔ آپ کچھ بجھے بجھے سے لگ رہے ہیں" ـــــ
بلیک زیرو نے کہا۔

"کرنل فریدی کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ کیپٹن حمید کے ساتھ
ناپال اور شوگران کی سرحد پر واقع پہاڑی علاقے میں گیا ہوا ہے۔ اور
میں نے بہت سوچا ہے کہ وہ وہاں کیوں گیا ہو گا۔ لیکن کچھ سمجھ میں نہیں
آرہا" ـــــ عمران نے کہا۔

"کس نے اطلاع دی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔
اور عمران نے قاسم سے ملنے اور اس سے ہونے والی بات چیت
دوہرا دی۔

"میرا خیال ہے۔ قاسم کی اطلاع غلط ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اس خیال کی وجہ" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"کیپٹن حمید اور کرنل فریدی جس قسم کے آدمی ہیں وہ اپنے ملازم کو ایسی بات نہیں بتا سکتے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"وہ تو واقعی نہیں بتا سکتے۔ ملازموں کو ایسی باتیں خودبخود معلوم ہو جایا کرتی ہیں۔ اور قاسم چونکہ ان کا خاص آدمی ہے۔ اس لئے ملازم نے اُسے بتا دیا ہوگا" ـــــ عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ لیکن یہ نام ہی اس قدر مشکل ہے کہ کم از کم کسی ملازم کی زبان پر نہیں چڑھ سکتا" ـــــ بلیک زیرو اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"البتہ تمہاری یہ بات قرین قیاس ہے۔ لیکن بہرحال وہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کا ملازم ہے۔ ویسے عام حالات میں اُسے یہ نام آ ہی نہیں سکتا تھا" ـــــ عمران نے کہا تو اس بار بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر اگر یہ بات درست ہی ہے تو اس میں آخر آپ کے لئے کیا الجھن ہے۔ لازماً ان کا کوئی مشن ہوگا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"میری الجھن کی ایک وجہ ہے۔ ورنہ اتنی بات تو میں بھی جانتا ہوں۔ کہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید آخر کوئی نہ کوئی کام تو کرتے ہی رہتے ہیں۔ سر داور نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ پاکیشیا کے ایک سائنسدان کی ایک انقلابی دفاعی ایجاد پر شوگران حکومت کی خصوصی لیبارٹری میں

کام ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس ایجاد کے لئے یہاں پاکیشیا میں کوئی لیبارٹری ابھی تک تیار ہی نہیں ہوئی اور سر داور نے اس لیبارٹری کا محل وقوع انہی پہاڑیوں میں ہی بتایا تھا" ـــــ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر بھی الجھن کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"تو اس سلسلے میں آپ سر سلطان کی معرفت شوگران حکومت سے رابطہ کر لیں" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے یہی کیا ہے۔ ابھی تک واپس رپورٹ نہیں ملی" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ کیا عمران یہاں موجود ہے" ـــــ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"آپ یاد کریں اور میں موجود نہ ہوں یہ کیسے ممکن ہے" ـــــ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے تمہیں تمہارے فلیٹ پر یاد کیا تھا مگر وہاں سلیمان نے جواب دیا کہ تم ابھی تھوڑی دیر پہلے وہاں سے روانہ ہو گئے ہو" ـــــ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ سلیمان جب اپنی تنخواہوں کے بل یاد کرنے لگتا ہے۔ تو مجھے اپنی گمشدہ یادداشت کی تلاش میں وہاں سے بھاگنا ہی پڑتا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور سر سلطان قہقہہ مار کر ہنس دیئے۔

"ظاہر ہے۔ جب تمہیں کسی کو کچھ دینا پڑے تو یادداشت تو غائب

ہونی ہی ہے" ——— سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا وہ بھی شاید موڈ
میں تھے۔
" نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میری یادداشت میں وہ سب دعا
ہر وقت موجود رہتی ہیں جو میں دے سکتا ہوں" ——— عمران نے جواب
دیا اور سرسلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔
" بہرحال میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے فون کیا تھا کہ شوگران حکو
کی طرف سے رپورٹ مل گئی ہے۔ سب او۔کے ہے" ——— سر
سلطان نے کہا۔
" اگر ان کے مطابق سب او۔کے ہے۔ تو ہم کون سے قاضی شہ
ہیں کہ خواہ مخواہ کے اندیشوں میں دبلے ہوتے رہیں" ——— عمرا
نے جواب دیا۔ اور سرسلطان نے ہنستے ہوئے خدا حافظ کہا اور ا
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔
" اب تو میرے خیال میں آپ کی الجھن دور ہو گئی ہو گی" ———
بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" بڑھ گئی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور
کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
" یس" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنا
دی۔
" میں علی عمران بول رہا ہوں۔ سر داور سے بات کرائیں" ———
عمران نے کہا۔
" عمران صاحب۔ سر داور انتہائی اہم اور نازک کام میں مصر

ہیں۔ پندرہ منٹ بعد فارغ ہوں گے۔ میں انہیں آپ کے فون کے بارے
میں بتا دوں گا" ——— دوسری طرف سے سر داور کے جونیئر کی آواز
سنائی دی۔
" ٹھیک ہے۔ میں بیس منٹ بعد پھر فون کر لوں گا" ——— عمران نے کہا۔
اور رسیور رکھ دیا۔
" لائبریری سے نایال اور شوگران کی سرحدوں کا تفصیلی نقشہ تو لے آؤ"
عمران نے رسیور رکھ کر بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو کرسی سے اٹھا
اور تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
" میرا خیال ہے آپ فراغت کی وجہ سے اسے زبردستی کوئی کیس بنانے
پر تلے ہوئے ہیں" ——— تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو نے واپس آتے ہوئے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں موجود نقشہ عمران کے سامنے
رکھ دیا۔
" میں نے کیا کیس بنانا ہے۔ کرنل فریدی نے سوٹ کیس بنا رکھا ہو گا"
عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے نقشہ کھولا۔
اور پھر اس پر جھک گیا۔ کافی دیر بعد اس نے نظریں اٹھائیں اور ایک طویل
سانس لے کر اس نے نقشہ بند کر لیا۔ پھر سامنے دیوار پر لگے ہوئے کلاک
میں وقت دیکھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر سر داور کے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
" یس ——— داور بول رہا ہوں" ——— اس بار سر داور کی
آواز سنائی دی۔
" انتہائی ادب و احترام سے خاکسار۔ شرمسار۔ کوہسار۔ مرغزار

اوہ سوری۔ یہ تو غلط الفاظ منہ سے نکل گئے۔ چلو پہلے دو پر ہی گزارہ
کر لیتا ہوں۔ آخری دو آپ کی شان میں کہہ دیتا ہوں۔ علی عمران
بذبان خود بول رہا ہوں" ___ عمران نے کہا۔
"ایسے کام نہ کیا کرو کہ بعد میں شرمسار ہونا پڑے" ___ دوسری
طرف سے سر داور نے ہنستے ہوئے کہا۔
"یہی تو ایک خامی ہے مجھ میں کہ کام نہیں کرتا۔ اگر کام کرتا تو ڈیڈی
کا منظور نظر نہ ہوتا" ___ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے
سر داور بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔
"اگر تم فارغ ہو تو یہ سن لو کہ میں فارغ نہیں ہوں۔ انتہائی اہم
نازک اور سنجیدہ کام میں مصروف ہوں۔ صرف چند منٹ کے لئے
ریسٹ کرنے کے لئے دفتر آیا ہوں۔ اور زیادہ وقت رک نہیں سکتا
اس لئے جو کچھ کہنا ہے جلدی سے کہہ ڈالو" ___ دوسری طرف سے
سر داور نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"آپ نے ایک بار بتایا تھا کہ کسی پاکیشیائی سائنسدان کی انتہائی
انقلابی دفاعی ایجاد پر شوگران کی کسی مخصوص لیبارٹری میں کام ہو رہا
ہے۔ اور وہ لیبارٹری ناپال اور شوگران کی سرحد پر واقع پہاڑی
سلسلے جونکا رونگ میں ہے" ___ عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے
ہوئے کہا۔
"ہاں۔ مجھے یاد آگیا ہے۔ یہ بات ہوئی تھی پھر" ___ سر داور نے
کہا۔
"وہ سائنسدان کون صاحب ہیں۔ ان کا نام پتہ" ___ عمران

نے پوچھا۔
"کیوں۔ خیریت۔ یہ اچانک اس کی یاد کیسے آگئی" ___ سر داور نے
حیران ہو کر پوچھا۔
"آپ کافرستان کے کرنل فریدی سے واقف ہیں" ___ عمران نے
پوچھا۔
"ہاں۔ نام تو سنا ہوا ہے۔ کیوں" ___ سر داور نے اور زیادہ
الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔
"اس کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ جونکا رونگ گیا ہوا ہے اور وہ ایسا
آدمی ہے کہ کسی چھوٹے سے معاملے میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ اس کے ذمہ
کافرستان کے انتہائی اہم ترین پراجیکٹ لگائے جاتے ہیں" ___ عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تمہارا مطلب کیا ہے۔ کھل کر بات کرو" ___ سر داور نے کہا۔
"ہو سکتا ہے۔ کرنل فریدی اسی ایجاد کے سلسلے میں وہاں گیا ہو" ___
عمران نے کہا۔
"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن اس کے لئے تم اپنے چیف سے کہہ کر
شوگران حکومت سے معلومات حاصل کر لو" ___ سر داور نے کہا۔
"سر سلطان نے بات کی ہے۔ وہاں سے او۔ کے کی رپورٹ آئی
ہے۔ مگر نجانے کیوں میرا ذہن مطمئن نہیں ہو رہا" ___ عمران نے کہا۔
"جب شوگرانی حکومت او۔ کے کی رپورٹ دے رہی ہے تو تمہارا ذہن
کیوں مطمئن نہیں ہو رہا" ___ سر داور نے اور زیادہ الجھے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"کرنل فریدی کوئی عام ایجنٹ نہیں ہے سردادر۔ وہ میرا بھی پیر و مرشد ہے۔ بس اس سے آپ سمجھ جائیے۔ زیادہ تفصیل نہیں بتا سکتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی تمہاری تشویش بجا ہے۔ بہرحال اس سائنسدان کا نام فریدا احمد ہے۔ وہ گذشتہ ایک سال سے وہیں ہے" ـــــ سردادر نے جواب دیا۔

"اس ایجاد کی کوئی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"زیادہ تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے۔ کیونکہ فریدا احمد میرے ساتھ کام نہیں کرتا تھا۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ کوئی شعاعی ہتھیار ہے۔ اور بس۔ فریدا احمد نے اس کا نام زیرو بلاسٹ رکھا ہوا تھا" ـــــ سردادر نے کہا۔

"کیا آپ اگر چاہیں تو اپنے طور پر اس فریدا احمد سے کسی طرح رابطہ کر سکتے ہیں" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر چوانگ کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر چوانگ اکثر مجھ سے مخصوص فون پر اپنی سائنسی الجھنیں ڈسکس کرتا رہتا ہے۔ بے حد قابل سائنسدان ہے۔ اور یونیورسٹی میں میرا استاد بھی رہا ہے" ـــــ سردادر نے کہا۔

"اوہ۔ کیا آپ میری بات کرا سکتے ہیں ان سے" ـــــ عمران نے چونک کر کہا۔

"کیوں نہیں کرا سکتا۔ نمبر نوٹ کر لو۔ میں اس سے بات کر کے تمہارا تعارف کرا دوں گا۔ تم دس منٹ بعد براہ راست اس سے

بات کر لینا۔ وہ تم سے ہر ممکن تعاون کرے گا۔ لیکن ایک بات بتا دوں۔ وہ انتہائی خشک طبیعت کا اور انتہائی تنک مزاج آدمی ہے۔ اس لئے اگر تم نے اپنی عادت کے مطابق اس کے ساتھ مذاق کرنے کی کوشش کی تو وہ بری طرح بگڑ جائے گا" ـــــ سردادر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مخصوص رابطہ نمبر اور پھر ٹیلی فون نمبر بھی بتا دیا۔

"شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کون۔ فریدا احمد" ـــــ سردادر نے چونک کر پوچھا۔

"دونوں کے متعلق بتا دیں" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"فریدا احمد تو غیر شادی شدہ ہیں۔ البتہ ڈاکٹر چوانگ شادی شدہ ہیں۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ان کی اکلوتی بیٹی مس کومبی کسی غیر ملکی یونیورسٹی میں پڑھاتی ہے۔ ڈاکٹر چوانگ اپنی بیٹی سے جنون کی حد تک محبت کرتا ہے" ـــــ سردادر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آپ ان سے بات کر لیں۔ میں دس منٹ بعد ان سے بات کر دوں گا۔ شکریہ" ـــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو اچھا خاصا قریبی لنک مل گیا" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں قریبی لنک مل گیا۔ مس کومبی نجانے کون سے ملک میں پڑھاتی ہو" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو اس کے جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میرا یہ مطلب نہ تھا۔ میں ڈاکٹر چوانگ کی بات کر رہا تھا" ـــــ

بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اُسے بھی بھگتنا ہی پڑے گا۔ آخر وہ کومبی کا باپ ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"چائے کا ایک کپ بنا لاؤ۔ تاکہ چائے کی کچھ خشکی میرے دماغ پر اور چڑھ جائے۔ تاکہ اس خشک ڈاکٹر سے کچھ تو برابر کی بات چیت ہو سکے"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھا اور سائیڈ کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے چائے کا کپ لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا اور دوسرا کپ لئے اپنی کرسی پر جا بیٹھا۔

"ارے تمہیں کیا ضرورت ہے خشکی کی۔ بے شک جولیا سے پوچھ لو۔ وہ تمہیں بتائے گی۔ کہ تم پہلے ہی کتنے خشک مزاج واقع ہوئے ہو"۔۔۔ عمران نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔

چائے پینے کے بعد عمران نے گھڑی دیکھی۔ اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے سرداور کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔۔۔ سپیشل لیبارٹری"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ بوڑھا نہیں بلکہ نوجوان ہے۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ عزت مآب ڈاکٹر چوانگ سے بات کرائیے"۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو عزت مآب کا لفظ سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہولڈ کیجئے"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند منٹوں بعد ایک خشک بلغم زدہ بوڑھی سی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ چوانگ بول رہا ہوں"۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بھی انتہائی کھردرا تھا۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں بولو۔ کیا بات ہے۔ ابھی سرداور نے بتایا ہے کہ تم بات کرنا چاہتے ہو۔ کیا بات کرنا چاہتے ہو"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے پہلے سے بھی زیادہ کھردرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے ماتحت کتنے سائنسدان کام کرتے ہیں"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"کیوں۔ تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ تمہارا اس سے کیا تعلق"۔۔۔ ڈاکٹر چوانگ کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا ہے۔

"تاکہ اندازہ لگا سکوں کہ آپ اس قدر روکھے انداز میں مجھ سے ہی بات کر رہے ہیں یا آپ کا لہجہ ہی ایسا ہے۔ اگر واقعی آپ کا لہجہ ہی ایسا ہے تو پھر تو آپ اکیلے ہی اس لیبارٹری میں کام کر رہے ہوں گے۔ اور اگر آپ خصوصی طور پر میرے ساتھ اس لہجے میں بات کر رہے ہیں تو میں جو سائنس کا ادنیٰ طالب علم ہوں۔ سائنس سے ہی بھاگ جاؤں گا"۔۔۔ عمران نے اُسی طرح معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ مسٹر۔ کیا نام بتایا۔ ہاں علی عمران۔ آئی۔ ایم۔ رئیلی سوری۔ واقعی مجھے تمہارے ساتھ ایسے لہجے میں بات نہیں کرنی چاہئے تھی۔ لیکن کیا کروں ہمارا کام ہی ایسا ہے۔ بہرحال سرداور

نے مجھے کہا تھا کہ تم انتہائی با اعتماد آدمی ہو۔ اور تم کسی خاص مقصد کے
لئے کوئی بات پوچھنا چاہتے ہو۔ اور یہ مقصد شوگران اور پاکیشیا کے
مفاد میں ہے۔ ٹھیک ہے۔ بتاؤ کیا پوچھنا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر چوانگ
نے اس بار انتہائی نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"شکریہ۔ آپ واقعی اعلیٰ ظرف کے مالک ہیں کہ ناراض ہونے
کی بجائے آپ نے میری بات پر توجہ دی۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ میرا
تعلق پاکیشیا کے ایک ایسے محکمے سے ہے۔ جہاں دوسرے ممالک کے
ان لوگوں کی رپورٹیں ملتی رہتی ہیں جو پاکیشیا اور شوگران کے مفاد کے
خلاف کام کرتے ہیں۔ اور مجھے رپورٹ ملی ہے کہ کافرستان کے کچھ
ایسے ہی لوگ ان پہاڑیوں میں دیکھے گئے ہیں۔ جہاں آپ کی یہ خصوصی
لیبارٹری واقع ہے"۔۔۔۔ عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے
کہا۔
"اوہ۔ اس بات کی فکر مت کرو۔ ہماری لیبارٹری کے حفاظتی
انتظامات ایسے ہیں کہ چاہے کافرستان کی پوری فوج ہی یہاں کیوں
نہ سر پٹکتی پھرے۔ وہ ہم تک نہیں پہنچ سکتی"۔۔۔۔ ڈاکٹر چوانگ نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"آپ کی بات درست ہے جناب۔ واقعی انتظامات ایسے ہی ہوں
گے کہ کوئی آپ کی لیبارٹری تک نہ پہنچ سکے گا۔ لیکن اگر آپ کی لیبارٹری
کا کوئی آدمی ان تک پہنچ جائے تو......" عمران نے کہا۔
"ایسا ناممکن ہے۔ میرے ماتحت سب انتہائی با اعتماد لوگ ہیں۔ وہ
ایسا سوچ بھی نہیں سکتے۔ بہرحال تمہاری اطلاع کا شکریہ۔ میں اب

اس بارے میں مزید محتاط رہوں گا"۔۔۔۔ ڈاکٹر چوانگ نے جواب دیا۔
"پلیز۔ درخواست ہے کہ اگر آپ کی لیبارٹری میں کوئی ایسا واقعہ ہو
جو خلاف معمول ہو۔ یا آپ کی لیبارٹری سے کوئی خلاف معمول باہر جائے
تو آپ براہ مہربانی اس کی اطلاع ہمردادر کے ذریعے مجھ تک ضرور پہنچائیں
گے۔ اس میں شوگران اور پاکیشیا دونوں کا ہی مفاد ہے"۔۔۔ عمران
نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔ اور کچھ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا
گیا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔
"یہ تو واقعی اندھیرے میں لاٹھی چلانے والی بات ہو رہی ہے"۔۔۔
عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"آپ اگر اس معاملے میں اتنے ہی بے چین ہیں تو آپ رضا کو کیوں
نہیں فون کر دیتے۔ اگر کیپٹن حمید کے ملازم کو اس کے پروگرام کا علم ہو
سکتا ہے تو رضا جو زیرو سروس کے ہیڈ کوارٹر میں کام کرتا ہے اُسے
تو لازماً پوری تفصیلات کا علم ہوگا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔ تو
عمران بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔
"اوہ۔ واقعی یہ بات تو میرے ذہن سے ہی اتر گئی تھی۔ ویری گڈ۔
تمہارے ذہن میں واقعی اب ایکسٹو کے خلیات پیدا ہوتے جا رہے
ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اس طرح تو آپ کے ذہن سے یہ خلیات ختم ہوتے جا رہے ہیں"
بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ارے۔ میں تو نہ تین میں ہوں نہ تیرہ میں۔ مجھے کیا کہتے ہو"۔۔۔ عمران

نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس
پڑا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"یس ۔۔ کنگ بیکریز" ۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے
ایک آواز سنائی دی۔
"مینجر سے بات کرائیں۔ میں وزارت صحت کا سیکشن آفیسر رامن
بول رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"یس سر۔ مینجر احمد خان بول رہا ہوں" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک
دوسری آواز سنائی دی۔
"احمد خان۔ میں سیکشن آفیسر رامن بول رہا ہوں۔ آج تم نے کوٹھی
میں سامان نہیں بھجوایا" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح بدلے ہوئے لہجے
میں کہا۔
"اوہ سر۔ دراصل آج ملازم چھٹی پر تھا۔ اس لئے کام نہیں ہو
سکا" ۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر جواب دیا گیا۔
"تو ایسا کرو۔ ابھی سامان بھجوا دو۔ میں منتظر ہوں" ۔۔۔ عمران نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور تقریباً دس
منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
"ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے رسیور اٹھا کر مخصوص لہجے میں کہا
"رضا بول رہا ہوں سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے رضا کی
مودبانہ آواز سنائی دی۔
"رضا۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید آج کل کہاں گئے ہوئے ہیں ا

کس مشن پر" ۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔
"وہ جناب ناپال کسی خفیہ میٹنگ کے لئے گئے ہوئے تھے۔ آج صبح
ہی ان کی واپسی ہوئی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے رضا نے کہا۔
"لیکن مجھے تو اطلاع ملی ہے کہ وہ ناپال اور شوگران کی سرحدی پہاڑی
سلسلے جونکا رونگ گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"جناب آپ کی اطلاع یقیناً درست ہوگی۔ لیکن یہاں ہیڈ کوارٹر
میں تو سرکاری طور پر یہی بتایا گیا ہے۔ جو میں نے عرض کیا ہے" ۔۔۔
رضا نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"او کے۔ بہرحال اس پوائنٹ پر تم نے کام کرنا ہے۔ اور اگر کوئی
خاص بات معلوم ہو تو مجھے فوراً رپورٹ دینی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔
اور رسیور رکھ دیا۔
"میری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آ رہی کہ اس قدر اہم بات
کہ جس کا علم کرنل فریدی کی زیرو سمردس کے ہیڈ کوارٹر کو بھی نہیں ہے۔
اس کا علم ایک عام سے ملازم کو کیسے ہو سکتا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو
نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اب کرنل فریدی سے براہِ راست بات کئے بغیر
کوئی چارہ نہیں ہے۔ ورنہ ہم اسی طرح خواہ مخواہ پریشان ہوتے رہیں
گے" ۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ایک بار
پھر رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔
"کیا کرنل فریدی بتا دے گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر
پوچھا۔

"دیکھیں تو سہی کہ وہ صاحب فرماتے کیا ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہارڈ اسٹون" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی کرنل فریدی کی سرد آواز سنائی دی۔

"آپ کا مرید خاص علی عمران بول رہا ہوں" ـــــ عمران نے بڑے مؤدبانہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ عمران تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا" ـــــ کرنل فریدی نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"آپ تو ماشاء اللہ آج کل سیر و تفریح کرتے پھر رہے ہیں۔ اور مجھے سفرنامے پڑھ پڑھ کر اپنا شوق پورا کرنا پڑ رہا ہے۔ اب میں آپ کی طرح جاگیردار تو نہیں ہوں۔ کہ جب جی چاہا اٹھ کر دنیا کی سیر کو نکل پڑا" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"سیر و تفریح۔ نہیں۔ بلکہ ڈیوٹی کے سلسلے میں ناپال گیا تھا۔ کیا تم نے میری عدم موجودگی میں فون کیا تھا" ـــــ کرنل فریدی نے پوچھا

"جی نہیں۔ میں اگر اتنا امیر ہوتا کہ فارن کال کا خرچہ بھر سکتا۔ تو آپ کی طرح سیر سپاٹا نہ کر لیتا۔ مجھے تو خالہ جاد نے بتایا تھا۔ کہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں سیر و تفریح کرنے گئے ہوئے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"قاسم نے۔ کیا قاسم پاکیشیا آیا تھا" ـــــ کرنل فریدی نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔ صاحب اچانک تشریف لے آئے۔ یہاں جب انہیں

کافرستان کی طرح فل فلوٹیاں نظر نہ آئیں تو مجھے فون کر کے بلوا لیا۔ اور لگے دھاڑنے۔ آپ تو جانتے ہیں کہ پاکیشیا تو اس معاملے میں بڑا خشک سا ملک ہے۔ اب یہاں کافرستان کی طرح رنگین آنچلوں کی بہار تو نہیں ہوتی" ـــــ عمران نے جواب دیا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن قاسم کو کیسے معلوم ہوا کہ ہم سیر و تفریح کرنے گئے ہیں" ـــــ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ کیپٹن حمید کو ساتھ لے آتا۔ تو اُسے فل فلوٹیوں کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔ اس پر کہنے لگا کہ وہ تو کرنل صاحب کے ساتھ سیر پر گیا ہے۔ کلر جونک دیکھنے۔ میں یہ نام سن کر بڑا حیران ہوا۔ بہرحال کافی دیر کی مغز ماری کے بعد پتہ چلا کہ جناب کا مطلب جونکا رونگ تھا۔ وہ رنگ کو کلر اور جونکا کو جونک بنائے ہوئے تھے" ـــــ عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر آنکھ کو دباتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن حمید نے یقیناً اُسے چکر دیا ہوگا۔ میں تو ناپال گیا تھا۔ ایک خصوصی خفیہ میٹنگ تھی اور آج صبح ہی ہم واپس آئے ہیں" ـــــ کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر کیپٹن حمید کو سمجھا دیجئے کہ آئندہ ایسا مذاق نہ کیا کرے جس سے دوسروں کی جان پر بن جائے" ـــــ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ـــــ کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں سمجھا نہیں" ـــــ کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

"آپ تو جانتے ہیں کہ جونکا رونگ ناپال اور شوگران کا سرحدی

پہاڑی سلسلہ ہے۔ اور چونکہ ڈونگ میں شوگران کی ایسی خصوصی لیبارٹریاں
موجود ہیں۔ جن میں یقیناً اہم ترین ریسرچ ہوتی ہو گی اور شوگران پاکیشیا
کا انتہائی گہرا دوست ہے۔ اور اگر کیپٹن حمید اس کا نام لے گا چاہے
مذاق میں ہی سہی تو مجھ جیسے آدمی کے پیٹ میں تو مروڑ اٹھیں گے ہی"۔۔۔
عمران آہستہ آہستہ اصل بات پر آتا جا رہا تھا۔

"بہتر ہے۔ تم اپنے معدے کا علاج کراؤ۔ خواہ مخواہ کے مروڑ اچھی
علامت نہیں ہوتے۔ بہرحال میں کیپٹن حمید کو سمجھا دوں گا اور کچھ"۔۔۔
کرنل فریدی نے اس بار خشک لہجے میں کہا۔

"شوگرانی چورن مروڑ کا بہترین علاج ہوتا ہے۔ میں نے آرڈر دے
دیا ہے۔ اگر آگیا تو آپ کو بھی بھجوا دوں گا۔ آپ اس کی ایک آدھی خوراک
ضرور کیپٹن حمید کو دیں گے تاکہ اس کے پیٹ میں جو کچھ ہو۔ وہ اتنی آسانی
سے باہر نہ آجایا کرے۔ خدا حافظ"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
اور ریسیور رکھ دیا۔

"کیا نتیجہ نکالا آپ نے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھو۔ ابھی تو زمین ہموار کر کے دانہ ڈال دیا ہے۔ اب فصل تیار
ہو گی تو پتہ چلے گا کہ کتنی پیداوار ہوتی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا آپ اب کرنل فریدی کی نگرانی کرائیں گے"۔۔۔ بلیک زیرو
نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اگر کرنل فریدی واقعی کسی ایسے
ویسے مشن پر ہوا تو وہ یقیناً میرے فون کے بعد اور زیادہ محتاط ہو

جائے گا۔ اور پھر اس سلسلے میں وہ اپنی زیرو سروس کو ضرور احکامات
دے گا۔ اس طرح رضا کے ذریعے ہمیں کچھ نہ کچھ معلوم ہو جائے گا۔
ورنہ اب تم تو جانتے ہو کہ فی الحال تو شوگرانی چورن بھی بے کار ہی ثابت
ہوا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر مڑ کر بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کرنل فریدی نے ریسیور رکھا تو اس کی فراخ پیشانی پر بے شمار الجھنیں نمودار ہو گئی تھیں۔

"کیا بات ہے۔ کس کا فون تھا" ـــــ اسی لمحے کیپٹن حمید نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمارے مشن پر جانے سے پہلے تمہاری قاسم سے ملاقات ہوئی تھی" ـــــ کرنل فریدی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"بے شمار ملاقاتیں ہوئی ہوں گی" ـــــ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ساری عمر کی ملاقاتوں کی بات نہیں کر رہا۔ فوراً پہلے کی پوچھ رہا ہوں" ـــــ کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ایک ہفتہ پہلے ہوئی تھی۔ اس کے بعد نہیں۔ آخر آپ اس قدر

الجھے ہوئے کیوں نظر آ رہے ہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ذرا تمام ملازموں کو بلاؤ" ـــــ کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید پہلے چند لمحے غور سے کرنل فریدی کو دیکھتا رہا پھر اس نے حیرت بھرے انداز میں کاندھے جھٹکے اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد کوٹھی کے تمام ملازم کمرے میں پہنچ چکے تھے۔

"لیجئے۔ سب آ گئے ہیں۔ اب کیجئے شناخت پریڈ" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ ملازم اس طرح اچانک بلائے جانے پر حیرت زدہ ہونے کے ساتھ ساتھ خوف زدہ بھی دکھائی دے رہے تھے۔

"ہمارے جانے کے بعد تم میں سے کسی کی ملاقات قاسم سے ہوئی تھی" ـــــ کرنل فریدی نے تمام ملازموں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی آپ کے جانے کے بعد آئے تھے کپتان صاحب کا پوچھنے۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ وہ کہیں گئے ہوئے ہیں" ـــــ کیپٹن حمید کے نئے ملازم رامو نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"تم نے اسے کیا بتایا تھا کہ ہم کہاں گئے ہیں" ـــــ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جی میں نے بتایا تھا۔ جونکا رونگ گئے ہیں" ـــــ رامو نے کہا۔ تو کرنل فریدی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر یک لخت شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم جانتے ہو۔ یہ جونکا رونگ کہاں ہے" ——— کرنل فریدی نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جی میں نے نقشے میں دیکھا تھا۔ ناپال اور شوگران کی سرحد پر پہاڑی سلسلہ ہے" ——— رامو نے جواب دیا۔

"تم نے اسے بتایا تھا کہ ہم جونکا رونگ گئے تھے" ——— کرنل فریدی نے مڑ کر کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو کرسی پر خاموش بیٹھا حیرت سے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔

"مجھے کیا ضرورت تھی بتانے کی" ——— کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا تھا کہ ہم جونکا رونگ گئے ہیں" ——— کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کا جواب سن کر ایک جھٹکے سے رامو کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ خود کپتان صاحب سے کہہ رہے تھے کہ ہمیں پہاڑی سلسلے جونکا رونگ جانا ہے" ——— رامو نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ کرنل فریدی کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات دیکھ ہی اس کا رنگ زرد پڑتا جا رہا تھا۔

"ہونہہ۔ تو تم نے ہماری باتیں سنیں اور پھر اُسے آگے بڑھا دیا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس گھر میں ہونے والی کوئی بات باہر نہیں جا سکتی" ——— کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔

"ج ——— ج ——— جناب میں نے کسی غیر کو تو کچھ نہیں بتایا۔ قاسم صاحب تو کپتان صاحب کے دوست ہیں" ——— رامو نے بُری طرح خوف زدہ

ہوتے ہوئے کہا۔

"تم چونکہ نئے ہو۔ اس لئے میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ ورنہ ابھی گولیوں سے تمہارا جسم چھلنی کر دیتا۔ تم اپنا بوریا بستر اٹھاؤ اور یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ احمد خان اس کا حساب کر دو اور اسے ایک معقول رقم مزید بھی دے دینا۔ جاؤ تم سب" ——— کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔ اور سب ملازمین خاموشی سے سر جھکائے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"آخر ہوا کیا ہے۔ جو آپ اس قدر غصے میں نظر آ رہے ہیں۔ اگر رامو نے یہ بات قاسم کو بتا بھی دی ہے تو اس سے کیا ہوا۔ قاسم تو قطعی بے ضرر سا آدمی ہے" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"تمہارے اس بے ضرر آدمی نے یہی بات پاکیشیا جا کر علی عمران کو بتا دی ہے۔ اور ابھی علی عمران کا فون آیا تھا۔ وہ الٹی سیدھی باتیں کر کے مجھ سے اصل بات اگلوانا چاہتا تھا" ——— کرنل فریدی نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"قاسم کب پاکیشیا گیا ہے۔ اور اتنا مشکل نام اُسے بھلا کہاں یاد رہ سکتا ہے۔ عمران بکواس کرتا ہے" ——— کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہماری عدم موجودگی میں وہ وہاں گیا ہے اور اس کی ملاقات عمران سے ہوئی۔ عمران نے اس سے کہا کہ وہ حمید کو بھی ساتھ لے آتا تو اس نے اُسے بتایا کہ وہ تو کلر جونگ گیا ہوا ہے۔ ظاہر ہے عمران جیسے شاطر دماغ آدمی نے اس نام پر چونکنا تھا۔ چنانچہ بقول اس کے آخر کار اس نے معلوم کر ہی لیا کہ قاسم کا مطلب جونکا رونگ سے ہے" ———

کرنل فریدی نے کہا۔

" ویری بیڈ۔ یہ بات تو واقعی تصور میں بھی نہ تھی کہ اس طرح بھی ہو سکتا
ہے۔ لیکن وہاں ہم نے کیا ہی کیا ہے۔ جو اُسے معلوم ہو سکے گا۔ مارتا پھرے
ٹکریں" ——— کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" بس یہی ایک پوائنٹ ہمارے حق میں جاتا ہے کہ اُسے کسی بھی ذریعے
سے اصل حقیقت کا علم نہ ہو سکے گا۔ لیکن اس کے باوجود وہ لازماً آسا
سے اس بات کا پیچھا نہ چھوڑے گا۔ اور اگر وہ اصل بات تک پہنچ گیا
تو پھر سمجھو کہ ہماری ساری محنت پہ پانی پھر جائے گا" ——— کرنل فریدی
نے کہا۔

" ہماری محنت پہ کیسے پانی پھر جائے گا۔ ہمارا اس مشن میں براہ راست
مفاد ہی کیا تھا۔ ہم تو مڈل مین تھے۔ ہم نے ایک سیکرٹ ایک پار
سے حاصل کیا اور دوسری پارٹی کو پہنچا دیا۔ قصہ ختم۔ اب وہ پارٹی جل
اور اس کا کام" ——— کیپٹن حمید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" تمہیں اصل حالات کا علم نہیں ہے۔ اس میں کافرستان کا
اتنا ہی مفاد ہے۔ جتنا سائی لینڈ کا۔ سائی لینڈ کا نیا بادشاہ سا
لینڈ کو دفاعی لحاظ سے علاقے کا اہم ترین ملک بنانا چاہتا ہے۔ ا
کے پاس بے پناہ دولت ہے۔ لیکن اس کے پاس مطلوبہ مہارت
آدمی نہیں ہے۔ لیبارٹریاں نہیں ہیں۔ فارمولے نہیں ہیں۔ چنانچ
اس نے اس سلسلے میں کافرستان سے مدد چاہی۔ کافرستان نے ا
سے خفیہ معاہدہ کر لیا۔ چنانچہ اس معاہدے کے تحت سائی لینڈ
دولت کام آئی۔ وہاں سائی لینڈ میں خفیہ مگر انتہائی جدید تری

لیبارٹریاں قائم ہوئیں۔ سائی لینڈ کے سائنسدانوں کو تعلیم و تربیت دی گئی۔
کافرستان کے اہم سائنسدانوں کو خفیہ طور پر وہاں شفٹ کیا گیا یہ سارا
کام اس قدر خاموشی سے ہوا۔ کہ کانوں کان کسی کو آج تک اس کی خبر نہ ہو
سکی۔ اور سائی لینڈ کی ان خفیہ لیبارٹریوں میں اب تیزی سے مختلف
دفاعی پروجیکٹس پہ کام ہو رہا ہے۔ ان پروجیکٹس کی آدھی سے زیادہ
پیداوار کافرستان منتقل ہو جائے گی۔ جب کہ آدھی سے کم سائی لینڈ
کے حصے میں آئے گی۔ اس دوران ایک اطلاع ملی کہ شوگران کی ایک
خفیہ لیبارٹری میں ایک قطعی انقلابی دفاعی ایجاد پہ کام ہو رہا ہے۔ یہ
ایجاد ایک پاکیشیائی سائنسدان کی ہے۔ لیکن کام اس پہ شوگران میں
ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس اہم ترین انقلابی دفاعی ہتھیار جسے کوڈ میں زیرو
بلاسٹ کہا جاتا ہے کے لئے جس قسم کی لیبارٹری کی ضرورت ہے۔ وہ
پاکیشیا میں نہیں ہے۔ جب کہ ایسی لیبارٹری سائی لینڈ میں موجود ہے۔
کیونکہ سائی لینڈ کے بادشاہ نے اپنی دولت کو اس معاملے میں بے دریغ
استعمال کیا تھا۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ زیرو بلاسٹ کا فارمولا اس
لیبارٹری سے حاصل کیا جائے۔ اور اس پہ سائی لینڈ میں کام کیا جائے۔
تاکہ یہ اہم ترین دفاعی ہتھیار پاکیشیا اور شوگران کے ساتھ ساتھ
سائی لینڈ اور خاص طور پہ کافرستان کے اسلحے کے ذخیرے میں بھی
موجود رہے۔ بہرحال اس پہ کام ہوتا رہا۔ اور پھر اس لیبارٹری کے ایک
سائنسدان سے سودا طے پا گیا۔ اس کی تکمیل ہم نے کی۔ اس سائنسدان
سے وہ فارمولا حاصل کر کے ہم نے سائی لینڈ پہنچا دیا اور واپس آ
گئے۔ یہ تفصیل میں نے تمہیں اس لئے بتائی ہے۔ تاکہ تم اس بات کی

اہمیت کو سمجھ سکو ــــ کہ اگر علی عمران کو کسی طرح یہ علم ہو گیا کہ ان کے ملک
کا فارمولا اس لیبارٹری سے نکل کر سائی لینڈ پہنچ گیا ہے۔ تو وہ یقیناً
سائی لینڈ جا دھمکے گا۔ اور پھر سائی لینڈ میں کافرستان کی خفیہ لیبارٹریاں
بھی اس کی نظروں میں آجائیں گی اور اس طرح ان لیبارٹریوں کے متعلق
ساری دنیا کو علم بھی ہو جائے گا۔ اور انہیں تباہ کر دینے کی کوششیں
بھی شروع ہو جائیں گی۔ اور اس سے مختلف ملکوں کے درمیان سیاسی
اور خارجی طور پر بھی بے پناہ پیچیدگیاں بھی پیدا ہو جائیں گی" ــــ
کرنل فریدی نے خلاف معمول پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔ اور
کیپٹن حمید حیرت سے یہ سب کچھ سنتا رہا۔

" ان حالات میں تو واقعی یہ سب کچھ انتہائی غلط ہوا ہے۔ پھر آپ نے
کیا سوچا ہے" ــــ کیپٹن حمید نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" سوچنا کیا ہے۔ ہمیں انتظار کرنا پڑے گا۔ اگر عمران صحیح راستے پر
چل نکلتا ہے تو پھر اُسے روکنا پڑے گا۔ اور کیا کرنا ہے" ــــ کرنل فریدی
نے کہا۔

" کس طرح روکیں گے۔ اُسے کیا گولی مروا دیں گے" ــــ کیپٹن حمید
نے چونک کر کہا۔

" شٹ اپ۔ اس قسم کی گھٹیا باتیں ذہن میں ہی مت لایا کرو۔ اگر
عمران اتنی آسانی سے مرنے والوں میں سے ہوتا تو اب تک ہزاروں نہیں
بلکہ کروڑوں بار مر چکا ہوتا۔ اس کے لئے کچھ اور سوچنا پڑے گا۔ بہرحال
ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ مجھے امید ہے کہ وہ اصل سراغ تک نہ
پہنچ سکے گا" ــــ کرنل فریدی نے کہا۔

" کیا اس کی اپروچ اس لیبارٹری کے سائنسدانوں تک ہے جہاں
سے ہم نے یہ فارمولا حاصل کیا ہے" ــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

" ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی۔ بہرحال اس بات سے بے فکر رہو کہ
اُسے یہ معلوم ہو سکے کہ اس لیبارٹری کے سائنسدان نے اس فارمولے
کو فروخت کیا ہے۔ کیونکہ جس سائنسدان نے ایسا کیا ہے۔ اس کا
انتظام پہلے ہی کر لیا گیا ہے۔ اس نے جو رقم حاصل کی ہے وہ لیبارٹری
میں پہنچنے کی بجائے براہِ راست ایکریمیا میں اس کے بیٹے تک پہنچ جائے
گی۔ اور اس کے فارمولہ دینے کے لئے لیبارٹری سے باہر جانے کا
کسی کو علم تک بھی نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ وہ براہِ راست لیبارٹری میں کام
نہیں کرتا۔ بلکہ اس شعبے کا انچارج ہے جس میں فارمولے اور لیبارٹری
کے سامان وغیرہ کا سٹور ہے۔ اور عمران کو وہاں تک پہنچنے کا کبھی خیال
بھی نہ آئے گا۔ اور پھر اصل فارمولا وہیں موجود ہے۔ اس کی ایک نقل
ہم تک پہنچی ہے" ــــ کرنل فریدی نے کہا۔

" لیکن ہمیں کس طرح معلوم ہو گا۔ کہ عمران کسی سراغ پر چل نکلا ہے یا
نہیں" ــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

" پاکیشیا میں میرے ایسے ذرائع موجود ہیں جو ہمیں اطلاع پہنچا
دیں گے۔ بہرحال اب تم نے مزید محتاط ہو جانا ہے۔ ہو سکتا ہے۔
کہ وہ کسی اور طریقے سے تمہیں ٹٹولنے کی کوشش کرے" ــــ
کرنل فریدی نے کہا۔

" مجھ سے اس نے کیا حاصل کرنا ہے۔ ہونہہ" ــــ کیپٹن حمید
نے کہا اور کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر

ہلا دیا۔

کیپٹن حمید اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ جب کہ کرنل فریدی نے میز پر پڑا ہوا رسالہ اٹھایا اور اُسے کھول کر دیکھنے ہی لگا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔

"یس —— ہارڈ اسٹون" —— کرنل فریدی نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"کرنل فریدی صاحب سے بات کرائیے۔ ایس پی۔ اے۔ ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں" —— دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"یس —— کرنل فریدی بول رہا ہوں" —— کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ جناب پرائم منسٹر صاحب سے بات کیجئے" —— دوسری طرف سے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کرادیں بات" —— کرنل فریدی نے اُسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ آپ کرنل فریدی ہیں" —— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے پرائم منسٹر صاحب کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں" —— کرنل فریدی کا لہجہ اُسی طرح سپاٹ تھا۔

"کرنل فریدی ساگی لینڈ کے کنگ کا ایک خصوصی نمائندہ مسٹر پولاک آپ سے ملاقات چاہتا ہے۔ کیا انہیں آپ کی رہائش گاہ پر بھجوا دیا جائے یا آپ اس سے کسی اور خاص جگہ پر ملنا پسند کریں گے"

دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا۔

"وہ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں" —— کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"پرائم منسٹر ہاؤس میں۔ کیوں" —— پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں خود وہیں آرہا ہوں۔ حالات ایسے ہیں کہ میں کسی بھی پبلک جگہ پر ان سے ملنا نہیں چاہتا" —— کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ تشریف لے آئیں۔ وہ سپیشل گیسٹ روم نمبر تھری میں ہیں" —— دوسری طرف سے پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔ اور کرنل فریدی کے او۔کے کہنے پر رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل فریدی نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

جولیا کے فلیٹ میں سیکرٹ سروس کے تقریباً تمام
ممبرز موجود تھے۔ جولیا کچن میں تھا۔ جب کہ وہ سب اکٹھے بیٹھے ادھر
ادھر کی باتوں میں مصروف تھے۔ چونکہ آج کل سیکرٹ سروس کے
پاس کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے اپنے پرانے طریقہ کار کے مطابق وہ
روزانہ کسی ایک ممبر کے فلیٹ پر پہنچ جاتے اور سارا دن وہیں گزارتے
آج کی اس محفل کا موضوع چوہان بنا ہوا تھا۔

"بڑی مشکل سے تمہاری شادی کا چانس بنا تھا۔ تم نے اپنے
ہاتھوں سے یہ چانس گنوا دیا" ـــــ تنویر نے چوہان سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"کتنی بار بتاؤں کہ وہ شادی میں والدہ کے مجبور کرنے پر کر
رہا تھا۔ لیکن جب والدہ ہی اچانک فوت ہو گئیں تو پھر مجھے کیا
ضرورت پڑی تھی اس بکھیڑے میں پڑنے کی" ـــــ چوہان نے بُرا

سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"آخر ہرج ہی کیا تھا شادی کر لینے میں جب کہ ایکسٹو نے بھی اجازت
دے دی تھی" ـــــ تنویر اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"ہرج صاف ظاہر ہے کہ تم لوگوں سے مجھے بچھڑنا پڑتا اور فیلڈ کی
بجائے مجھے کسی اور شعبے میں منتقل کر دیا جاتا" ـــــ چوہان نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"میں اصل بات بتاؤں" ـــــ اچانک نعمانی نے کہا تو وہ سب
چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا ـــ اصل بات" ـــ چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تم لوگوں کو وہ ساراتو مشن تو یاد ہو گا" ـــــ نعمانی نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تمہارا مطلب ہے کہ چوہان اس مس شوکی
سے دل ہار بیٹھا تھا۔ اور وہ جب تک نہ ملے گی یہ شادی نہیں کرے
گا" ـــــ اس بار صدیقی نے کہا۔

"خواہ مخواہ اُسے میرے سر تھوپ رہے ہو۔ مجھے کیا ضرورت ہے
راہ جاتی ملنے والی لڑکیوں پر دل ہارنے کی" ـــــ چوہان نے بُرا
سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے چوہان۔ شوکی تھی خاصی اچھی لڑکی۔ اور پھر
وہ تمہیں چاہتی بھی تھی" ـــــ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہیں اچھی لگتی ہے تو تم کر لو اس سے شادی۔ میری طرف
سے کھلی اجازت ہے" ـــــ چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ کس شوکی کی بات ہو رہی ہے" ـــــ اچانک کچن سے جولیا نے باہر آتے ہوئے کہا۔

"وہ سارتو مشن والی شوکی کی جو چوہان کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ گئی تھی" ـــــ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے وہ لڑکی واقعی اچھی تھی۔ خاصی تیز تھی۔ چوہان کو تو انگلیوں پہ نچاتی" ـــــ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ اصل میں وہ تنویر کو بے حد پسند آئی تھی۔ یہ بے چارہ منہ سے نہ کہہ سکتا تھا۔ لیکن آپ یقین کریں۔ یہ اس کے آگے پیچھے پھرتا تھا" ـــــ چوہان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ واہ۔ یہ تو ایک انار سو بیمار والی مثال بنتی جا رہی ہے" ـــــ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ خواہ مخواہ مجھ پر الزام تراشی کر رہے ہو" ـــــ تنویر نے انتہائی غصے بھرے انداز میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے جولیا کے سامنے ایسی بات سننا وہ گوارا بھی نہ کر سکتا تھا۔

"ارے ارے۔ اس میں غصے کی کیا بات ہے تنویر۔ کسی کو پسند کرنا کوئی بری بات ہے" ـــــ جولیا نے بھی لطف لیتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ یہ چوہان خواہ مخواہ کی الزام تراشی کر رہا ہے۔ نیت اس کی اپنی خراب تھی۔ الزام مجھ پہ لگا رہا ہے" ـــــ تنویر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے۔ کہ اگر اس مس شوکی سے پوچھ لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے" ـــــ اچانک صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شوکی سے۔ وہ کہاں ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے" ـــــ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔ باقی ساتھی بھی حیرت سے اُسے دیکھنے لگے۔

"میں تو نہیں جانتا۔ البتہ عمران کو لازماً اس کے بارے میں پتہ ہو گا" ـــــ صفدر نے شرارت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ اور جولیا کے چہرے کا رنگ بدلنے لگ گیا۔

"ہاں۔ صفدر درست کہہ رہا ہے۔ اُسے لازماً پتہ ہو گا۔ وہ ایسی باتوں کی ٹوہ میں رہتا ہے" ـــــ تنویر بھلا ایسا موقع کہاں ہاتھ سے جانے دے سکتا تھا۔

"عمران صاحب آج کل ہیں کہاں۔ کافی دنوں سے نظر ہی نہیں آئے" مسلسل خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔ وہ شاید موضوع بدلنا چاہتا تھا۔

"پھر رہا ہو گا لڑکیوں کی ٹوہ میں۔ اور اس کو کام ہی کیا ہے" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ کسی پر الزام مت دھرا کرو تنویر۔ عمران ایسا آدمی نہیں ہے۔ میں اُسے اچھی طرح جانتی ہوں" ـــــ جولیا نے عمران کا دفاع کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیا معلوم مس جولیا۔ آپ تو بس اس کا دفاع کرتی رہتی ہیں۔ اگر وہ اتنا ہی شریف ہوتا تو سر رحمان اُسے کیوں کوٹھی سے باہر نکالتے" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ جولیا یا کوئی اور تنویر کی بات کا جواب دیتا۔ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"جولیا بول رہی ہوں" ــــ جولیا نے کہا۔

"یہ جو کو شاید سوئس زبان میں دل کو کہتے ہوں گے۔ لیکن یہاں پاکستا[illegible]
میں تو یہاں کی زبان بولا کرو۔ اس لئے جولیا کی بجائے دل لیا۔ زیادہ
بہتر نام ہے" ــــ دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی
دی۔ چونکہ فون میں لاؤڈر موجود تھا اس لئے عمران کی بات سارے
کمرے میں گونج اٹھی تھی۔ اور سوائے تنویر کے باقی سب کے چہروں
عمران کی آواز سن کر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی تھی۔

"شٹ اپ۔ خواہ مخواہ کی بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کس
لئے فون کیا ہے" ــــ جولیا نے مصنوعی غصے میں کہا۔ لیکن اس کا
چہرہ بتا رہا تھا کہ عمران کی بات نے اس کے دل کی تاروں کو چھیڑ دیا
ہے۔

"میرا تو اپنا مدت سے خون ہو چکا ہے۔ مطلب ہے کہ کشتہ عشق ہوں
مجھے کیا ضرورت ہے کسی کا خون کرنے کی۔ ویسے کیا بات ہے۔ آج کل
ہری مرچیں شاید کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سستی ہو گئی ہیں کیا" ــ
عمران نے کہا۔ ظاہر ہے وہ کہاں باز آنے والا تھا۔

"پھر وہی بکواس۔ سیدھی طرح بتاؤ۔ فون کرنے کا مقصد کیا ہے"
جولیا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"مقصد ــ اوہ۔ اب تو مقصد زندگی ہی رہ گیا ہے کہ مقصد
کے پیچھے دوڑتے رہیں۔ لیکن مقصد ہے کہ کسی طرح ہاتھ ہی نہیں آ[illegible]
چکنی مچھلی کی طرح پھسل جاتا ہے" ــــ عمران کی زبان چل پڑی۔

"میرے پاس تمہاری بکواس سننے کا وقت نہیں ہے۔ سمجھے۔ یہ[illegible]

فون بند کر رہی ہوں" ــــ جولیا نے کہا۔ لیکن ظاہر ہے۔ فون اس نے
کیا بند کرنا تھا۔

"چلو سننے کا وقت نہیں ہے تو سنانا شروع کر دو۔ مجھ سے اچھا
سامع تمہیں پوری دنیا میں اور کوئی نہیں ملے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ
قصہ دل سنانا پڑے گا" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"قصہ دل ہی سننا ہے تو پھر چوہان سے سنو" ــــ جولیا نے جان
چھڑانے کے سے انداز میں کہا اور جلدی سے رسیور ساتھ بیٹھے چوہان
کے ہاتھ میں دے کر وہ اٹھی اور تیزی سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"ہیلو عمران صاحب۔ میں چوہان بول رہا ہوں۔ اگر آپ واقعی
قصہ دل سننا چاہتے ہیں تو پھر میرے خیال میں اس کے لئے تنویر
زیادہ بہتر رہے گا" ــــ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ــــ کیا جولیا نے اپنے فلیٹ میں شہر کے سارے
قصہ گو اکٹھے کر رکھے ہیں" ــــ دوسری طرف سے عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یونہی سمجھ لیجئے۔ ہم سب دوست یہاں اکٹھے ہیں۔ آپ کو تو فون
کریں تو آپ ملتے ہی نہیں" ــــ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر صفدر بھی یہیں ہو گا" ــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہ لیجئے آپ خود ہی بات کر لیجئے" ــــ چوہان نے کہا۔
اور رسیور صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی کمی ہم سب انتہائی شدت سے محسوس کر
رہے ہیں۔ آجائیے۔ گپ شپ ہو جائے گی" ــــ صفدر نے رسیور

لے کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" آہ۔ اتنی فرصت مجھ جیسے مزدور آدمی کو کہاں، یہ گپ شپ کر کے وقت گزارنا تو بھائی تم جیسے امیروں کا شغل ہے۔ مفت میں بھاری بھاری تنخواہیں مل جاتی ہیں۔ مجھے تو چھوٹے سے چیک کے لئے خون پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے" ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" خیریت۔ کیا کوئی کیس ہے" ـــــ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" کیس نہ بھی ہو تو بنانا پڑتا ہے۔ بھائی آخر گزارہ تو کرنا ہے۔ وہ تمہارے نقاب پوش صاحب تو پیچھے پیر ہاتھ ہی نہیں دھرنے دیتے لاکھ ان سے کہا ہے کہ جناب جب کوئی کیس نہ ہو تو دوسرے ممبروں کی طرح مجھے بھی بیکاری الاؤنس عطا کر دیا کیجئے۔ مگر وہ صاحب مانتے ہی نہیں" ـــــ عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تو آپ کا مطلب ہے کہ ہم بے کاری الاؤنس لے رہے ہیں" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے توبہ۔ میں بھلا ایسی بات کہنے کی جرأت کر سکتا ہوں آپ تو ظاہر ہے انتہائی اہم کام میں مصروف ہوں گے۔ آخر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں آپ مجھ جیسے بے کار آدمی تو نہیں ہیں۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ۔ ایک بار تم نے مجھے بتایا تھا کہ شوگران کی ایک تنظیم ہے ماسٹر رنگ۔ اس کا چیف تمہارا کلاس فیلو رہا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

" ماسٹر رنگ کا چیف۔ اوہ آپ کا مطلب ہے۔ ماسٹر شوانگ ہاں وہ میرا کلاس فیلو بھی رہا ہے۔ اور اس سے اب تک تعلقات چلے آ رہے ہیں۔ کیوں۔ خیریت ہے۔ یہ اچانک آپ کو ماسٹر رنگ کیسے یاد آ گیا" صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" وہی کیس بنانے والا مسئلہ ہے۔ میں وہیں آ رہا ہوں، پھر مزید باتیں ہوں گی" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور صفدر نے رسیور رکھ دیا۔

" اس کا مطلب ہے۔ واقعی کوئی کیس شروع ہو چکا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں۔ عمران صاحب کو ایسے خواہ مخواہ کوئی بات یاد نہیں آیا کرتی" صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" یہ شخص بھی عجیب ہے۔ خواہ مخواہ مصیبت اپنے گلے ڈال لیتا ہے" ـــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" وہ واقعی کام کرتا ہے تنویر" ـــــ صفدر نے کہا۔

" ہونہہ۔ خاک کام کرتا ہے۔ بس ایسے ہی الٹے سیدھے کام کر کے چیف کو اُلّو بناتا ہے۔ اور اس سے بھاری رقمیں وصول کرتا رہتا ہے" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یہ ماسٹر رنگ شاید شوگران کی سرکاری تنظیم ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" ہاں۔ لیکن اس کا دائرہ کار لیبارٹریوں تک محدود ہے۔ اس کے ذمے شوگران کی ہر قسم کی لیبارٹریوں کی حفاظت ہے" ـــ صفدر

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اگر عمران کو اس ماسٹر رنگ کی ضرورت آن پڑی ہے۔ تو پھر مسئلہ یقیناً کسی سائنس لیبارٹری سے ہی تعلق رکھتا ہوگا "۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

" لیکن شوگران سے تو ہمارے بہترین دوستانہ تعلقات ہیں۔ اس سے کیا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے "۔۔۔ صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" بہرحال ابھی آئے گا تو پتہ چلے گا "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" کیا عمران آرہا ہے "۔۔۔ جولیا نے کچن سے برآمد ہوتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں اشتیاق کی چمک تھی۔

" ہاں "۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" کوئی اوٹ پٹانگ کہانی بنا کر ہی آئے گا۔ اس کی بھی ہر جگہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ اپنی اہمیت دوسروں پر ثابت کر دے "۔۔۔ تنویر نے کہا۔

" کوشش نہیں تنویر۔ وہ ثابت بھی کر دیتا ہے "۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" خاک ثابت کر دیتا ہے۔ یوں کہو کہ قسمت اس کا ساتھ دیتی ہے " تنویر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے جولیا کے منہ سے عمران کی تعریف وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا۔

" تنویر کی یہ بات درست ہے مس جولیا۔ قسمت واقعی عمران صاحب کا ساتھ دیتی ہے۔ میں نے بے شمار مواقع پر اُسے ایسی ایسی سچوئشنز

میں اُسے صاف بچ نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ جن میں کسی کے بچ نکلنے کا قطعی کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا "۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

" تنویر کی بات واقعی درست ہے۔ لیکن کیا تنویر نے کبھی سوچا ہے کہ ایسا کیوں ہے۔ آخر قسمت کیوں عمران کا اس قدر ساتھ دیتی ہے "۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" خوش قسمتی اور کیا "۔۔۔ تنویر نے اپنی حمایت سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ عمران ہاتھ کا بے حد سخی ہے۔ وہ مستحق لوگوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اس طرح ان کی بھرپور امداد کرتا ہے کہ کسی کو کانوں کان اس کی خبر نہیں ہوتی۔ اصل میں ان لوگوں کے دلوں سے نکلنے والی دعائیں اس کا ساتھ دیتی ہیں "۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" خواہ مخواہ کا پروپیگنڈا ہے۔ ہر وقت تو وہ غربت اور مفلسی کا رونا روتا رہتا ہے۔ وہ کسی کو کیا دے گا۔ اس کے باورچی سے بات ہو تو یوں لگتا ہے جیسے بے چارہ ادھار کے پہاڑ تلے پڑا سسک رہا ہو "۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" تم نے جذبات میں واقعی آنکھیں بند کر رکھی ہیں یا تم جان بوجھ کر ایسی باتیں کرتے ہو۔ یا پھر آخری صورت یہ ہے کہ تم عمران اور سلیمان دونوں کی اداکاری سے متاثر ہو جاتے ہو۔ سلیمان۔ جوزف اور جوانا تینوں کا مستقل خرچہ اس نے اٹھا رکھا ہے۔ بے شمار یتیم خانے۔ دینی ادارے۔ ہوگان کے سنٹر اور نجانے کون کون سے ادارے مجموعی طور پر اور بے شمار افراد انفرادی طور پر اس کی دی ہوئی بھاری رقومات سے

اپنی زندگی خوشحالی اور سکون سے گزار رہے ہیں" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں کبھی مان ہی نہیں سکتا۔ یہ بھی اس کا بس پروپیگنڈا ہے۔ ابھی تم مجھے کہہ رہے تھے کہ میں اس کی اداکاری سے متاثر ہوں۔ میرا خیال ہے تم خود اس کی اداکاری سے متاثر ہو۔ جتنی رقم تم بتا رہے ہو۔ اتنا تو کوئی رئیس اعظم بھی نہیں دے سکتا۔ عمران کیا کما لیتا ہوگا یہی دس، پندرہ بیس ہزار ماہانہ اور کیا" ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس بات کو چھوڑو کہ وہ کتنا کماتا ہے اور کہاں سے کماتا ہے۔ بہرحال میں جو بات کر رہا ہوں وہ درست ہے" ——— صفدر نے کہا۔ اور اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا۔ دروازے پر دستک ہوئی اور دروازے کے ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔

"واہ۔ ویری گڈ۔ سارا خرچہ ہی بچ گیا۔ پوری بارات پیشگی ہی پہنچ گئی ہے۔ واہ میرے مولا تو واقعی کارساز ہے" ——— عمران نے اندر داخل ہو کر الوؤں کی طرح دیدے گھماتے ہوئے کہا۔

"تم یتیم خانے کو لاکھوں روپے دیتے ہو۔ کیا واقعی" ——— تنویر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ہونٹ چباتے ہوئے سوال کر دیا۔

"لاکھوں روپے اور یتیم خانے کو۔ ارے یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔ تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں۔ میں نے سلیمان کا نام خاموشی سے ایک یتیم خانے میں درج کرایا ہوا ہے۔ بس سمجھو راشن پانی آہی جاتا ہے۔ سلیمان کو نہ بتانا۔ وہ یتیم ضرور ہے۔ مگر یتیم خانے کے مال کا حقدار نہیں ہے" ——— عمران نے بڑے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"تو سن لو۔ یہ ہے اس کی حالت۔ یتیم خانے کے مال سے اس کا راشن پانی چل رہا ہے۔ اور تم خواہ مخواہ مجھ پر رعب ڈال رہے تھے" ——— تنویر نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے ارے۔ کیا صفدر نے بتایا ہے تمہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ اس کی تو عادت ہے۔ بس میرا منہ نہ کھلواؤ۔ اس کا تو اپنا نام میں نے اس یتیم خانے کے رجسٹر میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اور بس کچھ نہ پوچھو۔ بڑے بڑے پھنے خانوں کا یہی حال ہے۔ اس رجسٹر کی نقل اخبار میں چھپوا دوں، تو پتہ نہیں کتنے لوگ خودکشی کر لیں" ——— عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا بھلا کون کون ہے" ——— تنویر نے پوری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"ایک ہو تو بتاؤں۔ ایک شرط پر بتا سکتا ہوں۔ کہ تم مجھے مار کھانے سے بچا لو گے۔ یہاں جتنے بیٹھے ہوئے ہیں سب کے نام اس میں موجود ہیں۔ تم سمیت ——— میں سچ کہہ رہا ہوں" ——— عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ یک لخت غصے سے سرخ پڑ گیا۔ جب کہ صفدر اور باقی ساتھی صرف مسکراتے رہے۔

"کیوں بور کر رہے ہو۔ یہ بتاؤ اتنے دن رہے کہاں" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا وہ شاید تنویر کی بدلتی ہوئی کیفیت دیکھ کر بات ٹالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"دیکھا۔ اسے کہتے ہیں چور کی داڑھی۔ اوہ سوری۔ تمہاری تو داڑھی ہی نہیں۔ ویسے تنویر یہ مسئلہ تو واقعی حل ہونا چاہیئے۔ کہ اگر عورت چوری کرے تو پھر کیا کہا جائے کہ چورنی کے بالوں میں تنکا۔ لیکن پھر تو ساری ہی عورتیں چور بن جائیں گی۔ جیسے دیکھو بالوں میں رنگ برنگے

خوب صورت تنکے وہ کیا کہتی ہیں اسے کلپ لگائے پھرتی رہتی ہیں"۔۔۔۔

عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی سے بھی زیادہ تیز چل رہی تھی۔

"اب خواہ مخواہ بکواس کر کے بات گول مت کرو۔ یہ بتاؤ تم نے یہ کیسے کہہ دیا۔ میرا نام بھی یتیم خانے کے رجسٹر میں درج ہے"۔۔۔۔ تنویر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب کیا بتاؤں۔ شرم آتی ہے۔ سب سے اوپر جولیا کا نام ہے۔ اس کے بعد صفدر کا۔ پھر تمہارا۔ اور اسی طرح سوائے میرے باقی سب کا۔ یس تو ظاہر ہے۔ یتیم ہوں ہی نہیں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔۔ تنویر اس بار حیران ہو گیا۔

"چھوڑو تنویر۔ جب تمہیں غصہ آجاتا ہے تو تم معمولی باتیں بھی نہیں سمجھ سکتے۔ عمران کا مطلب سیکرٹ سروس سے ہے۔ یہ ہماری تنخواہوں کے رجسٹر کی بات کر رہا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ یہ کیا بکواس ہے۔ سیکرٹ سروس سرکاری ادارہ ہے۔ وہ یتیم خانہ کیسے ہو گیا"۔۔۔۔ تنویر نے اس بار شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ تم اسے سرکاری یتیم خانہ کہہ دو۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ نہ کام نہ کاج۔ بس ہر مہینے رقم لے لی۔ اور مزے سے پورا مہینہ خرچ کرتے رہے۔ کیا یتیم خانوں کے کنگرے اور یتیموں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ آخر تم جیسی شکلوں کے ہی ہوتے ہوں گے یتیم"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ اور تنویر بھی بے اختیار شرمندہ

ی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

اس دوران جولیا نے نعمانی اور صدیقی کو بلا لیا تھا اور پھر ان تینوں نے ل کر چائے اور جولیا کے ہاتھ کے بنے ہوئے مختلف آئٹیمز درمیانی میزوں پر سجانے شروع کر دیئے۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں سگھڑاپا۔ بلکہ سگھڑاپے کا عملی مظاہرہ۔ کہ شادی ے پہلے ہی خدمت خاطر شروع۔ واہ"۔۔۔۔ عمران نے ایک پلیٹ سے یس اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ اب آگئے ہو تو چائے پیو"۔۔۔۔ جولیا نے مصنوعی غصے سے کہا۔ اور واپس مڑ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران صاحب۔ آپ ماسٹر رنگ کی بات کر رہے تھے۔ کیا مسئلہ ہے"۔۔۔۔ صفدر نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے ہاں۔ میں نے سنا ہے۔ ان کے پاس رنگ ماسٹر کی ویکنسی خالی ہے۔ میں نے سوچا۔ اس کا چیف تمہارا دوست ہے۔ شاید تمہاری سفارش مان جائے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔ تو صفدر مسکرا دیا۔

"آپ اصل بات کیوں نہیں بتانا چاہتے۔ ویسے وہ سرکاری ایجنسی ہے۔ اگر کوئی مسئلہ ہے تو شوگران حکومت سے بھی بات کی جا سکتی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"پھر مجھے چیک کون دے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر چونک پڑا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ کہ آپ ذاتی طور پر شوانگ سے کچھ معلوم کرنا چاہ
ہیں۔ ٹھیک ہے۔ مجھے بتائیں۔ میں فون کر دیتا ہوں اسے"۔۔۔ صفد
نے کہا۔

"چلو بات کراؤ اس سے۔ دیکھیں کتنا دوست ہے وہ تمہارا"۔
عمران نے کہا۔

"نہیں۔ آپ پہلے مجھے بتائیں کہ مسئلہ کیا ہے"۔۔۔ صفد
نے کہا۔

"نہیں۔ تم اس سے بات کر و۔ اور صرف میرا تعارف کرا دو۔ با
بات میں خود کر لوں گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ تو صفدر نے سر ہلا
ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
تین بار تو رابطہ ہی قائم نہ ہوا۔ چوتھی بار جا کر رابطہ قائم ہوا۔

"یس۔۔۔ شوانگ بول رہا ہوں"۔۔۔ لاؤڈر سے ایک آ
سنائی دی۔

"صفدر سعید بول رہا ہوں پاکیشیا سے"۔۔۔ صفدر نے کہ

"اوہ صفدر تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا۔ اتنے طویل عرصے کے بع
دوسری طرف سے دوستانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میرے ایک دوست ہیں۔ یوں سمجھو کہ حقیقی بھائیوں کی طرح ہی
انہیں تم سے ایک کام ہے۔ میری سفارش سمجھ لو کہ تم نے ان
کام کرنا ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"دوست۔ بھائی۔ کام۔ کیا کہہ رہے ہو صفدر۔ تم تو اچھی طر
جانتے ہو کہ میرا تعلق ایک سرکاری تنظیم سے ہے۔ اگر تو کوئی ایسا

ہے۔ جو سرکاری نہیں ہے۔ تب تو میں ہر لحاظ سے حاضر ہوں۔ لیکن اگر
کوئی سرکاری کام ہے تو پھر میری طرف سے معذرت"۔۔۔ دوسری
طرف سے کہا گیا۔

"سرکاری کام ہے"۔۔۔ عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"کام تو سرکاری ہی ہے"۔۔۔ صفدر نے الجھے ہوئے لہجے
میں کہا۔

"سوری صفدر۔ تم میرے اصول جانتے ہو۔ مگر تمہارا آخر وہ کون
سا دوست ہے جسے شوگران میں کوئی سرکاری کام ایسا آپڑا ہے۔ کہ
اُسے تمہاری سفارش کی ضرورت آن پڑی ہے"۔۔۔ دوسری طرف
سے شوانگ نے کہا۔

"جب تم نے صاف انکار کر ہی دیا ہے۔ تو پھر مزید تعارف کرانے
کا کیا فائدہ"۔۔۔ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اس
طرح سب کے سامنے شوانگ کے صاف انکار سے وہ اپنی شدید
بے عزتی محسوس کر رہا تھا۔

"ارے ارے۔ تم تو ناراض ہو گئے۔ تم تو خود با اصول آدمی ہو۔
اور مجھے بھی تم نے ہمیشہ یہی سبق دیا ہے کہ آدمی کو با اصول ہونا
چاہیئے۔ بہر حال اگر تم اس طرح ناراض ہو رہے ہو تو بتاؤ۔ آخر کام کیا ہے۔
ہو سکتا ہے وہ کوئی ایسا کام ہو جو میں کر سکتا ہوں۔ اصولوں کی خلاف
ورزی کیئے بغیر"۔۔۔ شوانگ نے کہا۔

"نہیں۔ چھوڑو شوانگ۔ ٹھیک ہے۔ اصول اصول ہی ہوتے
ہیں"۔۔۔ صفدر کا غصہ بدستور موجود تھا۔

"ارے، میرا نام تو بتا دو۔ شاید میرا نام سن کر اُسے رحم آجائے"۔
عمران نے ایک بار پھر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"میرے دوست کا نام علی عمران ہے۔ میں نے تو اس سے وعدہ
تھا کہ......" صفدر نے کہنا شروع کیا۔

"علی عمران ـــ کیا تم نے واقعی یہی نام لیا ہے۔ یعنی وہ علی عمر
جو پرنس آف ڈھمپ کہلاتا ہے۔ اُسی کی بات کر رہے ہو۔ یا یہ کو
اور صاحب ہیں" ـــ دوسری طرف سے شوانگ نے اس کا
کاٹتے ہوئے کہا۔ اور صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ جب کہ عمران
لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

"ہاں۔ وہی۔ کیا تم اُسے جانتے ہو" ـــ صفدر نے حیران
کر کہا۔

"ارے کمال ہے۔ تم نے پہلے اس کا نام کیوں نہیں لیا۔ حد ہو گ
کہاں ہے وہ شیطان مجسم" ـــ دوسری طرف سے شوانگ
نے کہا۔ تو عمران نے صفدر کے ہاتھوں سے رسیور جھپٹ لیا۔

"اچھا تو تم اب با اصول آدمی بن گئے ہو۔ کبھی اصول کے معنی د
ہیں ڈکشنری میں۔ واہ۔ تم ہو با اصول۔ یہ تو شاید اس صدی کی
سے بڑی خبر ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہیں صفدر کی سفارش کی ضرورت کیوں پڑ گئی تھی۔ اور ص
سے تمہاری دوستی کیسے ہے" ـــ دوسری طرف سے شوانگ
ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ واقعی با اصول آدمی ہے۔ تمہاری طرح اصول کا ڈھنڈو

نہیں پیٹتا رہتا۔ اخباروں میں اشتہار نہیں چھپواتا رہتا کہ مجھے دیکھو۔
با اصول آدمی میرے جیسا ہوتا ہے۔ اور جہاں تک سفارش کی ضرورت
تھی۔ میں نے گھر فون کیا تھا۔ مگر وہاں سے کوئی بوڑھی عورت بولی۔ پہلے
تو میں نے یہی سمجھا کہ تم نے حسب دستور کبھا بھی مجیکی کی بجائے اسس
قدیم اصول کو گھر بٹھا لیا ہے۔ اور بن گئے ہو با اصول۔ مگر پھر اس قدیم
اصول نے جب بتایا کہ تم دو سال سے یہ گھر چھوڑ چکے ہو۔ اور اُسے نہیں
معلوم کہ اب تم کہاں ہو۔ تو مجبوراً صفدر کا سہارا لینا پڑا۔ صفدر تو
بڑی ڈینگیں مارتا تھا کہ شوانگ میرا کلاس فیلو ہے۔ میرا دوست ہے۔
میری بات نہیں ٹال سکتا۔ لیکن اب منہ سُجائے ہوئے بیٹھا ہے" ـــ
عمران نے کہا۔ تو دوسری طرف سے شوانگ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس
پڑا۔

"ارے اب مجھے کیا معلوم تھا کہ جس دوست کی بات وہ کر رہا ہے۔
وہ تم نکلو گے۔ میرے تو تصور میں بھی نہ تھا۔ لیکن تمہیں کیا سرکاری کام
پڑ گیا ہے مجھ سے۔ میری تو سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آ رہی" ـــ
شوانگ نے کہا۔

"جس کے فون سے میں اور صفدر مفت میں کال کر رہے ہیں ناں وہ
محترمہ خون بھری آنکھوں سے گھور رہی ہیں۔ اور تم تو ہو سرکاری آدمی۔
اور پھر ہو بھی با اصول۔ اس لئے نمبر سن لو اور اس پر خود رنگ کر دو پھر
اطمینان سے باتیں ہوں گی۔ مگر پہلے یہ بتا دو کہ کبھا بھی مجیکی نے کوئی
مضبوط جوتا بھی خریدا ہے یا نہیں۔ یا وہی شوگرانی نازک جوتی سے ہی
کام چلا رہی ہے۔ مجھے تو اس نے کہا تھا کہ میں پاکیشیا سے کوئی

مضبوط جوتی جس میں ٹائر کے سول لگے ہوئے ہوں۔ اور ٹائر بھی ٹریکٹر کے ہوں بھجوا دوں۔ مگر میں نے سوچا کہ بے چارہ شوانگ با اصول شوانگ پہلے تو صرف عقل سے خالی ہے۔ پھر کہیں بالوں سے ہی نہ خالی ہو جائے۔ عمران کی زبان مسلسل رواں تھی۔

" اچھا ہوا تمہیں میرے گھر کا نیا نمبر نہیں ملا۔ شیطان اعظم۔ و تم نے واقعی بیگم سے مجھے جوتیاں کھلوا دینی تھیں۔ پچھلی بار بھی تم اُسے ایسی پٹی پڑھائی تھی کہ دو ماہ منتیں کرنے اور وضاحتیں کرتے گزرے تھے پھر اس کا موڈ ٹھیک ہوا تھا۔ بہرحال نمبر بتاؤ۔ میں فون ہوں" ـــ دوسری طرف سے شوانگ نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے جولیا کا نمبر بتایا اور رسیور رکھ دیا۔

" اگر آپ کے اتنے ہی تعلقات تھے شوانگ سے تو مجھے کیوں دریا میں ڈالا تھا" ـــ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ایک تو واقعی مجھے اس کا نمبر معلوم نہیں تھا۔ دوسرا میں نے کہ صفدر صاحب کے دوستوں کا بھی پتہ چل جائے" ـــ عمران مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ تم آخر دنیا کے تمام لوگوں کو اس قدر گہرا دوست کیسے بنا ہو۔ جس کو دیکھو وہی تمہارا فاسٹ فرینڈ نظر آتا ہے" ـــ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" شادی شدہ ہو تو اس کی بیگم سے صرف دوراز کی باتیں کرنی پڑتی ہیں اور بے چارے کو مجبوراً دوست بننا پڑتا ہے۔ اور اگر شادی شدہ ہو تو اُسے دکھ بھری داستان سنانی پڑتی ہے۔

وہ اسے اپنی داستان سمجھ کر ہمدردی کرنے لگتا ہے" ـــ عمران نے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" تمہاری کیا دکھ بھری داستان ہے" ـــ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے کا رنگ شہابی ہو گیا تھا اور آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔ ظاہر ہے۔ اس نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا۔

" میری تو خیر کیا ہونی ہے۔ میں تو تنویر کی داستان سنا دیتا ہوں اور اتنا تو سب جانتے ہیں۔ کہ تنویر کی داستان دنیا کی سب سے بڑی ٹریجڈی ہے۔ کیوں تنویر" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بکواس مت کرو۔ اچھے بھلے بیٹھے گپ شپ کر رہے تھے کہ تم آن ٹپکے ہو" ـــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

" ہاں تو جناب با اصول آدمی صاحب اور کیا حال ہیں آپ کے"۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

" کیا بکواس کر رہے ہو تم۔ اور یہ جولیا کہاں ہے" ـــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور فلیٹ میں موجود سارے ممبران بے اختیار اچھل پڑے۔

" ارے ارے آپ، ویسے آپ بھی تو با اصول ہی بنتے ہیں۔ اس لئے......" عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ مگر اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی جولیا نے اس کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا۔

" جولیا بول رہی ہوں باس" ـــ جولیا نے بری طرح گھبرائے

ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ عمران تمہارے فلیٹ میں کیوں آیا ہے"۔۔۔ ایکسٹو نے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کے سارے ممبران یہاں موجود ہیں باس۔ جب فارغ ہوتے ہیں۔ تو اسی طرح دن اکٹھے رہ کر گزارتے رہیں تو ابھی آیا ہے"۔۔۔ جولیا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ فلیٹ تمہارا ہے تو فون کال آنے پر اصولاً ریسیور تمہیں چاہیئے"۔۔۔ ایکسٹو نے اُسے ایک طرح سے ڈانٹتے ہوئے کہا

"دراصل باس عمران نے صفدر کے ذریعے شوگران کے کسی سرکار ایجنسی ماسٹر رنگ کے چیف شوانگ کو یہاں سے فون کیا تھا وہ سے باتیں کرتا رہا۔ پھر شاید اُسے خیال آگیا کہ کال میرے فون سے رہی ہے تو اس نے اُسے میرا نمبر بتا دیا کہ وہ یہاں فون کرے۔ گھنٹی بجی تو عمران نے یہ سمجھ کر اٹھا لیا کہ شوانگ کا ہی فون ہوگا"۔۔۔ جولیا نے پوری وضاحت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ریسیور عمران کو دو"۔۔۔ چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

"جج۔۔۔ جج۔۔۔ جناب عالی۔ بندہ نواز۔ گیسو دراز۔ خدمت گ ..... اوہ۔ اوہ سوری۔ یہ قافیہ تو نہیں بنتا۔ بہرحال فرمائیے۔ خادم خدمت سرانجام دے سکتا ہے"۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

"تم نے ماسٹر رنگ کے شوانگ کو کیوں فون کیا تھا"۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"وہ۔۔۔ وہ میں نے سنا تھا کہ انہیں رنگ ماسٹر کی ضرورت۔

میں نے سوچا کہ آپ کو۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ آخر آپ نے ریٹائر تو ہونا ہی ہے۔ اس لیئے یقین کیجیئے۔ میں نے بڑے خلوص سے آپ کے متعلق سوچا تھا......" عمران نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ آئندہ کسی غیر ملکی سرکاری ایجنسی سے میری اجازت کے بغیر بات مت کیا کرو۔ سمجھے۔ اب اگر مجھے اطلاع مل گئی کہ تم نے ایسا کیا ہے۔ تو انتہائی سخت سزا دوں گا"۔۔۔ ایکسٹو نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"بب۔۔۔ بب۔۔۔ بہتر جناب۔ لیکن اگر سرکاری ایجنسی آپ کی اجازت کے بغیر مجھ سے بات کرے تو پھر جناب......" عمران نے کہا۔

"بکواس کی ضرورت نہیں۔ جو میں نے کہا ہے وہ فائنل ہے۔ ریسیور جولیا کو دو"۔۔۔ ایکسٹو نے کہا اور عمران نے مسمسا منہ بنا کر ریسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ ایکسٹو کی ڈانٹ کھا کر وہ سخت بور ہو رہا ہے۔ جب کہ تنویر کے چہرے پر گلاب کھل رہے تھے۔ وہ ایسی نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو دیکھی اپنی اوقات۔

"یس باس"۔۔۔ جولیا نے ریسیور لے کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کچھ ایسی اطلاعات مجھے مل رہی ہیں۔ کہ شاید تمہیں ٹیم لے کر کافرستان جانا پڑے۔ اس لیئے تم بھی آئندہ احکام تک تیار رہو۔ اور صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی ذہنی طور پر اس مشن کے لیئے تیار رہیں"۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن کیا عمران اس بار ہمارے ساتھ نہیں جائے گا"۔
جولیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اس کا نام ابھی زیر غور ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے
سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا
ایک لمحے کے لئے ریسیور لئے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اس نے ایک
طویل سانس لے کر ریسیور رکھ دیا۔
"لو بھئی۔ وہ ایک چھوٹے سے چیک کا سکوپ بن جایا کرتا تھا۔ وہ
بھی گیا"۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔
"ایکسٹو شاید تمہاری اوٹ پٹانگ باتوں سے ناراض ہو گیا ہے۔
تم ایسا کرو اس سے معافی مانگ لو"۔۔۔ جولیانے عمران کو سمجھاتے
ہوئے کہا۔
"معافی اور میں مانگوں اور وہ بھی اس بے دہ دار سے۔ میرے اندر
چنگیزی خون دوڑ رہا ہے۔ مس جولیا نافٹرواٹر"۔۔۔ عمران نے
پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"بس بس رہنے دو باتیں۔ مجھے معلوم ہے۔ ابھی جا کر اپنے فلیٹ
سے فون کرو گے اور گڑگڑا کر معافیاں مانگو گے"۔۔۔ تنویر سے نہ
رہا گیا تو وہ بول پڑا۔
"جی نہیں۔ بلکہ اس بار نیا ہی تماشہ ہو گا۔ تم جاؤ تو سہی کافرستان
میں بھی اپنے پیرو مرشد کرنل فریدی کے پاس پہنچ کر اسے تمہارے
متعلق آگاہ کر دوں گا۔ وہ بڑا سخی پیر ہے۔ چھوٹا سا چیک کیا۔ ہو
سکتا ہے اپنی اکلوتی جاگیر بھی بخش دے مجھے"۔۔۔ عمران نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔
"تو تم اب غداری کرو گے۔ کیوں"۔۔۔ جولیانے ہونٹ کاٹتے
ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"اس میں غداری کی کیا بات ہے۔ یہ تو معاشی مسئلہ ہے"۔۔۔
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں تمہیں اپنے ہاتھ سے گولی مار دوں گی۔ سمجھے"۔۔۔ جولیانے
پھنکارتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا ٹیلی فون
کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور اس بار صفدر نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔
"یس"۔۔۔ صفدر نے احتیاطاً صرف ایک حرف ہی کہا۔
"یہاں علی عمران صاحب ہوں گے"۔۔۔ دوسری طرف سے شوانگ
کی آواز سنائی دی۔ اور صفدر نے ریسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔
"یار اتنی دیر لگا دی فون کرنے میں۔ کیا شوگران کے وزیراعظم سے
تحریری اجازت لینے چلے گئے تھے۔ یہاں ہمیں مفت میں جھاڑ پڑ گئی"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں تو مسلسل کوشش کر رہا تھا۔ لائن ہی نہ مل رہی تھی۔ لیکن
ایسی کون سی شخصیت ہے۔ جو تمہیں بھی جھاڑ پلا سکتی ہے"۔۔۔
دوسری طرف سے شوانگ نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ایک شخصیت موقع بے موقع رعب ڈالنے سے باز نہیں آتی۔ بہرحال
ایک بات بتاؤ۔ میں نے سنا ہے کہ شوگران میں واقع تمام دفاعی
لیبارٹریوں کی حفاظت کا کام ماسٹر رنگ سرانجام دیتی ہے۔ کیا واقعی
ایسا ہے"۔۔۔ عمران نے بات گول کرتے ہوئے کہا۔ شاید وہ

ایکسٹو کے متعلق اُسے کچھ بتانا نہ چاہتا تھا۔

"ہاں۔ تم نے ٹھیک سنا ہے۔ کیوں۔ تم نے یہ بات کیوں کی"۔۔۔۔ دوسری طرف سے شوانگ نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مجھے شوانگ کے بارے میں اپنی رائے تبدیل کرنی پڑے گی۔ میں تو اب تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ ماسٹر رنگ انتہائی فعال اور متحرک تنظیم ہے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ ماسٹر رنگ کی کارکردگی پر آج تک کسی کو ایک حرف کہنے کی بھی جرأت نہیں ہوئی"۔۔۔۔ شوانگ نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ کافرستان کا کرنل فریدی اپنے اسسٹنٹ کیپٹن حمید کے ساتھ جونکارونگ پہاڑیوں پر کسی خفیہ مشن پر گیا تھا۔ اور کامیاب واپس لوٹا ہے۔ اور مجھ سے زیادہ بہتر تو تم جانتے ہو گے۔ کہ جونکارونگ پہاڑیوں پر شوگران کی انتہائی مخصوص دفاعی لیبارٹریاں موجود ہیں"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور کافرستان اور کرنل فریدی کا نام سن کر کمرے میں موجود تمام ممبران چونک کر ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔

"کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ یا یہ کوئی مذاق ہے"۔۔۔۔ شوانگ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر تم مذاق سمجھتے ہو تو سمجھتے رہو۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کرنل فریدی نے جونکارونگ کی سپیشل دفاعی لیبارٹری جس کا

انچارج بوڑھا ڈاکٹر چوانگ ہے۔ جہاں ایک پاکیشیائی سائنسدان فرید احمد بھی کام کر رہا ہے۔ سے کوئی خاص فارمولا اڑا لیا ہے۔ میں نے اپنے ملک کے ایک سائنسدان سرداور کے ذریعے براہِ راست ڈاکٹر چوانگ سے بات کی تھی۔ لیکن انہوں نے کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ مجھے معلوم ہے کہ ان لیبارٹریوں کے حفاظتی انتظامات بے حد سخت ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تم کرنل فریدی کو اچھی طرح جانتے ہو۔ وہ بھی ناممکن کو ممکن کر لینا اچھی طرح جانتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج ہی اس معاملے کی سنجیدگی سے انکوائری کراتا ہوں۔ اگر یہی بات تمہارے علاوہ کسی اور نے کی ہوتی تو مجھے زندگی بھر اس پر یقین نہ آتا۔ لیکن تمہاری بات پر مجھے سو فیصد یقین ہے" شوانگ نے کہا۔

"انکوائری کا جو بھی نتیجہ نکلے۔ برائے کرم اُسے سرکاری طور پر پاکیشیا کی حکومت کو ضرور مطلع کر دینا۔ تاکہ میری دال روٹی چلتی رہے۔ سمجھ گئے ہو۔ یا مزید وضاحت کروں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہارے حوالے سے مطلع کر دوں گا۔ اور یہ بھی سن لو کہ یہ انکوائری زیادہ سے زیادہ ایک دو روز میں مکمل ہو جائے گی۔ ماسٹر رنگ کا سیٹ اپ ہی ایسا ہے۔ گڈ بائی"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے

ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے
ریسیور رکھ دیا۔

"کیا یہ وہی قصہ ہے جس کے لئے باس ہمیں کافرستان بھجوا رہا ہے"
جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ جس کام کے لئے تمہارا باس پوری ٹیم بھیج رہا ہے۔ وہ میں
نے یہاں بیٹھے بیٹھے مفت کی ایک فون کال سے کرلیا ہے۔ ماسٹر رنگ
واقعی انتہائی فعال اور تیز ترین کام کرنے والی تنظیم ہے۔ اگر واقعی کوئی
مسئلہ ہوا تو یہ یقیناً کوئی نہ کوئی کھوج نکال لے گی"۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کو کرنل فریدی والی بات کا علم کیسے ہوگیا"۔۔۔ صفدر
نے کہا۔

"کیپٹن حمید کا دوست قاسم یہاں پاکیشیا آیا تھا۔ اس سے
معلوم ہوا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"کمال ہے۔ آپ واقعی ہر وقت آنکھیں کھلی رکھتے ہیں"۔۔۔
صفدر نے کہا۔

"کیا کروں۔ مجبوری ہے۔ تمہاری طرح سرکاری یتیم تو نہیں ہوں
کہ مفت میں بیٹھا کھاتا رہوں۔ خدا حافظ"۔۔۔ عمران نے کہا اور
دوسرے لمحے تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا اور اس سے
پہلے کہ کوئی بولتا وہ دروازہ کھول کر باہر بھی جا چکا تھا۔

"ہونہہ۔ خود ہی خواہ مخواہ کا کیس بنا لیتا ہے۔ اور پھر اس کے
چکر میں ایکسٹو سے رقم جھاڑ لیتا ہے"۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں تنویر۔ عمران صاحب ہم سب سے کام کرنے کے
معاملے میں کہیں آگے ہیں۔ تم دیکھنا۔ نتیجہ بالکل اس کے ذہن کے
عین مطابق ہی نکلے گا"۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور پھر اٹھ کھڑا ہوا اور
صفدر کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے۔ کیا ہوا۔ بیٹھو کہاں جا رہے ہو"۔۔۔ جولیا نے حیران
ہو کر پوچھا۔

"بس مس جولیا۔ اب اجازت دیں۔ کافی وقت ہوگیا ہے"۔۔۔
صفدر نے کہا اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب فلیٹ سے باہر آ گئے۔

کرنل فریدی کیپٹن حمید کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتا پرائم منسٹر ہاؤس کے سپیشل گیسٹ ہاؤسز کی طرف بڑھنے لگا۔

"آپ اس سے کوٹھی میں بھی ملاقات کر سکتے تھے۔ یہاں خود آنے کی کیا ضرورت تھی"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"اس کا تعلق سائی لینڈ سے ہے۔ اور میں نے تمہیں بتایا ہے کہ عمران کے آدمی یہاں لازماً کام کر رہے ہوں گے۔ اس لئے اگر اُسے اطلاع مل گئی کہ میں نے کسی سائی لینڈ کے آدمی سے خفیہ ملاقات کی ہے۔ تو اس کا شیطانی ذہن باقی کڑیاں خود بخود جوڑ لے گا۔ جب کہ یہاں پرائم منسٹر ہاؤس میں ظاہر ہے اس کے آدمیوں کا خطرہ موجود نہیں ہو گا"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید کے ہونٹ اس طرح بھنچ گئے جیسے کونین کا پورا پیکٹ کسی نے جبراً اس کے حلق میں ڈال دیا ہو۔

"آپ اس احمق سے آخر اتنا ڈرتے کیوں ہیں"۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کیپٹن حمید نے کہا۔

"اس سے نہیں اس کی ذہانت سے ڈرتا ہوں"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مختصر سا جواب دیا۔ اور پھر وہ گیسٹ ہاؤسز کے پورشن میں داخل ہو گئے۔ وہاں ایک آدمی نے ان کا استقبال کیا اور انہیں اس کمرے تک لا کر چھوڑ گیا جہاں ان کا ملاقاتی موجود تھا۔ کرنل فریدی اندر داخل ہوا تو صوفے پہ بیٹھا ہوا ایک باوقار آدمی جس نے جسم پہ گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ لمحہ میرے لئے واقعی خوش قسمتی کا لمحہ ہے۔ جب میں دنیا کے عظیم ترین جاسوس سے مل رہا ہوں۔ میرا نام جاڈش ہے"۔۔۔۔ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ یہ آپ کا حسن ظن ہے۔ جو آپ میرے متعلق ایسی بات کہہ رہے ہیں۔ ورنہ میں تو اپنے آپ کو اللہ تعالٰی کا سب سے عاجز بندہ سمجھتا ہوں"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جاڈش سے مصافحہ کر کے اس نے کیپٹن حمید کا اس سے تعارف کرایا۔ رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ آمنے سامنے بیٹھ گئے۔

"کرنل صاحب۔ یہ خط دیکھئے۔ اس سے آپ کو میری سرکاری حیثیت کا اندازہ ہو جائے گا"۔۔۔۔ جاڈش نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر کرنل فریدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ کرنل فریدی نے خاموشی سے لفافہ لیا اور اُسے کھول کر اس میں موجود خط پڑھنے لگا۔ یہ خط سائی لینڈ کے بادشاہ کی سرکاری مہر سے جاری کیا گیا تھا

اور خط کے مطابق جاڈش بادشاہ کا خاص منصب دار تھا۔
"میں نے دیکھ لیا ہے ۔ فرمائیے" ——— کرنل فریدی نے خط بند کر کے
واپس لفافے میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور جاڈش نے مسکراتے ہوئے ایک ا
لفافہ جیب سے نکالا۔ اور کرنل فریدی کی طرف بڑھا دیا۔ لفافے پر لاکھ
جگہ جگہ کئی مہریں ثبت تھیں۔ کرنل فریدی نے لفافے کی ایک سائیڈ چاک
کی اور اس میں موجود ایک خط نکال لیا۔ یہ ٹائپ شدہ تھا۔ وہ اُسے
پڑھنے لگا۔ جیسے جیسے وہ اسے پڑھتا جا رہا تھا۔ ویسے ویسے اس کی
پیشانی پر شکنیں نمودار ہوتی جا رہی تھیں ۔

"پروفیسر یوچی نے کنگ آف سائی لینڈ سے بات کر کے مزید رقم
مانگی ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ یہ کیسا خط ہے" ——— کرنل فریدی
نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر یوچی وہی پروفیسر ہے۔ کرنل فریدی۔ جس سے آپ نے
فارمولا خریدا تھا۔ اس نے باقاعدہ کنگ کے اے۔ ڈی۔ سی کو فون
کیا ہے۔ کہ فارمولے کی اہمیت کے مطابق اُسے کم رقم دی گئی ہے
اگر اتنی رقم مزید اُسے خاموشی سے ادا نہ کی گئی تو یہ بات وہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس کو بتا دے گا" ——— جاڈش نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تو وہ بوڑھا اب بلیک میلنگ پر اتر آیا ہے۔ لیکن اُسے
کیسے معلوم ہوا کہ فارمولا سائی لینڈ پہنچایا گیا ہے" ——— کرنل فریدی
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بات پر تو سائی لینڈ سیکرٹ سروس کے چیف رانوک
انتہائی حیران ہیں۔ کیونکہ آپ نے جس انداز میں کام کیا ہے وہ انتہائی

بے داغ انداز ہے۔ اب کنگ نے مجھے یہاں اس لئے بھیجا ہے کہ آپ کیا
کہتے ہیں۔ کیا اس کو رقم ادا کر دی جائے یا نہیں" ——— جاڈش نے
کہا۔

"اس نے رقم کے لئے کیا طریقہ بتایا ہے" ——— کرنل فریدی نے
پوچھا۔

"اس کا اکلوتا بیٹا مکوشی ایکریمیا کے سنٹرل بنک میں افسر ہے۔ ہم
نے رقم اس کے اکاؤنٹ میں جمع کرانی ہے۔ اور ساتھ ہی ایک سرٹیفکیٹ
بھیجنا ہے کہ یہ رقم مکوشی کے سائی لینڈ میں بینکنگ کی خدمات کے
اعتراف کے طور پر کنگ کی طرف سے عطیہ ہے۔ مکوشی سائی لینڈ میں
بینکنگ کے کاروبار سے بھی کافی عرصہ منسلک رہا ہے" ——— جاڈش
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ خاصا ذہین آدمی ہے۔ بہرحال آپ کنگ سے میری طرف
سے کہہ دیجئے کہ میں اصول کے تحت ہر قسم کی بلیک میلنگ کے خلاف
ہوں۔ آپ قطعی کوئی رقم نہ بھیجئے۔ اوّل تو مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ
پروفیسر پاکیشیا کو مطلع کرنے کی جرأت ہی نہ کرے گا۔ کیونکہ اس طرح
اس کی غداری کا علم شوگران حکومت کو بھی ہو جائے گا اور شوگران حکومت
ان معاملات میں کس قدر سخت ہے۔ یہ بات وہ بھی جانتا ہو گا۔ دوسری
بات یہ کہ رقم بھیجنے کا مطلب ہے کہ اس بات کا اقرار کر لیا جائے۔ کہ
فارمولا واقعی سائی لینڈ پہنچایا گیا ہے۔ اور ایسا اقرار انتہائی غلط ہو
گا۔ اب اگر اس کا فون آئے تو آپ سرے سے کسی فارمولے کے وجود
سے ہی انکار کر دیں۔ اور آخری بات یہ کہ اگر وہ پاکیشیا کو اس کی

اطلاع کر بھی دے گا تو میں پاکیشیا والوں سے نمٹ لوں گا"۔۔۔ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"۔۔۔ جاڈش نے مطمئن ہوتے ہوئے جواب دیا تو کرنل فریدی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر جاڈش سے مصافحہ کر کے وہ مڑا اور کمرے سے باہر آگیا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ لیکن وہ خاموشی سے چلتا ہوا اپنی لنکن میں آکر بیٹھ گیا اور چند لمحوں بعد لنکن منسٹر ہاؤس سے نکل کر دوبارہ کوٹھی کی طرف بڑھنے لگی۔

"اس بار تو واقعی حیران کن واقعات پیش آرہے ہیں"۔۔۔ سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن حمید نے کہا۔

"حیران کن ۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"پہلے اس عمران کو قاسم کے ذریعے ہمارا جونکار ونگ جانے کی اطلاع مل گئی۔ حالانکہ اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اس ذریعے سے بھی اس تک اطلاع پہنچ سکے گی اور دوسرا واقعہ یہ کہ اس پروفیسر کو یہ علم ہو گیا ہے کہ ہم نے فارمولا سائی لینڈ پہنچا دیا ہے حالانکہ جس انداز کی پلاننگ آپ نے کی تھی۔ اس سے کسی صورت بھی اس بات کا اُسے علم نہ ہو سکتا تھا"۔۔۔ کیپٹن حمید نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"دونوں ہی باتیں حیران کن نہیں ہیں۔ پہلی بات ایک اتفاق ہے اور دوسری میں چونکہ اس پروفیسر لوچی سے رابطہ براہِ راست سائی لینڈ کی ایک لیبارٹری کے آدمی نے کیا تھا۔ ہم لوگ تو بعد میں درمیان میں آئے تھے۔ اس لئے اس نے لامحالہ یہی نتیجہ نکالا ہو گا کہ فارمولا

سائی لینڈ پہنچا یا گیا ہے"۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ عمران وغیرہ کو اس کا علم ہوا ہے یا نہیں"۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"وہاں میرے خاص آدمی موجود ہیں۔ میں انہیں اطلاع کر دیتا ہوں۔ وہ رپورٹ دے دیں گے"۔۔۔ کرنل فریدی نے کار موڑ کر کوٹھی کے گیٹ کے اندر لے جاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ آدمی عمران کی نظروں میں ہوں وہ بے حد شاطر آدمی ہے۔ آپ ایسا کریں زیرو فورس سے آدمی وہاں بھجوا دیں ایسے آدمی جنہیں عمران نہ جانتا ہو"۔۔۔ پورچ میں کار رکنے کے بعد کیپٹن حمید نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ جس انداز میں عمران نے فون پر بات کی تھی۔ مجھے خدشہ ہے کہ میری زیرو فورس میں بھی یقیناً اس کا کوئی نہ کوئی آدمی موجود ہے۔ اس کیس کے بعد میں اس آدمی کی چھان بین کروں گا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم خود وہاں چلے جاؤ"۔۔۔ کرنل فریدی نے اپنے مخصوص کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میں ۔۔۔ مجھے تو وہ اچھی طرح جانتا ہے"۔۔۔ کیپٹن حمید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہی تو تمہاری ذہانت کا امتحان ہوگا"۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے۔ میں میک اپ میں وہاں جاؤں اور

عمران کی نگرانی کروں۔ نہیں۔ یہ بور کام مجھ سے نہیں ہو سکتا" ـــــ کیپٹن
حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میک اپ تو وہ ایک لمحے میں پہچان لے گا۔ تم براہِ راست وہاں جاؤ
اور جا کر اس کے مہمان بن جاؤ اور پھر سائے کی طرح چمٹ جاؤ۔ وہ جتنی
بھی جان چھڑائے اتنا ہی اسے زچ کرتے جاؤ" ـــــ کرنل فریدی نے
کہا۔

"اس کا فائدہ۔ پھر تو وہ کسی طرح بھی مجھے اصل بات کی ہوا نہیں
لگنے دے گا" ـــــ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اُ
شاید کرنل فریدی کے اس آئیڈیے کی سمجھ نہ آ رہی تھی۔

"یہی میں چاہتا ہوں کہ تم اسے ذہنی طور پر الجھا دو۔ انتہائی ذہین
آدمی صرف اس وقت احمق بنتا ہے جب وہ ذہنی طور پر الجھ جائے"
کرنل فریدی نے کہا۔

"میری تو سمجھ میں بہرحال یہ بات نہیں آ رہی۔ اور وہ تو ہے
احمق آدمی۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ میں اس کی حماقتوں سے تنگ آ کر ا
گولی ہی نہ مار دوں۔ البتہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے کوئی فائدہ
گا تو البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں قاسم کو ساتھ لے کر پاکیشیا
جاؤں۔ تفریح کرنے کے بہانے اور اس کی نگرانی بھی کرتا رہوں"
کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میں صرف اتنا چاہتا
کہ اگر اسے ساتی لینڈ کا پتہ بھی چل جائے تو اسے کم از کم یہ علم
سکے کہ ہمارا کوئی تعلق بھی ساتی لینڈ سے ہے۔ بہرحال چھوڑو۔

خود ہی بندوبست کر لوں گا" ـــــ کرنل فریدی نے کہا اور رسیور اٹھا
کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
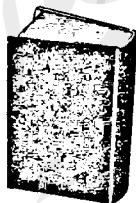
عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا ایک کتاب کے
مطالعے میں مصروف تھا۔ بلیک زیرو گذشتہ دو روز سے چھٹی پر تھا
کیونکہ اسے اطلاع ملی تھی کہ اس کے والد ڈاکٹر صدیقی کی طبیعت
اچانک خراب ہو گئی ہے۔ تو وہ عمران سے چھٹی لے کر والد کے پاس
چلا گیا تھا۔ اور چونکہ عمران نے ماسٹر رنگ کے چیف شوانگ کو
انکوائری کا نتیجہ سرکاری طور پر بتانے کا کہہ دیا تھا۔ اس لئے تب سے
وہ بلیک زیرو کی جگہ مستقل طور پر دانش منزل میں رہ رہا تھا۔ اُسے
معلوم تھا کہ شوانگ اب براہِ راست ایکسٹو کو کال کرے گا لیکن
گذشتہ دو روز سے شوانگ کی طرف سے کوئی اطلاع نہ آئی تھی۔
اور عمران اس بات پر حیران تھا کہ اب تک اس کی طرف سے کوئی

نہ کوئی اطلاع بہرحال آجانی چاہیئے تھی۔ اور ظاہر ہے انتظار کے یہ لمحات
وہ کتابیں پڑھ کر ہی گزار سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ گذشتہ دو روز
سے لائبریری میں موجود کتابیں اس کے مطالعے میں آرہی تھیں۔ جب وہ
کتابیں پڑھ پڑھ کر تھک جاتا تو اٹھ کر کچن میں جا کر چائے تیار کر لاتا۔ اور
پھر اطمینان سے بیٹھ کر چائے کی چسکیاں لینی شروع کر دیتا۔ اب بھی
کتاب اس نے میز پر رکھی اور کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ میز پر موجود
ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو"—— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" جناب۔ میں شوگران سے ماسٹر رنگ کا چیف شوانگ بول رہا
ہوں"—— دوسری طرف سے شوانگ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" اوہ مسٹر شوانگ آپ۔ فرمائیے"—— عمران نے لہجے کو قدرے
نرم کرتے ہوئے کہا۔

" جناب آپ کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی
عمران صاحب میرے دوست ہیں۔ انہوں نے مجھے فون کیا تھا کہ
......" شوانگ نے ابتدائی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے۔ اس نے مجھے آپ سے ہونے والی بات چیت کی
رپورٹ دے دی تھی"—— عمران نے سپاٹ لہجے میں اس
کی بات کو کاٹتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ یس سر۔ میں نے جناب انکوائری کرائی ہے۔ انکوائری کے
مطابق تو کوئی خلاف معمول بات سامنے نہیں آئی۔ لیکن آج ابھی مجھے
ایک خاص اطلاع ملی ہے۔ جس نے مجھے چونکا دیا ہے"—— شوانگ

نے کہا۔

" مسٹر شوانگ۔ یقیناً آپ بے حد مصروف آدمی ہوں گے"——
عمران نے لہجے کو اور زیادہ سپاٹ کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ یس سر۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ سپیشل لیبارٹری
کے سیکنڈ ان چیف سائنسدان پروفیسر یوچی نے کنگ آف سائی
لینڈ کے اے۔ ڈی۔ سی کو ایک خفیہ فون کال کی ہے۔ صرف اتنا
معلوم ہو سکا ہے۔ کیونکہ اس کال کے الفاظ سمجھ میں نہیں آسکے۔
شاید یہ کسی ایسے فون سے کی گئی ہے۔ جس کی مانیٹرنگ کے دوران
الفاظ واضح طور پر سمجھ میں نہیں آسکتے۔ آپ تو جانتے ہوں گے کہ
آج کل ایسے جدید فون........." شوانگ نے ایک بار پھر لمبی
بات کرتے ہوئے کہا۔

" میں جانتا ہوں۔ وضاحت کی ضرورت نہیں ہے مسٹر شوانگ"——
عمران نے ایک بار پھر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے لہجہ قدرے
نرم ہی رکھا تھا۔ کیونکہ بہرحال شوانگ ایک دوست ملک کی اہم ترین
سرکاری تنظیم کا چیف تھا۔

" اوہ۔ یس سر۔ سوری سر۔ بہرحال وہ فون کال کیچ ہوئی تو میں
نے پروفیسر یوچی کی نگرانی کا حکم دے دیا۔ لیکن ابھی ابھی مجھے اطلاع
ملی ہے کہ پروفیسر یوچی لیبارٹری کے اندر ایک حادثے کا شکار ہو گئے
ہیں۔ یہ حادثہ قطعی قدرتی ہے۔ وہ ایک انتہائی زہریلی گیس پر کام کر
رہے تھے کہ اچانک ان کے ہاتھ سے اس کی ایک بوتل گر گئی اور
وہ اس زہریلی گیس کا شکار ہو گئے ہیں"—— شوانگ نے کہا

"پروفیسر یوچی کا سائی لینڈ سے کیا تعلق ہے" ——— عمران نے پوچھا۔
"براہِ راست تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ ان کا اکلوتا بیٹا مکوشی ایکر
کے سنٹرل بنک میں آفیسر ہے۔ وہ کافی عرصہ حکومت ایکریمیا کی طرف
سائی لینڈ میں بنکنگ سے منسلک رہا ہے" ——— شوانگ نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"او۔ کے شکریہ۔ میں اب مزید خود چیک کر لوں گا" ——— عمرا
نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئی تھیں۔ ا
کے ذہن میں سائی لینڈ کا نام چکرا رہا تھا۔ سائی لینڈ کے پاکیشیا سے
رسمی تعلقات تھے۔ جب کہ کافرستان کے ساتھ اس کے گہرے دوستا
تعلقات تھے۔ ویسے سیاسی طور پر یہ ایک غیر اہم اور چھوٹا سا ملک تھا۔
جس کی سرحدیں کافرستان سے ملتی تھیں۔ لیکن سائی لینڈ ایسا ملک نہ
تھا جہاں یہ فارمولا لے جایا جا سکتا۔ کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے وہ سائنسی
لحاظ سے انتہائی پس ماندہ ملک تھا۔ ظاہر ہے جس فارمولے پر کام کرنے
کے لئے پاکیشیا میں لیبارٹری نہ تھی اور پاکیشیا کو شوگران کا سہارا
لینا پڑا تھا۔ اس کے لئے سائی لینڈ میں ایسی لیبارٹری کے متعلق تو سوچنا
ہی حماقت تھی۔ لیکن پروفیسر یوچی کا براہِ راست کنگ آف سائی لینڈ کو
فون کرنا۔ کال بھی خفیہ اور پھر اس کا فوری طور پر مرجانا۔ یہ باتیں بہرحال مشکو
تھیں۔ وہ کافی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا۔ کہ وہ اصل بات کا سراغ کیسے
لگائے کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اس
نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ایکریمیا
کے دارالحکومت فون کر رہا تھا۔

"یس۔ براڈوے کارپوریشن" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
آواز سنائی دی۔
"براڈوے سے بات کرائیں۔ انہیں کہیں کہ پاکیشیا سے اے۔ پی
زیڈ۔ بات کرنا چاہتے ہیں" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ لیکن لہجہ
نہ ہی اپنا تھا اور نہ ہی ایکسٹو کا۔
"یس سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ایک
بھاری آواز سنائی دی۔
"براڈوے بول رہا ہوں" ——— بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔
"اے۔ پی۔ زیڈ۔ فرام دس اینڈ۔ جنرل منیجر سے بات کرائیں" ———
عمران نے اُسی لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اب
براڈوے سپیشل فون پر یہاں بات کرے گا۔ وہ ایکریمیا میں پاکیشیا سیکرٹ
سروس کا انتہائی خصوصی ایجنٹ تھا۔ جسے صرف خاص موقعوں پر ہی حرکت
میں لایا جاتا تھا۔ اور واقعی تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"ایکسٹو" ——— عمران نے اس بار ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔
"براڈوے بول رہا ہوں باس" ——— دوسری طرف سے براڈوے
کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"ایکریمیا کے سنٹرل بنک میں ایک شوگرانی مسٹر مکوشی کام کرتے ہیں
ان کے والد پروفیسر یوچی شوگران کے سائنسدان ہیں۔ مسٹر مکوشی سائی
لینڈ میں بھی بنکنگ سے متعلق رہے ہیں۔ تم نے فوری طور پر یہ معلوم کرنا
ہے۔ کہ گذشتہ ایک ماہ کے دوران مسٹر مکوشی کے ذاتی اکاؤنٹ میں

کسی بھاری رقم کا اچانک اضافہ ہوا ہے یا نہیں۔ یا انہیں شوگران سے کو[ئی]
رقم بھجوائی گئی ہو۔ یا سائی لینڈ سے۔ یہ سب پڑتال کر کے مجھے رپورٹ دین[ی]
عمران نے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ سنٹرل بنک میں میرے خاص آدمی موجود ہیں۔ میں ایک
گھنٹے کے اندر ہی رپورٹ دے سکتا ہوں" —— دوسری طرف سے
براڈوے نے جواب دیا۔ اور عمران نے او۔ کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا
اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے میز پر الٹی رکھی ہوئی کتاب اٹھا[ئی]
اور ایک بار پھر مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن ابھی اس نے چند لائنیں
ہی پڑھی ہوں گی کہ کمرے میں مخصوص انداز کی سیٹی بج اٹھی اور عمران نے
چونک کر کتاب رکھی اور کرسی سے اٹھ کر وہ دوسری طرف میز کی سائیڈ
پر آیا۔ اور اس نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے دو بٹن یکے بعد دیگرے
پریس کر دیئے۔ سیٹی کی آواز سنائی دینی بند ہو گئی۔ عمران واپس اپنی
کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ سیٹی کی مخصوص آواز سے ہی وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ
بلیک زیرو خفیہ گیٹ پر موجود ہے۔ اس نے چونکہ اس گیٹ کا آٹومیٹک
سسٹم آف کر رکھا تھا اس لئے بلیک زیرو کو مخصوص کاشن دینا پڑا
تھا۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازہ کھلا اور بلیک زیرو مسکراتا ہوا اندر
داخل ہوا۔ اس نے عمران کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کیا حال ہے ہمارے ڈاکٹر صدیقی
صاحب کا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اب بالکل بہتر ہیں۔ معدے میں سوزش ہو گئی تھی" —— بلیک زیرو
نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اس عمر میں کچی پکی غذا سے ذرا پرہیز کر لیا کریں" —— عمران نے کہا۔
تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" وہ تو اس معاملے میں انتہائی وہمی ہیں۔ پتہ نہیں ہوا کیا۔ بہرحال
اب وہ نارمل ہیں" —— بلیک زیرو نے کہا۔

" زیادہ وہمی ہونا ہی بذاتِ خود بیماری کا موجب بن جاتا ہے۔ میری
طرف سے پوچھ لینا تھا ان یا صرف اپنی ہی بات کرتے رہے ہو" ——
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ کا ہی ذکر ہوتا رہا ہے۔ وہ آپ کو بے شمار دعائیں دیتے رہے
ہیں اور ساتھ ہی شکوہ بھی کہ آپ ان سے ملنے نہیں جاتے" ——
بلیک زیرو نے کہا۔

" ان کے بیٹے سے جو روز ملاقات ہو جاتی ہے۔ اور سائنس کا اصول
ہے کہ جزو میں کل کی ساری خصوصیات ہوتی ہیں" —— عمران نے جواب
دیا اور بلیک زیرو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" آپ بتائیں اس کرنل فریدی والے کیس میں کوئی پیش رفت ہوئی
ہے یا نہیں" —— بلیک زیرو نے پوچھا اور عمران نے اسے شوانگ
کی رپورٹ کے ساتھ ساتھ براڈوے کو کی جانے والی کال کی تفصیل بھی
بتا دی۔

" سائی لینڈ میں تو یقیناً ایسی کوئی لیبارٹری نہیں ہو سکتی۔ جس میں
اس فارمولے کو تیار کیا جا سکے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ سائی لینڈ کے
ذریعے یہ فارمولا کافرستان پہنچ گیا ہو" —— بلیک زیرو نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو۔ ہوسکتا ہے واقعی اس بار براہِ راست کرنل فریدی سے ٹکرانا
پڑے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کتاب اٹھا کر ایک بار پھر مطالعے میں
مصروف ہو گیا۔ جب کہ بلیک زیرو کرسی سے اٹھ کر ڈریسنگ روم کی
طرف بڑھ گیا۔ ڈریسنگ روم میں لباس تبدیل کر کے وہ کچن میں گیا اور
دو پیالی چائے بنا کر واپس آ گیا۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے
رکھ دی۔ جب کہ دوسری پیالی لے کر وہ اپنی مخصوص کرسی پر آ کر بیٹھ گیا
عمران کتاب کے مطالعے کے ساتھ ساتھ چائے کی بھی چسکیاں لیتا رہا۔
کافی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"ایکسٹو"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"براڈوے بول رہا ہوں باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے براڈوے
کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"یس ۔۔۔ کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں
پوچھا۔
"باس۔ مکوشی کے والد فوت ہو گئے ہیں۔ وہ آج ہی شوگران کو روانہ
ہو گیا ہے۔ لیکن میں نے چیکنگ کرائی ہے۔ مکوشی کو دس روز پہلے
اس کے والد نے اپنی آبائی جائیداد فروخت کر کے پچاس لاکھ ڈالر
کی رقم روانہ کی ہے۔ جو اس کے اکاؤنٹ میں جمع ہے"۔۔۔۔
براڈوے نے جواب دیا۔
"کیسے معلوم ہوا کہ اس کے والد نے آبائی جائیداد فروخت کر
کے یہ رقم بھجوائی ہے"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔
"اس نے خود اپنے دوستوں کو یہی بات بتائی ہے"۔۔۔۔ براڈوے

نے جواب دیا۔
"وہ شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
"غیر شادی شدہ ہے۔ لیکن ایک ایکریمی لڑکی جوزفین سے جو
اسی کے بنک میں آفیسر ہے۔ اس کی گہری دوستی ہے۔ اور وہ بغیر
شادی کے اکٹھے رہتے ہیں"۔۔۔۔ براڈوے نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"معلوم کرو کہ کیا یہ لڑکی بھی سائی لینڈ اس کے ساتھ رہی ہے۔
اگر رہی ہے تو پھر اس سے معلومات حاصل کرو کہ سائی لینڈ میں
مکوشی کے تعلقات کن لوگوں سے اور کس ٹائپ کے رہے ہیں"۔۔۔۔
عمران نے کہا۔
"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران نے
ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔
"شوانگ بول رہا ہوں"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ماسٹر رنگ
کے شوانگ کی آواز سنائی دی۔
"چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس ایکسٹو۔ آپ کا نمبر علی عمران
نے دیا تھا۔ آپ کے پاس مرحوم سائنسدان یوچی کی پرسنل فائل
موجود ہوگی۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس کی آبائی جائیداد کتنی ہے۔
اور اس نے کیا اسے گذشتہ دس روز میں فروخت کیا ہے۔ یا
نہیں۔ ویسے مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اس کا لڑکا مکوشی باپ کی
وفات پر شوگران پہنچ چکا ہے۔ اور دس روز پہلے یوچی نے اسے

پچاس لاکھ ڈالر کی خطیر رقم ارسال کی تھی۔ اور مکوشی نے وہاں اپنے دوستوں سے یہ کہا ہے کہ اس کے باپ نے اپنی آبائی جائیداد فروخت کر کے یہ رقم ارسال کی ہے"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"رقم ارسال کی گئی ہے۔ مگر مجھے تو اس بارے میں کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ میں معلوم کرتا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے شوانگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے۔ اس میں اصل کردار کرنل فریدی کا ہے۔ اس لئے کیوں نہ ناٹران وغیرہ کو اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کہہ دیا جائے۔ وہ یقیناً کھوج نکال لے گا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم ناٹران اور اس کے پورے سیٹ اپ کو ختم کرانا چاہتے ہو۔ انہیں بس شاگل تک ہی محدود رہنے دو۔ کرنل فریدی کو ان کے متعلق ذرا سا بھی شبہ پڑ گیا تو پھر وہ زندہ نہ بچ سکیں گے"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے سر جھکا لیا۔

عمران نے ایک بار پھر کتاب اٹھا لی۔ اور آپریشن روم میں مکمل سکوت طاری ہو گیا۔ یہ سکوت تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی سے ٹوٹا۔ عمران نے کتاب رکھی۔ اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف آف ماسٹر رنگ شوانگ بول رہا ہوں"۔۔۔۔ دوسری

طرف سے شوانگ کی آواز سنائی دی۔ لیکن اس کے اس طرح مکمل تعارف کرانے سے عمران کی پیشانی پر ناگواری کی شکنیں ابھر آئیں۔ کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے اس کی ضرورت نہ تھی۔

"یس۔ فرمائیے"۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پروفیسر یوچی کی معمولی سی آبائی جائیداد تھی۔ جسے واقعی ایک ماہ پہلے فروخت کیا گیا ہے۔ اور یہ رقم بے حد معمولی تھی۔ ناقابل ذکر حد تک معمولی۔ صرف سوا ایکریمین ڈالر کے برابر۔ اور پروفیسر یوچی کے سیکرٹری مٹاکو کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ پروفیسر یوچی اس کے ساتھ لیبارٹری کے ایک خفیہ گیٹ سے باہر آیا تھا۔ وہ اس کے ساتھ تھا۔ کار میں وہ پہاڑیوں کے درمیان ایک کیبن میں گئے تھے۔ اس کیبن کے باہر ایک چھوٹا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اور دو ناپالی وہاں پہرہ دے رہے تھے۔ پروفیسر یوچی کا استقبال دو آدمیوں نے کیا تھا جو شکل سے تو ناپالی تھے۔ لیکن قد و قامت کے لحاظ سے کسی طرح بھی ناپالی نہ لگتے تھے۔ پروفیسر کے پاس ایک بریف کیس تھا۔ وہ مٹاکو کو کار کے پاس چھوڑ کر ان دو آدمیوں کے ساتھ کیبن میں گیا۔ کافی دیر بعد ان دو آدمیوں میں سے ایک باہر آیا اور اُسے اندر لے گیا۔ وہاں پروفیسر نے اُسے ایک بریف کیس دیا۔ اس کے بعد پروفیسر ان دو آدمیوں کے پاس کچھ دیر بیٹھ کر واپس آ گیا۔ اس بریف کیس میں پچاس لاکھ ڈالر کی رقم تھی۔ پروفیسر نے سیکرٹری کو وہیں اتار دیا تھا۔ اور سیکرٹری مٹاکو جو پہلے سے رخصت لے چکا تھا۔ اس لئے وہ رقم سمیت شہر پہنچ گیا۔ اور اس نے وہاں اپنے

طرف سے مکوشی کو اس رقم کا ڈرافٹ ارسال کر دیا۔ اور پھر اپنے آبائی
گاؤں چلا گیا۔ دوسرے روز وہ واپس آیا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا ہے
کہ اس نے پروفیسر کو بلیک میل کر کے کہا کہ اگر پروفیسر نے اتنی ہی
رقم اُسے نہ دی تو وہ حکومت کو اس کی غداری کے متعلق بتا دے
گا۔ جس پر پروفیسر نے مجبور ہو کر ایک ناقابل چیکنگ جدید فون پر
کنگ آف سائی لینڈ سے بات کی اور اتنی رقم مزید مانگی۔ کنگ نے
دو روز کی مہلت طلب کی۔ اور دو روز بعد کنگ کو جب دوبارہ کال
کی گئی تو اس کے اے۔ ڈی۔ سی نے قطعی انکار کر دیا۔ اس کے بعد
پروفیسر کی موت کا واقعہ پیش آ گیا۔ مٹاکو کے اس بیان کے بعد
البتہ یہ شک پڑ گیا ہے کہ کہیں پروفیسر یوچی نے خودکشی تو نہیں کی"۔
شوانگ نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن پروفیسر یوچی کو یہ کیسے معلوم ہوا ہے کہ فارمولا کنگ آف
سائی لینڈ کے پاس فروخت کیا گیا ہے" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے
میں پوچھا۔

" مٹاکو سے اس بارے میں پوچھا گیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ پروفیسر
یوچی کا کہنا تھا کہ پہلی بار اس فارمولے کے بارے میں اس سے رابطہ
سائی لینڈ میں کام کرنے والے ایک کافرستانی سائنسدان ڈاکٹر
ہریش نے کیا تھا۔ اور اس نے اس بارے میں یہ کہا تھا کہ جتنی دولت
پروفیسر طلب کرے گا۔ کنگ آف سائی لینڈ اُسے ادا کر دے گا۔
اس لئے اس نے کنگ آف سائی لینڈ کو فون کیا تھا" ـــــ شوانگ
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ فارمولا بہرحال فروخت کر دیا گیا ہے۔ جب
کہ آپ کی تنظیم کو اس کا علم کبھی نہ ہو سکا تھا" ـــــ عمران نے بڑے
طنزیہ لہجے میں کہا۔

" جی ہاں۔ میں اس پر شرمندہ ہوں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ مٹاکو ماسٹر
تک کا ہی آدمی تھا۔ جب مٹاکو ساتھ مل گیا تو پھر اطلاع کیسے ملتی" ـــــ
شوانگ نے جواب دیا۔

" اوہ۔ پھر تو واقعی اطلاع نہ مل سکتی تھی۔ بہرحال آپ کے اس قدر
تعاون کا بے حد شکریہ۔ گڈ بائی" ـــــ عمران نے کہا اور رسیور
رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

" لو بھئی۔ میری چھٹی حس ساتویں کیا یوں سمجھو میٹرک کا امتحان بھی پاس
کر گئی۔ آخر ساری بات سامنے آ ہی گئی" ـــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

" ہاں واقعی۔ اور یہ دو آدمی جنہوں نے پروفیسر سے فارمولا خریدا
ہے۔ لازماً کرنل فریدی اور کیپٹن حمید ہی ہوں گے ناپالی میک اپ
میں" ـــــ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" شوانگ کا ایک اور لفظ بے حد معنی خیز ہے۔ کہ پروفیسر یوچی سے
پہلا رابطہ سائی لینڈ میں کافرستانی سائنسدان ڈاکٹر ہریش نے کیا
ہے۔ اس کا تو مطلب ہے کہ سائی لینڈ میں ایسی لیبارٹریاں موجود ہیں۔
جس میں کافرستانی سائنسدان کام کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس کے
متعلق کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ سر داور سے اسی ڈاکٹر ہریش کے
بارے میں پوچھنا پڑے گا۔ اگر یہ کوئی مشہور سائنسدان ہوا تو یقیناً

وہ اس کے بارے میں تفصیل جانتے ہوں گے" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا۔ اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــــ داور بول رہا ہوں" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی سر داور کی آواز سنائی دی۔

"اگر آپ فارغ ہیں تو علی عمران بول رہا ہوں۔ اگر مصروف ہیں تو پھر حقیر فقیر، پُرتقصیر، بندہ ناچیز، خاکسار جہاں، بے وہم و گمان، خیال ناگہاں، شعلہ بجان ...." عمران کی زبان رواں ہوگئی۔

"کمال ہے۔ تم سے واقعی خدا ہی سمجھ سکتا ہے۔ ہماری مجال نہیں میں فارغ ہوں۔ اس لئے بس علی عمران تک ہی بات رہنے دو۔ یہ پوری ڈکشنری القاب کی جب تک ختم ہوگی میری مصروفیت مکمل فراغت میں تبدیل ہو چکی ہوگی" ـــــ سر داور نے اس کی بات کاٹ کر بڑی طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ تو ابھی میرے وہ القاب تھے جو میں نے اپنے عجز و انکسار کے اظہار کے لئے خود اپنے آپ کو دیئے ہوئے ہیں۔ ابھی تو آپ کے شایان شان القابات کا نمبر تو بعد میں آنا تھا۔ بہرحال اگر آپ واقعی فارغ ہیں تو پھر یہ تو پاکیشیا کے عوام کے لئے واقعی رونے کا وقت ہے۔ کہ ان کا اتنا عظیم سائنسدان فارغ ہو چکا ہے۔ آہ۔ ہمارا پاکیشیا۔ ایک ہی سائنسدان نصیب میں تھا وہ بھی فارغ ہو گیا" ـــــ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اور سر داور اس بار بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"تم واقعی شیطان ہو۔ فکر نہ کرو۔ کام سے فارغ ہوں۔ عقل سے فارغ نہیں ہوا ابھی" ـــــ سر داور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہی تو رونا ہے سر داور۔ کہ کام سے فارغ بھی وہی ہوتا ہے جو عقل سے فارغ ہو جاتا ہے۔ ورنہ اگر عقل ہو تو فراغت کیسے مل سکتی ہے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور اس بار سر داور کے قہقہے سے ماحول گونج اٹھا۔ بلیک زیرو بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ اور یہ بات واقعی حیران کن تھی کہ سر داور جیسا خشک مزاج سائنسدان جسے شاید مسکرانے کی بھی فرصت نہیں ملتی تھی۔ اس طرح بچوں کی طرح گلا پھاڑ پھاڑ کر قہقہے لگا رہا تھا۔

"بس اب میں فون بند کر رہا ہوں۔ اب مجھ میں ہنسنے کی مزید طاقت نہیں رہی" ـــــ سر داور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یعنی عقل کے ساتھ ساتھ جسمانی قوت و حرکت سے بھی فارغ۔ کمال ہے۔ اس قدر فراغت یہ تو .... اب کیا کہوں۔ لوگوں نے الفاظ کی ادائیگی پر بھی قدغنیں لگا رکھی ہیں۔ کہ یہ الفاظ بدشگونی کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہ الفاظ بدتمیزی کے زمرے میں آتے ہیں۔ اور یہ الفاظ بدتہذیبی کے زمرے میں آتے ہیں۔ اب بھلا آپ خود بتائیں۔ بے چارے الفاظ تو الفاظ ہی ہوتے ہیں۔ ان کا کیا قصور" ـــــ عمران کی زبان واقعی میرٹھ کی قینچی سے بھی زیادہ رفتار سے رواں تھی۔

"بس بس۔ اب مزید کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ خدا حافظ" ـــــ دوسری طرف سے سر داور نے بڑی طرح ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"کمال ہے۔ خود ہی کہہ رہے تھے کہ فارغ ہوں۔ میں نے سوچا کہ نجانے ا
بڑا سائنسدان دوبارہ کب فارغ ہو۔ کچھ گپ شپ ہی کر لی جائے۔ مگر وہ گ
میں ہی بھاگ گئے۔ ابھی شپ تو رہتی تھی"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہو
کہا۔ اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"سر داور شاید پوری زندگی میں کبھی اتنے نہ ہنسے ہوں گے جتنا آ
نے چند منٹوں میں انہیں ہنسا دیا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہو
کہا۔

"میں نے تھوڑا ہنسایا ہے انہیں۔ اب میں فون میں انگلی ڈال کر گدگ
تو کرنے سے رہا۔ اصل میں ان کا ہنسنے کا کافی کوٹہ اکٹھا ہو گیا تھا جو انہ
نے اکٹھا ہی پورا کرنے کی کوشش کی"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہ
کہا اور اس بار بلیک زیرو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اب شاید تم اپنا کوٹہ پورا کرنے کے چکر میں ہو۔ ٹھیک ہے۔ کرتے ر
میں سر داور سے چند اہم باتیں کر لوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور ا
بار پھر سر داور کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے سر داور کے جونیئر کی آ
سنائی دی۔

"سر داور سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ باتھ روم تشریف لے گئے ہیں۔ ابھی آجاتے ہیں۔ ہولڈ آن کریں"
دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے اُسے پہ
سے اس بات کی توقع ہو۔

"ہیلو۔۔۔ داور بول رہا ہوں۔ بھئی عمران پلیز۔ اب واقعی مجھ میں مزید
ہنسنے کی طاقت نہیں رہی"۔۔۔ سر داور نے کہا۔ لیکن ان کا لہجہ بتا
رہا تھا کہ وہ ابھی تک اپنی ہنسی کو کنٹرول کرنے کی کوشش میں لگے
ہوتے ہیں۔

"سر داور۔ آپ سے ایک اہم بات پوچھنی تھی۔ کیا آپ کافرستان
کے کسی سائنسدان ڈاکٹر ہریش کو جانتے ہیں"۔۔۔ عمران نے انتہائی
سنجیدہ اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کافرستانی سائنسدان ڈاکٹر ہریش۔۔۔ ہاں۔۔۔ جانتا ہوں۔ کیوں
کیا ہوا اسے"۔۔۔ سر داور نے بھی یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"سنا ہے۔ زیادہ ہنسنے سے اس کے پیٹ میں بل پڑ گیا تھا اور وہ
اپنا بل سیدھا کرانے کے لئے آج کل سائی لینڈ کی کسی لیبارٹری میں
گیا ہوا ہے"۔۔۔ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ وہ سائی لینڈ میں ہے۔ جب تم اس کے
متعلق اتنا کچھ جانتے ہو تو پھر مجھ سے پوچھنے کی وجہ"۔۔۔ اس بار
سر داور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سائی لینڈ تو سائنسی لحاظ سے انتہائی پس ماندہ ملک ہے۔ کیا
وہاں ایسی لیبارٹریاں وجود میں آچکی ہیں جو بل سیدھا کر دیتی ہوں"
عمران نے کہا۔

"مذاق مت کرو۔ سیدھی طرح بات کرو کہ تم کیا پوچھنا چاہتے
ہو"۔۔۔ سر داور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔ آدمی کو غصہ آجائے تو پھر ہنسنے والا سرکل

ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ یہ بات دوسری ہے کہ آج کل آپ کو غصہ
زیادہ آنے لگ گیا ہے۔ بہرحال آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے آپ سے
شوگران سپیشل لیبارٹری کے بارے میں بات کی تھی" ۔۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" اوہ۔ ہاں۔ کیا ہوا۔ ڈاکٹر چوانگ سے بات ہو گئی تمہاری"
سرداور نے چونک کر پوچھا۔
" ہاں۔ انہوں نے تو صاف جواب دے دیا تھا کہ اس لیبارٹری کا
حفاظتی انتظام ایسا ہے کہ یہاں کوئی خلاف معمول بات ہو ہی نہیں
سکتی۔ لیکن آپ تو جانتے ہیں کہ میری چھٹی حس چاہے کتنی ہی نکمی کیوں
نہ ہو۔ بہرحال کسی نہ کسی طرح ہر امتحان میں پاس ضرور ہو جاتی ہے۔
بہرحال میں نے کام کیا۔ اور شوگران حکومت کی ایک ٹاپ ایجنسی نے
آخر کار اصل بات اگل دی ہے۔ سپیشل لیبارٹری میں پروفیسر یوچی نے
وہ فارمولا جسے آپ زیرو دبلاسٹ فارمولا کہہ رہے تھے۔ پچاس لاکھ
ڈالر کے عوض فروخت کر دیا ہے۔ اور پروفیسر یوچی کے بقول سب
سے پہلے اس فارمولے کے متعلق جس نے اس سے رابطہ کیا تھا۔ وہ
سائی لینڈ میں کافرستانی سائنسدان ڈاکٹر ہریش تھا۔ پروفیسر یوچی
ایک اتفاقی حادثے میں ہلاک ہو چکا ہے۔ اور اب ہم نے اس فارمولے
کو واپس برآمد کرنا ہے۔ اس لئے آپ مجھے تفصیل سے بتائیں کہ
ڈاکٹر ہریش کون ہے۔ اور کیا سائی لینڈ جیسے ملک میں ایسی لیبارٹری
ہو سکتی ہے کہ جہاں زیرو دبلاسٹ کے فارمولے پر کام ہو سکے" ۔۔۔
عمران نے انتہائی سنجیدگی سے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تم نے بہت بڑی خبر سنائی ہے۔ علی عمران۔ زیرو دبلاسٹ سے
ہمارے ملک کو بے حد توقعات تھیں۔ بہرحال اس دنیا میں ایسا تو
ہوتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر ہریش کافرستان کا ایسا سائنسدان ہے۔ جو
ویسے تو انتہائی قابل سائنسدان ہے۔ لیکن وہ بیک گراؤنڈ میں رہنا
پسند کرتا ہے۔ اس لئے اس کی شہرت اتنی نہیں ہے۔ مجھے اتنا
معلوم ہے۔ کہ ایک بار سائی لینڈ کے کنگ نے اسے خصوصی دعوت
پر اپنے ملک بلوایا تھا۔ اور اسے آفر کی تھی کہ وہ سائی لینڈ میں سائنس
کے فروغ کے لئے کام کرے تو اسے وہاں ہر قسم کی مراعات بھی دی
جاسکتی ہیں اور عہدہ بھی۔ اور پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مستقل طور پر
سائی لینڈ شفٹ ہو گیا ہے۔ شاید وہ وہاں سائنس کے شعبے کا سربراہ
بنا دیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے" ۔۔۔
سرداور نے جواب دیا۔
" ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب باقی کام میں خود کر لوں گا۔ خدا حافظ"
عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
" اس کا مطلب ہے کہ کنگ آف سائی لینڈ نے یقیناً کافرستان
سے مل کر وہاں جدید ترین لیبارٹریاں قائم کر لی ہیں اور یہ لیبارٹریاں
یقیناً اس ڈاکٹر ہریش کی سربراہی میں قائم ہوتی ہوں گی اور یہاں
ہونے والے کام میں کافرستان کی بھی حصہ داری ہو گی۔ اس لئے
کرنل فریدی نے اس مشن پر کام کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔
" بالکل۔ اب تو بات قطعی طور پر واضح ہو چکی ہے۔ اب آپ کا
کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ کرنل فریدی سے بات کریں گے" ۔۔۔

بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ یہ تو سوئے ہوئے شیر کو جگانے والی بات ہو جائے گی۔ وہ اپنی جگہ مطمئن ہو گا کہ کسی کو اس بارے میں علم نہیں ہو سکتا۔ اور اب جب کہ اسے پروفیسر یوچی کی موت کا علم ہو گیا ہو گا تو وہ اور بھی زیادہ مطمئن ہو جائے گا۔ اس لئے ہم خاموشی سے سائی لینڈ جا کر کام کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"مطلب ہے کہ آپ اب ٹیم لے کر سائی لینڈ جائیں گے اور وہاں اس لیبارٹری کو تلاش کر کے اس کا خاتمہ کریں گے۔ جہاں یہ فارمولا پہنچایا گیا ہے۔ لیکن کرنل فریدی نے یقیناً وہاں اپنے آدمی چھوڑ رکھے ہوں گے۔ وہ اسے اطلاع نہیں دے دیں گے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کرنل فریدی نے تو یہاں بھی اپنے آدمی چھوڑ رکھے ہوں گے۔ اگر ہم یہاں سے سیدھے سائی لینڈ روانہ ہوتے تو اسے لامحالہ علم ہو جائے گا۔ اور ایک بار اسے شبہ بھی پڑ گیا کہ ہمیں سائی لینڈ کے بارے میں علم ہو گیا ہے تو پھر وہ اپنی پوری قوت سے دفاع کرنے پر اتر آئے گا"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ نے ان حالات میں کیا سوچا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے اس کے لئے سوچ کر کوئی ایسی پلاننگ بنانی پڑے گی۔ جس سے کرنل فریدی نہ چونک سکے اور کام بھی ہو جائے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر وہ اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو لائبریری کی طرف جاتا تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل فریدی نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور سامنے میز پر رکھا ہوا فون کا رسیور اٹھا لیا۔ وہ اس وقت زیرو فورس کے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔

"ہارڈ سٹون"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"ایکس۔ وی۔ ایس بول رہا ہوں"۔۔۔۔ ایک مدھم سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ ایسے تھا جیسے وہ سرگوشی کے انداز میں بات کر رہا ہو۔ کرنل فریدی اس کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔۔۔ کیا بات ہے۔ فون پر کیوں کال کی ہے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہاں ماسٹر رنگ نے بہت سخت اقدامات کر رکھے ہیں۔ ایک خصوصی فون سے بات کر رہا ہوں۔ زیرو بلاسٹ کا سارا راز لیک آؤٹ ہو چکا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے" ——— کرنل فریدی نے انتہائی حیر
بھرے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ پاکیشیا سے ماسٹر رنگ کے چیف شو
کو کسی علی عمران نے کال کر کے شبہ کا اظہار کیا تھا۔ جس پر چیف شواگ
نے انکوائری کرائی مگر انکوائری میں اُسے ہماری پلاننگ کی وجہ سے
معلوم نہ ہو سکا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کے حکم کی تعمیل میں پروفیسر
کا بھی خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ جسے کامیاب پلان کی وجہ سے حادثاتی موت
قرار دے دیا گیا تھا۔ چیف شواگ نے یہ ساری رپورٹ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے چیف کو دی۔ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے اُ
ایک نئی لائن دے دی۔ وہ نجانے کس طرح اس سارے معاملے کے
بارے میں باخبر تھا۔ اس نے چیف شواگ کو بتا دیا کہ پروفیسر یوچی کے
لڑکے مکوشی کے اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالر کی رقم جمع ہوئی ہے۔ اور
مکوشی نے وہاں ایکریمیا میں اپنے دوستوں کو یہ کہا ہے کہ یہ رقم اس
کے والد نے اپنی آبائی جائیداد فروخت کر کے اُسے بھجوائی ہے۔ جس کی وجہ
سے ساری بات بگڑ گئی۔ کیونکہ پروفیسر یوچی کی آبائی جائیداد دس ایکریمین
ڈالر سے زیادہ نہ تھی۔ مزید پڑتال پر معلوم ہو گیا کہ یہ رقم پروفیسر یوچی کی
سیکرٹری مٹاکو نے بھجوائی ہے۔ چنانچہ اسے پکڑ لیا گیا اور پھر سپیشل
سیل میں جب اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا تو اس نے زبان کھول دی
اور اس نے یہ بھی بتایا ہے۔ کہ اس نے پروفیسر کو بلیک میل کیا تھا۔ کہ
اُسے بھی پچاس لاکھ ڈالر کی رقم دی جائے۔ ورنہ وہ ماسٹر رنگ کو
اطلاع کر دے گا۔ جس کی وجہ سے پروفیسر یوچی نے کنگ آف سائی لینڈ

سے بات کی تھی۔ اور مٹاکو نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ پروفیسر نے اُسے بتایا
ہے کہ اس فارمولے کے لئے اس سے پہلی بار رابطہ سائی لینڈ میں رہنے
والے کافرستانی سائنس دان ڈاکٹر ہریش نے کیا تھا۔ اور اس نے
کہا تھا کہ اس فارمولے کے بدلے میں وہ جتنی بھی دولت بھی مانگے گا وہ
کنگ آف سائی لینڈ ادا کرے گا۔ اس لئے اس نے کنگ آف سائی لینڈ
سے بات کی تھی۔ اس نے یہ بھی بتا دیا کہ فارمولا کہاں فروخت کیا گیا۔ اور
وہاں کون کون لوگ تھے۔ اس نے آپ کا اور کیپٹن حمید کا پورا قد و قامت
بھی بتا دیا۔ جس پر چیف شواگ نے یہ سب تفصیلات چیف آف پاکیشیا
سیکرٹ سروس کو پہنچا دی ہیں" ——— دوسری طرف سے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"یہ رپورٹ کب دی گئی ہے" ——— کرنل فریدی نے پوچھا۔

"کل دی گئی ہے۔ مجھے کل سے موقع ہی نہ مل سکا تھا آپ کو رپورٹ دینے
کے لئے۔ آج بڑی مشکل سے موقع ملا ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا یہ ماسٹر رنگ اس فارمولے کے حصول کے لئے میدان میں نکلے گی" ———
کرنل فریدی نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ اس کا دائرہ کار مخصوص ہے۔ چیف شواگ نے البتہ
حکومت کو تفصیلی تحریری رپورٹ بھجوا دی ہے" ——— دوسری طرف
سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لوں گا" ——— کرنل فریدی نے کہا۔ اور
ریسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ پتھر جیسا ہو رہا تھا۔

"کیا ہوا۔ کس کا فون تھا۔ یوں لگتا ہے۔ کسی نے آپ کو انتہائی بری

خبر سنائی ہے"۔۔۔۔۔ ساتھ والی میز سے کیپٹن حمید نے اٹھ کر کرنل فریدی
کی طرف بڑھتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
" بُری تو خیر نہیں۔ بہرحال تشویش ناک خبر ہے۔ ہماری ساری پلاننگ
تمہارے اس دوست قاسم کی وجہ سے یکسر خاک میں مل گئی ہے"۔
کرنل فریدی نے کہا۔
" کیا مطلب۔ کیا یہ اُسی فارمولے کا قصہ ہے"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے
کرسی سنبھالتے ہوئے کہا۔
" ہاں"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی شوگران سے
آنے والی ساری رپورٹ اُسے بتا دی۔
" اس کا مطلب ہے کہ اس عمران کو اصل واقعات کا علم ہو چکا
ہے۔ لیکن اس میں آخر اتنا پریشان ہونے والی کون سی بات ہے۔ زیادہ
سے زیادہ وہ سائی لینڈ جائے گا۔ جاتا رہے۔ وہاں سے اُسے کیا مل
جائے گا۔ اب ڈاکٹر ہریش وہاں سڑک پر تو نہیں بیٹھا کہ اُسے دستیاب
ہو جائے گا"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
" بہرحال وہ سائی لینڈ میں جا کر ضرور کام کرے گا۔ اور اس آدمی سے کوئی
بعید نہیں کہ وہ اصل لیبارٹری تک پہنچ جائے۔ اس لئے ہمیں اس کے
مقابلے کے لئے خصوصی پلاننگ کرنی ہوگی"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔
" آپ مجھے وہاں بھجوا دیں۔ پھر دیکھیں۔ میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں۔ آپ
نے خواہ مخواہ اُسے ڈھیل دے رکھی ہے"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔
" ٹھیک ہے۔ تم زیرو سروس کے خاص گروپ کو لے کر وہاں پہنچ
جاؤ۔ وہ لازماً سائی لینڈ کے دارالحکومت کانباک ہی پہنچے گا۔ اب یہ

تمہارا کام ہے کہ تم اُسے اس طرح الجھا دو کہ وہ اصل سپاٹ تک کبھی
پہنچ ہی نہ سکے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" کیا واقعی آپ مجھے وہاں اکیلا بھیج رہے ہیں"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے
کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔
" ہاں۔ اب تمہیں اکیلا رہ کر بھی کام کرنا چاہیئے۔ کب تک دُم چھلا
بنے پھرتے رہو گے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" ہونہہ۔ تو آپ مجھے دُم چھلا سمجھتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ بہرحال اس بات
کا تو آپ نے اقرار کر لیا کہ آپ کی دُم ہے"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے جھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔ اور کرنل فریدی اس کے اس خوب صورت جواب
پر بے اختیار ہنس پڑا۔
" اس کا مطلب ہے۔ جھلاہٹ اور غصے میں تمہارا ذہن زیادہ تیز
کام کرتا ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔
" بس اب بات بدلیئے نہیں۔ بہرحال میں تیار ہوں۔ لیکن ایک بات
میں کھل کر بتا دوں۔ وہاں میں کام اپنی مرضی سے کروں گا۔ اور آپ
نے قطعی میرے کام میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنی۔ اور آخری بات یہ
کہ مسئلہ صرف الجھانے تک میں محدود نہیں رکھوں گا۔ میں اس
عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہیں سائی لینڈ کی سرزمین میں ہی دفن کر
کے چھوڑوں گا"۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔
" او۔ کے۔ میری طرف سے پوری اجازت ہے۔ جو جی چاہے کرو۔ لیکن
ایک بات بتا دوں۔ اگر اس نے جواب میں تمہیں کچھ کہہ دیا تو پھر اس کا
گلہ مجھ سے نہ کرنا۔ اس بار واقعی میں تمہاری صلاحیتیں دیکھنا چاہتا ہوں"

کرنل فریدی نے جواب دیا اور کیپٹن حمید کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ویری گڈ۔ اب مزہ آئے گا۔ اب میں اس عمران کو بتاؤں گا۔ کہ کیپٹن حمید کیا حیثیت رکھتا ہے۔ پھر میں تیاری کروں"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"بالکل کرو۔ جس وقت جی چاہے چلے جانا۔ تمام سیٹ اپ تمہارا اپنا ہو گا۔ میں کسی طور بھی مداخلت نہ کروں گا۔ بلکہ میں سائی لینڈ جاؤں گا ہی نہیں۔ بس تمہاری طرف سے رپورٹ سننے کا منتظر رہوں گا۔ لیکن ایک بات اچھی طرح سن لو۔ میں ناکامی کی رپورٹ نہیں سنوں گا۔ ایسی رپورٹ سننے کی بجائے میں تمہاری لاش وصول کرنا زیادہ بہتر سمجھوں گا"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لاشیں تو آپ کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی وصول کرنی پڑیں گی۔ کرنل صاحب۔ یہ بات طے شدہ سمجھئے"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے اپنی میز کی طرف بڑھ گیا۔

لمبی لمبی جدید ماڈل کی نئی کاروں کا طویل قافلہ کانباک کی مین شاہراہ پر آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ان کاروں کی تعداد آٹھ تھی۔ جن میں سے ایک سیاہ رنگ کی کار پر سائی لینڈ کا شاہی پرچم پوری آن بان سے پھڑپھڑا رہا تھا۔ اس سے آگے چار اور پیچھے تین کاریں تھیں۔ جن میں سائی لینڈ پولیس کے اعلیٰ حکام بیٹھے ہوئے تھے۔ کاروں کے آگے ایک باوردی پائلٹ ہیوی موٹر سائیکل پر سوار سائرن بجاتا ہوا بڑھا چلا جا رہا تھا۔ درمیانی کار جس پر شاہی پرچم پھڑپھڑا رہا تھا۔ اس کی عقبی سیٹ پر عمران اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سفید سلک کی شاندار شیروانی پہنی ہوئی تھی۔ چست سفید پاجامہ اور پیروں میں سلیم شاہی جوتی تھی۔ گلے میں سچے موتیوں کے ہاروں کی کئی لڑیاں اس نے پہنی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے پر گہری معصومیت اور بھولپن نمایاں تھا۔ اور وہ کار کی کھڑکی سے اس طرح سر اونچا نیچے کر کے جھانک رہا تھا جیسے بچے

کسی نئی جگہ جا کر بس کی کھڑکیوں سے باہر جھانکتے ہیں باوردی ڈرائیور بڑے
مؤدبانہ انداز میں کار چلا رہا تھا۔ عقبی کار میں جوانا اور جوزف مخصوص خاکی وردیاں
پہنے سائیڈوں سے ہولسٹر لٹکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران اس وقت بحیثیت پرنس
آف ڈھمپ شاہی مہمان کے طور پر کنگ آف سائی لینڈ سے ملاقات کیلئے جا
رہا تھا۔ حکومت کافرستان کی طرف سے کنگ آف سائی لینڈ کو باقاعدہ سفارتی
خط بھجوایا گیا تھا کہ کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع آزاد ریاست ڈھمپ کا شہزادہ
سائی لینڈ پہلی بار تفریح کی غرض سے آرہا ہے اس لئے اس کا شایان شان استقبال کیا
جائے۔ ساتھ ہی پرنس آف ڈھمپ کا پروگرام بھی تھا اور اس پروگرام کے مطابق
کنگ آف سائی لینڈ نے ایئرپورٹ پر پرنس کے خصوصی استقبال کے احکامات
دے دیئے تھے۔ چونکہ کنگ آف ڈھمپ خود تشریف نہ لا رہے تھے اس لئے پروٹوکول
کے مطابق کنگ آف سائی لینڈ خود ایئرپورٹ پر نہیں گئے تھے۔ بلکہ اپنے خصوصی
نمائندے کو بھیجا تھا۔ البتہ کنگ نے پرنس کا استقبال شاہی محل میں خود کرنا تھا
چنانچہ جب مخصوص شاہی ایئرپورٹ پر پرنس کا چارٹرڈ طیارہ اترا تو اُسے
باقاعدہ گارڈ آف آنر دیا گیا تھا۔ سائی لینڈ کے بچوں نے پھولوں کے گلدستے
پیش کئے۔ سائی لینڈ اور ڈھمپ کے قومی ترانے بجائے گئے گو ڈھمپ کا قومی
ترانہ سائی لینڈ کیلئے قطعی اجنبی تھا۔ لیکن سائی لینڈ کے افسران اور لوگ اس
قومی ترانے کی دھن سے بے حد متاثر نظر آرہے تھے۔ اب یہ بات دوسری ہے اگر
وہاں پاکیشیا کا کوئی آدمی موجود ہوتا تو اُسے معلوم ہو جاتا کہ جسے وہ لوگ قومی ترانہ
سمجھ کر احترام دے رہے ہیں وہ پاکیشیا کا مقبول ترین فلمی گیت ہے
کاروں کا یہ جلوس جب شاہی محل پہنچا تو وہاں تیس توپوں کی
سلامی دی گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد عمران کی کار اور اس سے عقبی کار

جن میں اس کے باڈی گارڈ تھے۔ شاہی محل کے ایک مخصوص حصے میں پہنچ
کر رک گئیں۔ وہاں کنگ آف سائی لینڈ دوسرے شاہی خاندان کے
افراد کے ساتھ اپنا قومی لباس پہنے پرنس آف ڈھمپ کے استقبال
کے لئے بنفس نفیس موجود تھے۔ کار رکتے ہی ڈرائیور نے تیزی سے آگے
بڑھ کر عمران کی سائیڈ والا دروازہ کھولا۔ عمران نیچے اترا۔ اسی لمحے کنگ
آف سائی لینڈ پرنس کے استقبال کے لئے آگے بڑھے۔

"ہز ہائی نس پرنس۔ ہم آپ کو سرزمین سائی لینڈ پر انتہائی مسرت
سے خوش آمدید کہتے ہیں"۔۔۔۔۔ کنگ آف سائی لینڈ نے مصافحے کے لئے
ہاتھ بڑھاتے ہوئے انگریزی میں کہا۔

"ہم بھی ہز ہائی نس کنگ آف سائی لینڈ کے انتہائی شکر گزار ہیں کہ
انہوں نے ہمارا شایان شان استقبال کیا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے
بڑے گرمجوش انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے جواب دیا اور کنگ آف
سائی لینڈ مسکرا دیئے۔ اس کے بعد وہ دونوں ایک چبوترے پر جا کر
کھڑے ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی پہلے سائی لینڈ کا قومی ترانہ اور پھر ڈھمپ
کا قومی ترانہ بجایا گیا۔ بعد میں شاہی باڈی گارڈ دستے نے سلامی دی۔
اور اس کے بعد عمران کنگ آف سائی لینڈ کے ہمراہ چلتا ہوا۔ اس مخصوص
کمرے میں پہنچ گیا۔ جہاں ان دونوں کے درمیان رسمی ملاقات ہونی تھی۔
ان کے وہاں پہنچتے ہی سونے کے بنے ہوئے مخصوص طرز کے گلاسوں میں
سائی لینڈ کا شاہی مشروب انہیں پیش کیا گیا۔

"آپ کا ملک بے حد خوب صورت ہے ہز ہائی نس۔ ہم آپ کی اور
آپ کے ملک دونوں کی خوب صورتی اور وقار سے بے حد متاثر ہوئے

ہیں" ــــــ عمران نے رسمی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

" بے حد شکریہ ہز ہائی نس۔ آپ کا مردانہ وقار اور وجاہت بتا رہی ہے کہ ریاست ڈھمپ انتہائی باوقار اور خوب صورت لوگوں کی مزین ہے" کنگ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ہز ہائی نس میں کنگ آف ڈھمپ کی طرف سے آپ کو ریاست ڈھمپ کا سرکاری دورہ کرنے کی دعوت دینے آیا ہوں۔ ریاست ڈھمپ کے شاہی خاندان اور عوام کو آپ کا شایان شان استقبال کر کے بے حد مسرت ہوگی" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک سنہرے رنگ کا لفافہ نکال کر کنگ کی طرف بڑھا دیا۔

" ہم یہ دعوت قبول کرتے ہیں ہز ہائی نس۔ اور اس دعوت کے لئے آپ کے اور ہز ہائی نس کنگ کے بے حد مشکور ہیں" ــــــ کنگ نے لفافہ کھول کر اس میں موجود انتہائی قیمتی کاغذ پر ابھری ہوئی انتہائی خوب صورت تحریر پڑھتے ہوئے کہا۔

" ہمیں حکومت کافرستان کی طرف سے بتایا گیا ہے ہز ہائی نس۔ کہ آپ سائی لینڈ کی سائنسی اور دفاعی ترقی کے لئے بے پناہ کوشش کر رہے ہیں۔ اور یقین کیجیے۔ ہمیں یہ بات سن کر انتہائی دلی مسرت ہوئی ہے۔ ہم بھی کوشش کر رہے ہیں کہ ریاست ڈھمپ میں اعلیٰ ترین سائنس لیبارٹریاں بنائی جائیں۔ اس کے لئے ہم حکومت کافرستان کے بھی بے حد مشکور ہیں کہ وہ اس سلسلے میں ہم سے بھرپور تعاون کر رہی ہے" ــــــ عمران نے بڑی نفاست سے مشروب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

" ہز ہائی نس کو درست اطلاع ملی ہے۔ ہم بھی حکومت کافرستان کے بے حد مشکور ہیں کہ وہ اس معاملے میں ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کر رہی ہے" ــــــ کنگ آف سائی لینڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" کافرستان کے عظیم سائنس دان ڈاکٹر ہرلیش کی ہم نے بڑی شہرت سنی تھی۔ چنانچہ ہم نے حکومت کافرستان سے درخواست کی کہ ڈاکٹر ہرلیش کی خدمات ریاست ڈھمپ کو سونپ دی جائیں۔ مگر ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ ڈاکٹر ہرلیش کی خدمات ہز ہائی نس کنگ آف سائی لینڈ نے پہلے ہی حاصل کر رکھی ہیں" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ڈاکٹر ہرلیش نے سائی لینڈ کے لئے بے حد کام کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ ہم ان کے بے حد مشکور ہیں اور ہم نے انہیں سائی لینڈ کا شاہی اعزاز بخشا ہے۔ وہ واقعی عظیم سائنسدان ہیں۔ اور انہوں نے بہت جلد ہی سائی لینڈ کو سائنسی اور دفاعی طور پر بہت ایڈوانس کر دیا ہے" ــــــ کنگ آف سائی لینڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا ہم ڈاکٹر ہرلیش جیسے عظیم سائنسدان سے ملاقات کا شرف حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے یہاں سائی لینڈ میں ایسی عظیم الشان اور جدید لیبارٹری تیار کی ہے کہ اس جیسی لیبارٹری ایکریمیا اور روسیاہ میں بھی نہیں ہے" ــــــ عمران نے کہا۔

" ہز ہائی نس اگر آپ خواہشمند ہیں تو آپ کی ملاقات ضرور کرائی جائے گی۔ ورنہ سرکاری طور پر ہمیں جو پروگرام بھجوایا گیا ہے اس میں یہ ملاقات شامل نہیں ہے" ــــــ کنگ آف سائی لینڈ نے کہا۔

"ہم نے جان بوجھ کر اسے پروگرام میں شامل نہیں کیا تھا ہز ہائی نس۔
کیونکہ ہم ڈاکٹر ہریش کی عظمت کے دلی طور پر معترف ہیں۔ اس کے
لئے ہم ذاتی درخواست کرنا چاہتے تھے۔ ورنہ ہز ہائی نس تو جانتے ہیں
کہ پروگرام تو رسمیات پر مشتمل ہوتا ہے" ـــــ عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"شکریہ۔ ہم انہیں آج ہی لیبارٹری سے کال کر لیتے ہیں۔ ہمیں
یقین ہے کہ وہ کل تک یہاں پہنچ جائیں گے" ـــــ کنگ آف سائی لینڈ
نے کہا۔
"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ٹانباک سے دور ہیں۔ اوہ پھر
تو انہیں تکلیف ہوگی ہز ہائی نس" ـــــ عمران نے چونک کر کہا۔
"ایسی کوئی بات نہیں ہز ہائی نس۔ وہ اوترات لیبارٹری میں ہوتے
ہیں۔ اور اوترات یہاں سے صرف چار سو میل دور ہے۔ اگر آپ ان سے
ملنے کے اتنے ہی خواہشمند ہیں۔ تو ہم ابھی شاہی ہیلی کاپٹر بھجوا کر انہیں بلوا
لیتے ہیں۔ وہ شام کو شاہی دعوت میں شامل ہو جائیں گے" ـــــ
کنگ آف سائی لینڈ نے کہا اور عمران نے ان کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔
"اب آپ آرام کیجئے۔ شام کو شاہی دعوت میں آپ سے ملاقات
ہوگی" ـــــ کنگ آف سائی لینڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور عمران
بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ کنگ آف سائی لینڈ نے آہستہ سے تالی بجائی۔ تو
سائی لینڈ کے قومی لباس میں دو خوب صورت لڑکیاں اندر داخل ہو
کر ان کے سامنے جھک گئیں۔
"ہز ہائی نس کو ان کی آرام گاہ تک پہنچا دیں" ـــــ کنگ آف

سائی لینڈ نے کہا۔ اور پھر مسکرا کر سر جھکایا اور مڑ کر ایک دروازہ کھول کر باہر چلے
گئے۔
"تشریف لے آئیے ہز ہائی نس" ـــــ ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہاں چلئے" ـــــ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد دونوں
لڑکیاں عمران کو ایک کمرے میں لے آئیں۔
"آپ غسل فرمائیں گے۔ غسل کا سامان تیار ہے۔ اور ہم آپ کی ہر قسم کی خدمت
کے لئے تیار ہیں" ـــــ دونوں لڑکیوں نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"ہم غسل سے پہلے ایک گھنٹے تک تنہائی میں عبادت کرتے ہیں۔ اس لئے
ہمیں تنہا چھوڑ دیا جائے۔ جب ہمیں ضرورت ہوگی ہم تمہیں کال کر لیں گے"
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"جیسے آپ کا حکم ہز ہائی نس" ـــــ دونوں لڑکیوں نے سر جھکاتے
ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔ دروازہ باہر سے
بند کر دیا گیا۔
"توبہ۔ ثقیل اور رسمی فقرے بول بول کر جبڑے درد کرنے لگ گئے ہیں"
عمران نے ہاتھوں سے دونوں جبڑوں کو باقاعدہ درست کرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔
اور پھر تیزی سے غسل خانے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے غسل خانے کا دروازہ
بند کر کے شیروانی کے بٹن کھول کر اندر پہنی ہوئی مخصوص جیکٹ کی جیب سے
جدید قسم کا گائیگر نکال کر اس نے پہلے غسل خانہ چیک کیا اور پھر وہ باہر کمرے
میں آ گیا۔ پورے کمرے کو اچھی طرح گائیگر سے چیک کرنے کے بعد وہ ایک
بار پھر غسل خانے میں آیا۔ اور غسل خانے کا دروازہ بند کر کے اس نے گائیگر
کو جیب میں ڈالا اور ایک چھوٹا سا باکس نکال کر اس کی سائیڈ پر موجود بٹن

دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی باکس میں سے زوں زوں کی مخصوص آوازیں سنائی دینے لگیں،

" ہیلو ہیلو ـــــ عمران کالنگ اوور" ـــــ عمران نے کہا۔

" یس۔ صفدر اٹنڈنگ یو اوور" ـــــ چند لمحوں بعد باکس کی ایک سائیڈ سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

" صفدر۔ ڈاکٹر ہیرلش اوترأت کی لیبارٹری میں ہے۔ اور کنگ آف سائی لینڈ کا خصوصی شاہی ہیلی کاپٹر اُسے یہاں شاہی محل میں لے آنے کے لئے ابھی بھیجا جا رہا ہے۔ تاکہ شام کو شاہی دعوت میں ان سے میری ملاقات کرائی جا سکے۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت فوری طور پر اوترات پہنچ جاؤ۔ دعوت کے بعد ظاہر ہے ان کی واپسی ہو گی۔ تم نے اس ہیلی کاپٹر کو چیک کرنا ہے۔ اس طرح اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم ہو جائے گا اوور" ـــــ عمران نے کہا

" ٹھیک ہے اوور" ـــــ دوسری طرف سے صفدر نے جواب دیا۔

" میں کل صبح ہنگامی طور پر تمام دورہ منسوخ کر کے واپس ڈھمپ چلا جاؤں گا۔ کیونکہ صبح ہی صبح کنگ آف ڈھمپ کی شدید بیماری کی اطلاع مجھے مل جائے گی۔ پھر میں تم سے خود ہی رابطہ کر لوں گا اور تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤں گا اوور" ـــــ عمران نے اُسے آئندہ پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔ اور جب صفدر نے رسپانس دے دیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اُسے دوبارہ جیب میں ڈال کر اس نے شیروانی کے بٹن بند کئے اور غسل خانے کا دروازہ کھول کر باہر کمرے میں آ گیا۔ اب اس کے چہرے پر کامیابی کی مسکراہٹ موجود تھی۔

کیپٹن شکیل حمیدیہ ہوٹل کے کمرے میں ایک قد آدم آئینے کے سامنے کھڑا
نے بال درست کرنے میں مصروف تھا۔ اس کے جسم پر سلیٹی رنگ کا سوٹ
ا۔ اور اس کے ساتھ میچ کرتی ہوئی انتہائی قیمتی ٹائی پہنے وہ اس وقت
تی کوئی شہزادہ لگ رہا تھا۔ وہ بالوں کو درست کرنے کے ساتھ ساتھ
لکے ہلکے سروں میں گنگنا بھی رہا تھا۔ اُسے کاناباک آئے ہوئے آج تیسرا
ز تھا۔ زیرو سروس سے وہ چھانٹ چھانٹ کر ایسے لوگوں کو ساتھ لے
یا تھا۔ جو اس کے مزاج کے مطابق تھے۔ ان لوگوں کی اس نے کاناباک
کے ہوائی اڈے۔ ریلوے اسٹیشن اور بندرگاہ پر ڈیوٹیاں لگا دی تھیں۔ تاکہ
ر عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی طرف سے کاناباک میں داخل ہوں۔ تو
سے فوری طور پر اطلاع مل سکے۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ لوگ کام کے معاملے
میں انتہائی فرض شناس اور ہوشیار واقع ہوئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ
ساتھ وہ سب عمران اور اس کی فطرت سے اچھی طرح واقف بھی تھے۔ اس

لئے اُسے یقین تھا کہ عمران چاہے جس روپ میں بھی آئے اُسے بہرحا
اطلاع مل جائے گی اور اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس
ٹھکانے لگانے کا مکمل پروگرام بنا رکھا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ عمران
اس کے ساتھیوں کو اگر ذرا سی بھی ڈھیل مل گئی تو پھر ان کا پکڑے جانا
ہو جائے گا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کر رکھا تھا کہ جیسے ہی عمران اور ا
کے ساتھیوں کی کانباک میں آنے کی اطلاع ملے گی وہ پورے گروپ کو
کر کے ان پر چڑھ دوڑے گا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھل سکیں ا
چاروں طرف سے مشین گنوں کے برسٹ کھول دیئے جائیں گے۔ اور وہ
اس پروگرام سے پوری طرح مطمئن تھا۔ چونکہ وہ خود ابھی تک فارغ
اس لئے حسب عادت اس نے یہاں ایک خوب صورت لڑکی متاشا
دوستی بھی گانٹھ لی تھی۔ حالانکہ متاشا کا تعلق شاہی خاندان سے تھا۔ ا
ہوٹل جس میں کیپٹن حمید رہائش پذیر تھا۔ متاشا کی ذاتی ملکیت تھا
متاشا بے حد خوب صورت اور نفیس لڑکی تھی۔ بہت عمدہ ذوق کی ما
تھی۔ لیکن کیپٹن حمید نے اُسے اس طرح بے تکلف کر لیا تھا کہ جیسے
کوئی عام لڑکی ہو۔ کیپٹن حمید کا تعارف ہوٹل کے منیجر نے متاشا
کرایا تھا۔ ہوٹل چونکہ متاشا کی ذاتی ملکیت تھا۔ اس لئے یہاں اس
خاص کمرہ تھا۔ جہاں صرف وہ لوگ جا سکتے تھے جس سے متاشا کی د
ہو۔ اور جب سے کیپٹن حمید کی اس سے دوستی ہوئی تھی۔ متاشا
باقی سب کا داخلہ اس کمرے میں بند کر رکھا تھا۔ اور وہ دونو
گھنٹوں بیٹھے انتہائی بے تکلفی سے باتیں کرتے اور مشروب پ
رہتے تھے۔ کیپٹن حمید کا تعارف چونکہ منیجر نے کرنل فریدی

لے سے کرایا تھا۔ اس لئے متاشا اس سے بے حد متاثر تھی۔ متاشا
بقول اُسے بھی جاسوسی فلمیں دیکھنے کا بے حد شوق تھا۔ اور ظاہر ہے
پٹن حمید سے ملاقات کے بعد اُسے کیپٹن حمید کو کرنل فریدی سے بھی
جاسوس تسلیم کرنا پڑا تھا۔ کیونکہ کیپٹن حمید نے اُسے یقین دلا دیا
کہ اصل کام تو وہی کرتا ہے۔ اور نام کرنل فریدی کا ہوتا ہے کیونکہ
شہرت کا قطعی خواہشمند نہیں ہے۔ اس وقت بھی متاشا کی آمد ہونے
لی تھی۔ اس لئے کیپٹن حمید خصوصی تیاری میں مصروف تھا۔ متاشا کل
را دن باوجود ملاقات طے ہونے کے نہ آسکی تھی۔ اس لئے کیپٹن حمید
ں سے خصوصی طور پر گلہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے منیجر کی معرفت معلوم بھی
رایا تھا۔ تو اُسے یہی جواب دیا گیا تھا کہ کوئی شاہی مہمان آیا ہوا ہے۔
لئے متاشا نہیں آسکتی۔ آج جب منیجر نے اچانک متاشا کی آمد کے
رے میں اُسے فون پر بتایا تھا تو کیپٹن حمید نے فوری طور پر اس سے
قات کی تیاری کرنی شروع کر دی تھی۔ اس وقت دوپہر کے گیارہ
جنے والے تھے۔ اور کیپٹن حمید آئینے سے ہٹا نہ تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج
ٹھی۔ کیپٹن حمید نے جلدی سے مڑ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کیپٹن حمید بول رہا ہوں" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"متاشا بول رہی ہوں ڈیئر۔ سپیشل روم سے" ——— دوسری طرف
ے متاشا کی مترنم آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد بے تکلفانہ تھا۔

"اوہ خیر۔ تم آگئیں۔ میں تو سنجانے کب سے تمہاری آمد کا شدت
ے منتظر تھا" ——— کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آجاؤ۔ آج تو ڈیئر بہت ساری باتیں کرنی ہیں میں نے تم سے"۔

دوسری طرف سے متاشا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" آرہا ہوں ڈیئر۔ سر کے بل چل کر آرہا ہوں حسن مجسم کی خدمت میں
کیپٹن حمید نے ٹھیٹھ عاشقانہ لہجے میں کہا اور پھر ریسیور رکھ کر وہ
سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دروازہ کھول کر جب سپیشل روم میں داخل
تو متاشا مسکراتی ہوئی اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی

" اوہ۔ آج تو غضب ڈھا رہی ہو متاشا۔ میری تو آنکھیں چکا چ
ہو رہی ہیں " ـــــ کیپٹن حمید نے اندر داخل ہوتے ہوتے مسکرا

" تعریف کا شکریہ " ـــــ متاشا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
وہ دونوں آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

" یقین کرو متاشا۔ کل تم سے ملاقات نہیں ہوئی تو میرا ایک ایک
لمحہ انتہائی بے چینی اور اضطراب میں گزرا ہے۔ سچ ہے تم نے مجھ پر
جادو کر دیا ہے " ـــــ کیپٹن حمید نے بڑے رومانٹک لہجے میں ک
اور متاشا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کے مترنم قہقہے سے
فضا میں جلترنگ سی بج اٹھی تھی۔

" مجھے معلوم ہے۔ میرا اپنا بھی یہی حال تھا۔ لیکن کیا کرتی مجبوری
ہز ہائی نس کنگ آف سائی لینڈ کا حکم تھا۔ کہ پرنس آف ڈھم
کا استقبال پورے شاہی خاندان نے کرنا ہے " ـــــ متاشا۔
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" پرنس آف ڈھمپ ـــــ کیا مطلب " ـــــ کیپٹن حمید۔
بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" اوہ ـــــ کیا تم پرنس کو جانتے ہو۔ بے حد وجیہہ اور باوقار پرنس
ہے۔ یقین کرو کیپٹن حمید۔ اسے دیکھ کر مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ پرنس
ہوتے ہیں۔ حالانکہ میرا اپنا تعلق شاہی خاندان سے ہے۔ مگر جو وجاہت
اور مردانہ وقار پرنس آف ڈھمپ میں تھا۔ ایسی وجاہت اور وقار
میں نے آج تک کسی مرد میں نہیں دیکھا " ـــــ متاشا جذبات میں بولتی
چلی گئی۔ جب کہ کیپٹن حمید کا چہرہ مسلسل رنگ بدلے چلا جا رہا تھا اس
کے ذہن میں دھماکے ہونے لگ گئے تھے۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا۔
کہ عمران ہی اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلاتا ہے۔

" اچھی طرح جانتا ہوں اس رنگے سیار کو " ـــــ کیپٹن حمید نے
غصیلے لہجے میں کہا تو متاشا بے اختیار چونک پڑی۔

" کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو۔ کس کے متعلق کہہ رہے ہو " ـــــ
متاشا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا تم نے واقعی پرنس آف ڈھمپ کہا ہے " ـــــ کیپٹن حمید نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ کیوں۔ تم یہ نام سنتے ہی اس قدر سنجیدہ کیوں ہو گئے ہو " ـــــ
متاشا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ پرنس آف ڈھمپ یہاں آیا تھا۔ پلیز مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ
بے حد ضروری ہے " ـــــ کیپٹن حمید نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ارے آخر اس میں اس قدر سنجیدہ ہونے کی کیا بات ہے۔ شاہی
مہمان تو اکثر آتے جاتے رہتے ہیں " ـــــ متاشا کیپٹن حمید کے اس
غیر متوقع ردعمل پر بے حد حیران نظر آرہی تھی۔

"پلیز متاشا ڈیئر۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ پرنس آف ڈھمپ اصل
ہے۔ بہت بڑا فراڈ ہے۔ میں تمہیں بعد میں پوری تفصیل بتاؤں گا۔"
کیپٹن حمید نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

"فراڈ ——— ارے نہیں کیپٹن حمید۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ڈھمپ
ریاست کوہ ہمالیہ کے دامن میں ہے۔ آزاد ریاست ہے۔ لیکن انتظ
طور پر تمہارے ملک کافرستان کے تحت آتی ہے۔ حکومت کافرستا
کی طرف سے پرنس آف ڈھمپ کے سائی لینڈ کے سرکاری دور
پر آنے کی باقاعدہ سرکاری اطلاع آئی۔ جس کی ہمارے شاہی دف
نے تصدیق کی۔ چنانچہ پرنس آف ڈھمپ کا شاہی مہمان کے طور پر استقب
کیا گیا۔ وہ اپنے باڈی گارڈوں کے ساتھ چارٹرڈ طیارے پر شاہی ہو
اڈے پر پہنچے۔ وہاں انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ پھر وہ شاہی محل
تشریف لائے۔ جہاں ہز ہائی نس کنگ نے بذاتِ خود معزز مہمان کا
استقبال کیا۔ ان کے درمیان رسمی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد شا
کو پرنس کے اعزاز میں کنگ نے شاہی دعوت دی۔ میں بھی اس دعو
میں شامل تھی۔ پرنس سے ملاقات ہوئی۔ پرنس بے حد خوب صورت
باتیں کرتے ہیں۔ ویسے پرنس کافی دیر تک ایک کافرستانی سائنسدا
ڈاکٹر ہیرلیش سے باتیں کرتے رہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ پرنس کی فرمائش
پر ڈاکٹر ہیرلیش کو خصوصی طور پر اس دعوت میں بلوایا گیا تھا۔ پرنس کا
باقاعدہ یہاں ایک ہفتہ ٹھہرنے کا پروگرام تھا۔ لیکن آج صبح حکومت
کافرستان کی طرف سے ایک سرکاری اطلاع آگئی۔ کہ پرنس کے
والد کنگ آف ڈھمپ اچانک شدید بیمار ہوگئے ہیں اور انہوں نے

بس کو طلب کیا ہے۔ چنانچہ پرنس کو ہنگامی طور پر دورہ منسوخ کر کے
ری طور پر واپس جانا پڑا۔ وہ آج صبح آٹھ بجے چارٹرڈ طیارے سے
اپس کافرستان چلے گئے ہیں" ——— متاشا نے پوری تفصیل بتاتے
دئے کہا۔ اور کیپٹن حمید نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر
پکڑ لیا۔

"اوہ اوہ۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ کہ وہ اتنا بڑا فراڈ کرے گا۔
ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ" ——— کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے
کہا اور ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا۔ کیسا فراڈ۔ کیا کہہ رہے ہو" ——— متاشا
نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"متاشا ڈیئر۔ کیا بتاؤں تمہیں۔ یہ ڈھمپ وغیرہ سب فراڈ ہے۔ اس
نام کی کسی ریاست کا دنیا میں سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ یہ
شخص علی عمران اپنے آپ کو فرضی طور پر پرنس آف ڈھمپ کہلاتا ہے۔
یہ دراصل پاکیشیا کا رہنے والا ہے۔ اور وہاں کی سیکرٹ سروس کے
لئے کام کرتا ہے۔ سائی لینڈ اور کافرستان نے خفیہ طور پر یہاں
سائنس لیبارٹریاں قائم کی ہوئی ہیں۔ جن کا انچارج کافرستان کا
سائنس دان ڈاکٹر ہیرلیش ہے۔ یہ علی عمران ڈاکٹر ہیرلیش کو قتل اور ان
لیبارٹریوں کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اور میں اس لئے یہاں آیا تھا۔ کہ
اگر یہ شخص کانباک میں آئے تو میں اسے گولیوں سے اڑا دوں لیکن
میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ شخص باقاعدہ شاہی مہمان بن کر آئے
گا۔ اس نے یقیناً کنگ آف سائی لینڈ کو چکر دے کر لیبارٹریوں کے

بارے میں معلومات بھی حاصل کر لی ہوں گی۔ اور ڈاکٹر ہریش کو بلا کر ا
سے بھی معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔ چونکہ سب اُسے ایک شاہی مہ
اور غیر متعلق آدمی سمجھتے رہے ہوں گے۔ اس لئے اُسے سب کچھ معلوم
گیا ہو گا۔ چنانچہ راز کھلنے سے پہلے اس نے دورہ منسوخ کیا۔ اور
واپس چلا گیا" ___ کیپٹن حمید نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ حکومت کافرستان کیا
احمق ہے۔ جس نے سرکاری طور پر دورہ ارینج کیا ہے۔ نہیں۔ تمہیں
ضرور کوئی بڑی ہی غلط فہمی ہوئی ہے ڈیئر" ___ متاشا نے شدید
ترین حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا۔ جیسے اُسے
کیپٹن حمید کی بات پر ایک فی صد بھی یقین نہ آرہا ہو۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اب مجھے فوری طور پر کنگ اور اس ڈاکٹر ہریش
سے ملنا ہو گا۔ تاکہ معلوم کر سکوں کہ اس شخص نے ان سے کیا معلومات
حاصل کی ہیں" ___ کیپٹن حمید نے کہا۔

"کنگ کے سامنے یہ بات بھی نہ کہنا۔ سمجھ گئے۔ انہیں بہت جلد
غصہ آجاتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم خود کسی چکر میں پھنس جاؤ۔ اور ویسے
بھی کنگ کسی عام آدمی سے تو ملاقات ہی نہیں کرتے" ___ متاشا نے
کیپٹن حمید کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"انہیں مجھ سے ملنا پڑے گا متاشا۔ ورنہ یہاں ساری لیبارٹریاں
تباہ ہو جائیں گی۔ ساری لیبارٹریاں۔ سب کچھ ختم ہو جائے گا سب کچھ"
کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو چلو میرے ساتھ۔ میں تمہاری کنگ سے

ملاقات کرا دیتی ہوں۔ تمہاری حالت بتا رہی ہے کہ تم جو کچھ بھی کہہ رہے
ہو اس میں سنجیدہ بھی ہو۔ لیکن ......" متاشا نے کہا۔

"لیکن ویکن کے چکر میں مت پڑو متاشا۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ کیا تم
کنگ سے میری فون پر ملاقات کرا سکتی ہو" ___ کیپٹن حمید نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ۔ میں ٹرائی کرتی ہوں" ___ متاشا نے کہا اور میز پر
رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔

"یس ___ کنگ مینشن" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرنسز متاشا بول رہی ہوں۔ متاشا ہوٹل سے۔ ہم نے کنگ کے
نوٹس میں ایک انتہائی ضروری اور اہم ترین بات لانی ہے۔ ایسی بات
جس میں سائی لینڈ کا عظیم ترین مفاد پوشیدہ ہے۔ اس لئے ہماری
کنگ سے فون پر بات چیت کا انتظام کیا جائے" ___ متاشا نے
انتہائی باوقار لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر پرنسز" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور متاشا نے
رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
متاشا نے رسیور اٹھا لیا۔

"پرنسز متاشا سپیکنگ" ___ متاشا نے باوقار لہجے میں کہا۔

"کنگ مینشن سے بول رہا ہوں پرنسز۔ ہز ہائی نس کنگ بے حد
مصروف ہیں۔ ایک گھنٹے بعد بات ہو سکتی ہے" ___ دوسری طرف

سے کہا گیا۔ اور پرنسز متاشا نے منہ بنا کر او۔ کے کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔

" اب مجھے خود کوشش کرنی پڑے گی "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" خود ۔۔۔ کیا مطلب۔ جب کنگ نے مجھے وقت نہیں دیا تو تمہیں کیسے دیں گے "۔۔۔۔ متاشا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" مجھے کرنل فریدی کو فون کرنا پڑے گا "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا اور تیزی سے ریسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ متاشا نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

" پرنسز متاشا سپیکنگ "۔۔۔۔ متاشا نے کہا۔

" مینیجر بول رہا ہوں پرنسز۔ کیپٹن حمید صاحب کے لئے ان کے باس کرنل فریدی کی ایمرجنسی کال ہے "۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" او۔ کے "۔۔۔۔ متاشا نے کہا اور ریسیور کیپٹن حمید کی طرف بڑھا دیا۔

" کرنل فریدی سے بات کرو "۔۔۔۔ متاشا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جب سے کیپٹن حمید نے یہ فقرہ کہا تھا کہ کنگ سے بات کرنے کے لئے کرنل فریدی کو کہنا پڑے گا تب سے پرنسز متاشا کے چہرے پر معنی خیز سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ کیونکہ کیپٹن حمید نے جس لہجے اور انداز میں یہ فقرہ کہا تھا۔ اس سے متاشا بخوبی سمجھ گئی تھی کہ اصل آدمی کرنل فریدی ہی ہے۔ کیپٹن حمید نے صرف اس پر رعب جمانے کے لئے سارے

کارنامے اپنے کھاتے میں ڈال لئے ہیں۔

" یس ۔۔۔ کیپٹن حمید بول رہا ہوں "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تمہیں وہاں اس لئے بھیجا تھا کہ تم پرنسز متاشا کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھاتے رہو "۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" میرے آدمی کام کر رہے ہیں۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملی آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے جان بوجھ کر پرنس آف ڈھمپ والی بات کو گول کرتے ہوئے کہا۔ اس کا خیال تھا کہ کرنل فریدی جو کہ کافرستان بیٹھا ہوا ہے اُسے اس واقعے کی اطلاع ہی نہ ملی ہو گی۔ اس نے البتہ ہوٹل مینیجر سے بات کی ہو گی تو اس نے اُسے بتا دیا ہو گا کہ وہ پرنسز متاشا کے خاص کمرے میں موجود ہے۔

" اس کا مطلب ہے کہ تم قطعی نکما پن کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ میں تو یہ سوچ کر خوش ہو رہا تھا کہ تم نے پرنس آف ڈھمپ کو کور کرنے کے لئے خصوصی طور پر پرنسز متاشا سے تعلقات بڑھائے ہوں گے "۔۔۔۔ کرنل فریدی کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

" پرنس آف ڈھمپ ۔۔۔ کیا مطلب "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے پرنسز متاشا سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

" اپنے آدمیوں سمیت فوری طور پر ادترات پہنچو۔ عمران نے بڑی گہری چال چلی ہے۔ اس لئے مجھے تمہاری ناکامی کا کوئی افسوس نہیں ہے۔ اگر میں پہلے سے ہوشیار نہ ہوتا تو ڈاکٹر ہریش اس وقت تک

عمران کے ساتھیوں کے قبضے میں پہنچ چکا ہوتا۔ اور اس کے بعد ظاہر ہے۔
لیبارٹری میں گھسنا ان کے لئے کوئی مسئلہ نہ رہتا۔ جلدی پہنچو۔ میں وہاں
ہوٹل سی روز میں ہوں" ——— کرنل فریدی نے دوسری طرف سے سخت
لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کیپٹن حمید نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" کیا ہوا کیپٹن حمید" ——— پرنسز متاشا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" کچھ نہیں۔ اُسی عمران کا قصہ تھا۔ مجھے اب اپنے آدمیوں سمیت اوترات
جانا ہوگا۔ اب اجازت دو۔ اس کیس کے خاتمے کے بعد پھر ملاقات ہوگی"
کیپٹن حمید نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

" میں تمہارے ساتھ جاؤں گی کیپٹن حمید۔ میں ذاتی طور پر اس کیس میں
حصہ لینا چاہتی ہوں" ——— پرنسز متاشا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" ارے نہیں۔ یہ سرکاری مسئلہ ہے۔ تم اس میں کسی طرح بھی شامل
نہیں ہو سکتیں" ——— کیپٹن حمید نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ
ہی وہ تیزی سے مڑا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا کمرے کے بیرونی دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔

عمران جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں موجود جولیا۔ صفدر
کیپٹن شکیل اور تنویر چونک کر اُسے دیکھنے لگے۔ عمران نے نیوی بلیو کلر
کا خوب صورت سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور اس سوٹ میں وہ خاصا وجیہہ
لگ رہا تھا۔

" کیا ہوا" ——— جولیا نے سب سے پہلے پوچھا۔

" ابھی رزلٹ تو آؤٹ نہیں ہوا۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ لڑکا یا لڑکی کچھ
نہ کچھ تو بہر حال ہوگا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کرسی
گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ جولیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔

" خواتین سے بات کرنے کی تمیز بھی سیکھ لو" ——— تنویر نے انتہائی غصیلے
لہجے میں کہا۔

" ارے اتنی جلدی بولنے بھی لگ گیا ہے۔ کمال ہے۔ کیا تیز رفتار
زمانہ آگیا ہے۔ ورنہ پہلے تو ایک سال کی عمر میں اماں ابا کے الفاظ بھی

مشکل سے بولے جاتے تھے" ـــــ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ تو
صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ جب کہ تنویر کا چہرہ غصے کی شدت سے
قندھاری انار کی طرح سرخ پڑ گیا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ۔ ڈاکٹر ہریش نے کیا بتایا ہے"
اس بار جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر ہریش کرنل فریدی کی تحویل میں پہنچ گیا ہے۔ اور میری ساری
پلاننگ بھی ٹائیں ٹائیں فش ہو چکی ہے۔ خواہ مخواہ میں نے ادب آداب
کے چکر میں اپنے جبڑے بھی ٹیڑھے کئے۔ اگر مجھے پہلے سے اندازہ ہوتا کہ
ڈاکٹر ہریش کرنل فریدی کو اسی طرح ساری بات سے مطلع کر دے گا تو
کم از کم میں اس کنگ آف سائی لینڈ کو اصل کنگ بنا کر ہی واپس آتا"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر ہریش کرنل فریدی کی تحویل میں پہنچ گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔
عمران صاحب" ـــــ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ کیا کہتے ہیں۔ استادی داؤ دکھا گیا کرنل فریدی۔ میں سمجھا تھا
کہ اُسے ان ساری باتوں کا علم نہیں ہے۔ اس لئے کافرستان میں
مست بیٹھا ہوا ہے اور حفظ ماتقدم کے طور پر اس نے کیپٹن حمید کو
کانیاک بھجوا دیا ہے۔ اس لئے میں نے بالا ہی بالا کام نکلوانے کی کوشش
کی۔ لیکن کرنل فریدی کو معلوم تھا کہ اصل مہرہ ڈاکٹر ہریش ہے۔ چنانچہ
اس نے ڈاکٹر ہریش کو پہلے ہی بریف کر رکھا تھا کہ کسی بھی غیر معمولی
واقع کی اُسے براہِ راست اطلاع دی جائے۔ چنانچہ جب کنگ آف
سائی لینڈ نے میرے کہنے پر اُسے فوری طور پر طلب کیا تو اُسے معلوم نہ

ہو سکا کہ کیوں اُسے اس طرح اچانک کال کیا جا رہا ہے۔ وہاں شاہی دعوت
میں گو میں نے باتوں ہی باتوں میں اُسے کریدنے کی کافی کوشش کی۔
لیکن ظاہر ہے۔ کھل کر باتیں نہ ہو سکتی تھیں۔ لیکن بہر حال میں اس سے یہ
اشارہ حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ لیبارٹری ادترات کے شمال
میں واقع پہاڑی سلسلہ تازان میں ہے۔ چونکہ میں پہلے ہی تم لوگوں کو
ہدایات دے چکا تھا کہ تم واپسی میں اس کی نگرانی کرنا۔ اس لئے میں
مطمئن تھا کہ واپسی میں تم تازان میں اس کے اترنے کی صحیح جگہ کا اندازہ
لگا لو گے۔ اس طرح لیبارٹری کا محل وقوع سامنے آ جائے گا۔ لیکن ڈاکٹر
ہریش نے صبح روانگی سے پہلے کرنل فریدی سے رابطہ قائم کیا ہو گا۔
اور ظاہر ہے کرنل فریدی پرنس آف ڈھمپ کا نام سنتے ہی ساری
بات سمجھ گیا ہو گا۔ چنانچہ اس نے ڈاکٹر ہریش کو واپس لیبارٹری جانے
کی بجائے بردما جانے کا کہہ دیا۔ نتیجہ یہ کہ تم ادترات میں بیٹھے اس کا
انتظار کرتے رہ گئے" ـــــ عمران نے سنجیدگی سے پوری تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے علم ہوا کہ ڈاکٹر ہریش نے کرنل فریدی سے رابطہ
قائم کیا ہے اور وہ واپسی میں بردما پہنچ گیا" ـــــ صفدر نے پوچھا۔

"میں جب بحیثیت پرنس آف ڈھمپ سائی لینڈ سے واپس گیا۔
تو میں نے بردما میں طیارہ چھوڑ دیا۔ اور طیارہ جوزف اور جوانا کو لے
کر آگے چلا گیا۔ میرا پروگرام تھا کہ میں یہاں رات ٹھہر کر دوسرے
روز میک اپ میں سائی لینڈ پہنچ کر تم سے رابطہ کروں گا تو میں نے
وہاں ہوٹل جاتے ہوئے ایک کار میں ڈاکٹر ہریش کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔

میں نے کوشش کی کہ اس کے پیچھے ٹیکسی ڈال کر اُسے چیک کر دوں ۔ لیکن ٹریفک نظام کی وجہ سے جب میری ٹیکسی گھوم کر وہاں پہنچی جہاں میں نے ڈاکٹر ہریش کی کار دیکھی تھی تو وہ غائب ہو چکی تھی ۔ چنانچہ میں کافی دیر تک اُسے تلاش کرنے کے بعد جب واپس ہوٹل پہنچا تو میں نے وہی کار وہیں کھڑے دیکھی ۔ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہ کار ہوٹل کی ملکیت ہے اور ڈاکٹر ہریش کو ائیر پورٹ چھوڑنے گئی تھی ۔ مزید معلومات پر پتہ چلا کہ ڈاکٹر ہریش صبح یہاں پہنچا ہے اور یہاں سے اس نے کافرستان کرنل فریدی سے بات کی ہے ۔ اور اب وہ واپس گیا ہے ۔ میں نے اس اڈے سے معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر ہریش چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان گیا ہے" ـــــ عمران نے مزید تفصیل بتائی تو سب کے چہرے بے اختیار لٹک گئے ۔

" لیکن اب تم تو یہ کہہ کر یہاں سے گئے تھے کہ تم اس لیبارٹری کا حتمی محل وقوع معلوم کرنے جا رہے ہو" ـــ جولیا نے کہا ۔

" ہاں ۔ ایک پوائنٹ تھا میرے ذہن میں ۔ ظاہر ہے لیبارٹری دو چار چیزوں سے تو نہیں بن سکتی ۔ اس کے لئے بے پناہ نازک مشینری کی سپلائی اور بہت کچھ طویل عرصے تک کرنا پڑتا ہے ۔ اس لئے میرا خیال تھا ۔ کہ یہاں ادترات میں لازماً کوئی نہ کوئی ایسی کمپنی مل جائے گی ۔ جس نے اس لیبارٹری کے لئے مقامی لیبر مہیا کی ہو گی ۔ کیونکہ باہر سے لیبر منگوانے سے معاملات آؤٹ بھی ہو سکتے ہیں ۔ اس لئے اکثر ایسی لیبارٹریوں کی تعمیر کے لئے مقامی لیبر پر ہی انحصار کیا جاتا ہے ۔ بہت بھاگ دوڑ کے بعد آخر کار میں نے ایک کمپنی ڈھونڈ ہی نکالی ـــــ لیکن معلوم ہوا

کہ وہ کمپنی ختم ہو چکی ہے ۔ اور اس کا کرتا دھرتا ایکریمیا مستقل طور پر شفٹ ہو چکا ہے ۔ البتہ اس کے ایک اسسٹنٹ کا پتہ چل گیا ہے ۔ اس کی تلاش ایک آدمی کے ذمہ لگا آیا ہوں ۔ اگر وہ مل گیا تو شاید صورت حال واضح ہو جائے" ـــــ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

" لیکن اب جب کہ کرنل فریدی کو سارے حالات کا علم ہو چکا ہے ۔ تو پھر وہ لازماً اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کھل کر سامنے آجائے گا ۔ پھر......" تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" لازمی بات ہے ۔ یہ اچھا ہوا کہ تم نے مجھے یہ بات یاد دلا دی ۔ ہم سب یہاں سیاحت کے لئے آئے ہوئے ہیں ۔ ہمارے پاسپورٹ اصل ہیں اور ہم ہیں بھی اصل حلیوں میں ۔ ظاہر ہے اب کرنل فریدی اپنی زیرو فورس کے ساتھ یہاں پہنچ جائے گا یا اب تک پہنچ گیا ہو گا ۔ چونکہ کنگ آف سائی لینڈ اس معاملے میں کافرستان کے ساتھ ہے ۔ اس لئے ہماری اور کرنل فریدی کی پوزیشن میں فرق ہو گا ۔ اس لئے جو کچھ بھی ہو ۔ ہمیں بہرحال اس بات پر اڑے رہنا ہے کہ ہم یہاں سیاحت کے لئے آئے ہیں" ـــــ عمران نے کہا ۔ اور سارے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

" تم کنگ آف سائی لینڈ سے اصل حلیے میں ملے تھے" ـــــ جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا ۔

" نہیں ۔ ورنہ تو کنگ مجھے ایک لمحے میں گولی مارنے کا حکم دے دیتا ۔ اور یہاں تو کوئی ایسی عدالت بھی نہیں جو کنگ کے خلاف کوئی

حکم دے سکے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ کمرہ چونکہ عمران کے نام بک تھا اس لئے عمران نے ہی رسیور اٹھایا تھا۔

"سیاحت میں ابن بطوطہ کی آٹھویں نسل کا نمائندہ علی عمران بول رہا ہوں" ___ عمران نے کہا۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں عمران" ___ دوسری طرف سے کرنل فریدی کی پتھر کی طرح سپاٹ آواز سنائی دی۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیر گئی۔

"یہ بولنے کا کام تو جناب مقررین وکیلوں اور ایسے ہی دوسرے پیشوں کے لوگوں سے متعلق ہے۔ کرنل تو حکم دیا کرتے ہیں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اسی ہوٹل کے کمرہ نمبر ایک سو آٹھ میں موجود ہوں۔ آجاؤ تاکہ تم سے کچھ کھل کر باتیں ہو جائیں" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"لو بھئی۔ آن پہنچی وہ قیامت کی گھڑی جس کا انتظار تھا۔ اب سنو دھمکیاں اور بھگتو" ___ عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہم آپ کے ساتھ جائیں گے" ___ جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور باقی ساتھی بھی سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے ارے۔ کرنل فریدی نے دعوت نہیں کھلانی۔ دھمکیاں دینی

ہیں" ___ عمران نے چونک کر کہا۔

"کچھ بھی ہو ہم ساتھ جائیں گے" ___ جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ اگر تم دھمکیاں سننے کے لئے اتنے ہی ترس رہے ہو تو آؤ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ بغیر اشد ضرورت کے تم میں سے کسی نے بولنا نہیں" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک منزل اوپر کمرہ نمبر ایک سو آٹھ کے سامنے موجود تھے۔ عمران نے بند دروازے پر دستک دی۔

"کم ان" ___ اندر سے کرنل فریدی کی بارعب آواز سنائی دی۔ اور عمران دروازہ دھکیل کر کھولتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اوہ تو جناب کیپٹن حمید صاحب بھی یہاں موجود ہیں۔ بہت خوب۔ یک نہ شد دو شد" ___ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی اونچی آواز میں کہا۔ عمران کے پیچھے جولیا۔ صفدر۔ کیپٹن شکیل اور تنویر کو داخل ہوتے دیکھ کر کرنل فریدی کے چہرے پر قدرے حیرت کے تاثرات نمودار ہوئے۔ مگر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور ظاہر ہے۔ اس کے اٹھنے پر کیپٹن حمید کو بھی اٹھنا پڑا۔

"واہ۔ یہ ملک تو واقعی عوامی ہے۔ جہاں عام لوگوں کا استقبال کرنل اور کیپٹن کھڑے ہو کر کرتے ہیں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں خاتون کے استقبال کے لئے احتراماً کھڑا ہوا ہوں۔ آیئے مس جولیا۔ تشریف رکھئے۔ اور آپ حضرات بھی۔ رسمی تعارف کی ضرورت تو نہیں ہے" ___ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سیاحت کا جدِ امجد ابن بطوطہ خواہ مخواہ اکیلا سیاحت کرتا رہا۔

"اگر وہ بھی کسی خاتون کو ساتھ رکھ لیتا تو یقیناً اُسے بھی اتنی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا" ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بڑے بے تکلفانہ انداز میں کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"میں نے تمہیں یہ تو نہیں کہا تھا کہ تم سب کو یہاں آنے کی تکلیف دو" کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تکلیف۔ کمال ہے۔ اتنے شاندار ہوٹل میں تکلیف کیسی۔ لفٹ نے ایک لمحے میں یہاں پہنچا دیا" ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی بھی مسکرا دیا۔

"تم جس انداز میں کنگ آف سائی لینڈ کے شاہی مہمان بنے تھے۔ یہ انداز مجھے واقعی پسند آیا ہے۔ میں تمہیں اس کامیاب ڈرامے پر مبارکباد دینا چاہتا ہوں" ـــــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آخر آپ کا مرید خاص ہوں" ـــــــ عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیپٹن حمید کے ارادے اس بار تمہارے متعلق بے حد جارحانہ تھے اس کے آدمی تو ہوائی اڈے۔ اور دوسری جگہوں پر تمہارا انتظار کرتے رہے۔ اگر تم یہ ڈرامہ نہ کھیلتے تو شاید اس بار کیپٹن حمید کی جارحیت کے شکار ہو ہی جاتے" ـــــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"کیپٹن حمید کے لئے تو جان حاضر ہے۔ صاحب حکم فرمائیں تو گردن کاٹ کر ان کی ہتھیلی پر رکھ دوں" ـــــــ عمران نے ذو معنی لہجے میں کہا۔ اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے تصور ہی نہ تھا کہ تم اتنا بڑا فراڈ کرو گے" ـــــــ کیپٹن حمید نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میں بھی سوچتا تھا کہ آخر اتنے طویل عرصے تک تم ایک ہی جماعت میں کیوں اٹکے ہوتے ہو۔ میرا مطلب ہے۔ کپتانی سے آگے ہی نہیں بڑھ رہے۔ آج معلوم ہوا ہے۔ کہ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ قدرت نے اتنا ہی ذہن دیا ہے۔ ورنہ یہی بات کرنل فریدی نے دوسرے انداز میں کہی ہے۔ اس لئے تو وہ کرنل ہیں" ـــــــ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ تو کیپٹن حمید کے ہونٹ بھنچ گئے۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"اب رسمی باتیں ہو چکیں۔ اب چونکہ تم اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے ہی آئے ہو۔ تو بہتر ہے کہ ان کے سامنے کھل کر بات ہو جائے۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ تمہیں کس کس بات کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے پرانی باتیں دوہرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم نے ڈاکٹر ہیریش سے یہ بھی معلوم کر لیا ہے۔ کہ جس لیبارٹری میں زیرو بلاسٹ کے فارمولے پر کام ہو رہا ہے۔ وہ کہاں واقع ہے۔ اور تمہاری اب یقیناً یہ کوشش ہو گی کہ تم اس لیبارٹری کو تباہ کر دو۔ اور یہ بات بھی تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اس لیبارٹری میں کافرستان کا مفاد بھی وابستہ ہے۔ اس لئے میں یہ کبھی نہ چاہوں گا۔ کہ تم اس لیبارٹری کے قریب بھی پھٹک سکو۔ میں اگر چاہتا تو کنگ آف سائی لینڈ سے سرکاری طور پر یہ بات کر کے یہاں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی نشاندہی کر دیتا۔ اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہاں کس قسم کا نظام حکومت ہے اور یہ لوگ کس طرح کنگ کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ تم سے براہِ راست بات کر کے تمہیں اس بات پر آمادہ کر لوں کہ تم اب اس فارمولے اور لیبارٹری کا خیال چھوڑ کر واپس

چلے جاؤ۔ اس میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی بہتری ہے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ نے یہ فارمولا کہاں سے اور کس طرح حاصل کیا ہے۔ اور آپ جیسے با اصول آدمی کو تو پہلے ہی اس مشن میں شرکت سے انکار کر دینا چاہیئے تھا۔ بہرحال اسے چھوڑیئے۔ آپ نے یہ فارمولا حاصل کر لیا۔ صرف اس لئے کہ آپ کی حکومت ایسا چاہتی تھی۔ لیکن اب آپ اپنے آپ کو میری جگہ رکھ کر سوچیں اور پھر مجھے بتائیں کہ کیا میں آپ کا یہ ہمدردانہ مشورہ قبول کر سکتا ہوں یا نہیں"۔۔۔۔ عمران نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھی خاموشی سے ان دو عظیم جاسوسوں کے درمیان ہونے والی یہ گفتگو سن رہے تھے۔ ان کے چہروں پر عجیب سے تاثرات تھے۔

"دیکھو عمران۔ اگر میرا ملک زیرو بلاسٹ تیار کر لے گا تو اس سے کیا فرق پڑے گا۔ میں نے فارمولا ہی حاصل کیا ہے۔ اس لیبارٹری اور وہاں کے سائنسدانوں کو تو ختم نہیں کیا۔ حالانکہ اگر میں چاہتا تو ایسا آسانی سے کر سکتا تھا"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"تو آپ وہ فارمولا مجھے واپس کر دیں۔ پھر اپنی حکومت سے کہیں کہ وہ میری حکومت سے درخواست کرے کہ اُسے بھی زیرو بلاسٹ مشن میں شامل کر لیا جائے۔ میں بھی اپنی حکومت سے سفارش کر دوں گا۔ اس طرح ہو سکتا ہے۔ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ زیرو بلاسٹ تیار ہو گا اور ضرور ہو گا۔ یہ

آخری اور قطعی فیصلہ ہے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کوشش کر دیکھئے۔ میں نے آپ کو روکا تو نہیں جہاں تک میرا اور میرے ساتھیوں کا تعلق ہے۔ ہم سیاح ہیں۔ ہمارے پاس بین الاقوامی ٹورزم کے پاسپورٹ ہیں۔ ہم اصل ناموں سے یہاں آئے ہیں۔ اور جہاں تک پرنس آف ڈھمپ کا تعلق ہے۔ وہ جانے اور کنگ آف سائی لینڈ جانے۔ ہم تو یہاں سیاحت کر کے واپس چلے جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے پہلے ہی تم سے یہی توقع تھی۔ میں نے بہرحال حجت پوری کر دی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ بھی ہو گا۔ اس کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہو گی"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"اس مہربانی کا بے حد شکریہ۔ لیکن میں نے تو سنا تھا کہ کافرستان والے بڑے مہمان نواز ہوتے ہیں۔ مگر آپ نے تو جھوٹے منہ بھی نہیں پوچھا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بھی مسکرا دیا۔

"اوہ۔ واقعی میں شرمندہ ہوں"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔ اور میز پر رکھے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"بس رہنے دیجئے۔ اس مہمان نوازی کا بے حد شکریہ۔ ویسے میرا ایک مشورہ ہے کہ آپ کیپٹن حمید صاحب کے گالوں پر کالا نشان ضرور لگا دیں۔ تاکہ نظر بد سے بچ جائے۔ خدا حافظ"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور مڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران کو آپ لوگ سمجھائیں۔ اس میں آپ سب کی بہتری ہے"۔۔۔۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے اٹھتے ہی کرنل فریدی نے بھی

اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"جی بہتر۔ ضرور سمجھائیں گے کرنل صاحب۔ تاکہ کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ اتنی قیمتی لیبارٹری تباہ ہونے کی بجائے مسئلہ حل ہو جائے۔ خدا حافظ"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"خدا حافظ"۔۔۔ کرنل فریدی نے الفاظ کو معنی خیز انداز میں لمبا کھینچ کر بولتے ہوئے کہا۔ اور جولیا اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا۔ جیسے کرنل فریدی کی بجائے ان کی تقدیر انہیں ایسا کہہ رہی ہو۔

ادھر امارات کے شمالی پہاڑی سلسلے میں انتہائی گھنا جنگل واقع تھا۔ چونکہ یہاں معمول سے کچھ زیادہ ہی بارشیں ہوتی تھیں۔ ان بارشوں کی کثرت کی وجہ سے اس علاقے میں نہ صرف انتہائی گھنا جنگل تھا بلکہ یہاں کی آب و ہوا بھی انتہائی مرطوب تھی۔ جنگل کے عین درمیان میں گھنے درختوں سے ڈھکا ہوا ایک چھوٹا سا کیبن موجود تھا۔ جس کی کھڑکیوں پر لوہے کی مضبوط سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ اس کے اکلوتے دروازے کے باہر جیل کے دروازے کی طرح لوہے کی مضبوط سلاخوں کا دروازہ بنا ہوا تھا۔ کیبن کی کھڑکیوں پر سیاہ پردے پڑے ہوئے تھے۔ اس لئے روشنی کی ایک کرن بھی باہر نہ جا رہی تھی۔ اور باہر سے اس کیبن کا وجود عدم وجود برابر ہی تھا۔ حالانکہ کیبن کے اندر روشنی تھی۔ اور کرنل فریدی ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے بڑی سی مشین موجود تھی۔ جس میں مختلف رنگوں کے بٹنوں کے کئی سیٹ لگے ہوئے تھے۔

اور نچلے حصے میں مستطیل شکل کی جالی تھی۔ اس کیبن سے کافی دور ہٹ کر ایک اور بڑا سا کیبن تھا۔ جو فی الوقت بند پڑا ہوا تھا۔ کرنل فریدی کی زیرو فورس کے آدمی جنگل میں کیبن کے گرد تقریباً ایک میل کے محیط میں جگہ جگہ چھپے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ درختوں میں ایسے آلات بھی چھپا کر رکھے گئے تھے جو وسیع رینج میں آنے والے ہر ذی روح کو سکرین پر ظاہر کر دیتے تھے۔ یہ کیبن تو یہاں پہلے کا بنا ہوا تھا۔ البتہ یہ تمام حفاظتی انتظامات کرنل فریدی نے اپنے طور پر کئے تھے۔ لیبارٹری جو زیر زمین تھی۔ اس کے باقی تمام راستے بند کر دیئے گئے تھے اور صرف یہی ایک راستہ رکھا گیا تھا جو اس کیبن سے ہو کر گزرتا تھا۔ کرنل فریدی کو معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس لیبارٹری کے اندر گھسنے کی پلاننگ کریں گے۔ اور اس نے یہ تمام انتظامات انہیں روکنے اور پکڑنے کے لئے کر رکھے تھے۔ گو زیرو فورس کے چند ارکان اوترات شہر میں بھی موجود تھے۔ اور وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کر رہے تھے۔ لیکن ان کی طرف سے مسلسل یہی رپورٹ مل رہی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی اوترات کی سیاحت میں مصروف ہیں۔ لیکن کرنل فریدی جانتا تھا کہ اگر سطح پر سکون ہے تو اندر موجیں تلاطم خیز ہوں گی۔ اور آج شام اسے اچانک اطلاع ملی۔ کہ عمران اور اس کے ساتھی پراسرار طور پر ہوٹل سے غائب ہو گئے ہیں۔ تو وہ سمجھ گیا کہ آج رات وہ لیبارٹری میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے وہ بڑے چوکنے انداز میں کرسی پر بیٹھا سکرین پر نظر آنے والے مناظر کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے جس انداز میں

انتظامات کئے تھے۔ ان انتظامات کے تحت عمران اور اس کے ساتھیوں کا اس جنگل میں داخل ہو جانے کے بعد بچ نکلنا ناممکن تھا۔ زیرو فورس کے پاس مشین گنوں کی بجائے دور مار پوائنٹ گنیں تھیں۔ جن میں سے نکلنے والے پوائنٹرز ایک لمحے میں آدمی کو بے ہوش کر دیتے تھے۔ پوائنٹ گنوں پر نائٹ ٹیلی سکوپس فٹ تھیں۔ مخصوص ساخت کے لنڈ فریکونسی ٹرانسمیٹر بھی ان کے پاس موجود تھے گو کیپٹن حمید نے ان پوائنٹ گنوں پر بے حد شور مچایا تھا۔ اس کا اصرار تھا کہ عمران اس کے ساتھیوں کو درندوں کی طرح بھون کر رکھ دیا جائے۔ لیکن کرنل فریدی نے اسے یہ کہہ کر خاموش کرا دیا تھا کہ وہ ہرنوں کی ڈار کی طرح اکٹھے جنگل میں داخل نہ ہوں گے۔ اس لئے اگر ایک بار بھی فائرنگ کی آواز ان میں سے کسی کے کانوں میں پڑ گئی تو ان کا سارا حفاظتی نظام یک لخت فیل ہو کر رہ جائے گا۔ اس دلیل پر کیپٹن حمید خاموش ہو گیا تھا۔ لیکن کرنل فریدی نے دراصل یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی بجائے طویل بے ہوشی کا شکار کر کے انہیں اس وقت تک قید میں رکھے گا جب تک ڈاکٹر ہریش اس فارمولے کو مکمل نہیں کر لیتا۔ ڈاکٹر ہریش کو اس نے زیادہ سے زیادہ کام کرنے اور جلدی سے جلدی فارمولا مکمل کرنے کے لئے کہہ دیا تھا اور ڈاکٹر ہریش نے بھی حالات کے مطابق کرنل فریدی سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر اس فارمولے کو اس لیبارٹری کے اندر اس حد تک مکمل کر لے گا کہ اس کے بعد اس سے ہتھیار کافرستان کی کسی بھی لیبارٹری میں آسانی سے تیار کئے جا سکیں گے۔ اس لئے مسئلہ صرف ایک ہفتے

تک عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے کا تھا۔ اور کرنل فریدی کو یقین تھا
کہ وہ ایسا کر لے گا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی جگہ پوری طرح مطمئن تھا کیپٹن
حمید کو اس نے پھر بھی احتیاطاً لیبارٹری کے اندر بھجوا دیا تھا تاکہ اگر کسی طرح
بھی عمران یا اس کا کوئی ساتھی اندر پہنچ بھی جائے تو کیپٹن حمید اُسے کور کر
سکے۔ رات آہستہ آہستہ گزرتی جا رہی تھی۔ کہ اچانک مشین کے نچلے حصے
سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں ابھریں تو کرنل فریدی چونک کر سیدھا ہو
اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

" رمیش بول رہا ہوں۔ پوائنٹ تھری سے "___ ایک آواز ابھری۔

" یس ___ کیا رپورٹ ہے "___ کرنل فریدی نے کہا۔ چونکہ
یہ مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس لئے اس میں بار بار اوور کہنے کی
ضرورت پیش نہ آتی تھی۔

" پوائنٹ تھری کی ابتدا میں عمران صاحب بڑے محتاط انداز میں آگے
بڑھتے نظر آ رہے ہیں "___ رمیش نے کہا۔

" اوہ۔ کتنے فاصلے پر ہے "___ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

" ابھی رینج سے دور ہیں۔ ان کے جسم پر سیاہ لباس ہے۔ کمر پر
ایک تھیلا بھی ہے۔ نائٹ ٹیلی سکوپ نے انہیں چیک کر لیا ہے۔ وہ
اس قدر محتاط ہیں کہ مجھے بھی اتفاقاً ہی نظر آ گئے ہیں "___ رمیش نے
جواب دیا۔

" ہونا بھی چاہیئے۔ اس کا کوئی اور ساتھی۔ وہ لازماً اکیلا نہ ہوگا "___
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" فی الحال تو اکیلے ہی ہیں "___ رمیش نے جواب دیا۔

" انتہائی محتاط رہنا۔ اس کی ہزار آنکھیں ہیں۔ پھر جیسے ہی وہ رینج میں
آئے انتہائی مہارت سے اس پر پوائنٹر فائر کر دینا "___ کرنل فریدی
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں جانتا ہوں جناب "___ رمیش نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ
ہی ٹوں ٹوں کی آوازیں دوبارہ سنائی دینے لگیں۔ اور کرنل فریدی نے
ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔ ظاہر ہے رمیش کو انتہائی محتاط رہنا تھا۔
اس لئے وہ مسلسل بات نہ کر سکتا تھا۔ ابھی اس نے بٹن آف کیا ہی تھا
کہ دوسرے کونے سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ کرنل
فریدی نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس طرف کا بٹن دبا دیا۔

" سکندر بول رہا ہوں۔ پوائنٹ سیون سے دو آدمی مجھے انتہائی
محتاط انداز میں رینگ کر آگے آتے دکھائی دے رہے ہیں۔ ان کے
جسموں پر سیاہ لباس ہیں۔ اور کمر پر تھیلے بندھے ہوئے ہیں "___
سکندر کی آواز سنائی دی۔ اور کرنل فریدی نے اُسے بھی انتہائی محتاط
رہتے ہوئے ان پر پوائنٹ گن فائر کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر پوائنٹ فائیو
سے بھی ایک عورت کے آگے بڑھنے کی اطلاع ملی۔ اور کرنل فریدی سمجھ
گیا کہ یہ جولیا ہوگی۔ اب عمران کے ساتھیوں میں سے ایک باقی رہ
گیا تھا۔ اور چند لمحوں بعد پوائنٹ ٹو سے اس کے نظر آنے کی بھی اطلاع
مل گئی۔ اور کرنل فریدی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس کے انتظامات کارگر
ثابت ہوئے تھے۔ اور اب عمران اور اس کے سارے ساتھی ان انتظامات
کے تحت شکار ہونے والے تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد اُسے یکے بعد دیگرے
کامیابی کی رپورٹیں ملنے لگ گئیں۔ جب آخری اطلاع ملی تو کرنل فریدی

نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ وہ بہرحال اپنے مقصد میں کامیاب
ہو گیا تھا۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار انتہائی کامیابی
سے کر لیا تھا۔ چونکہ وہ سب پوائنٹ گنوں کی وجہ سے طویل بے ہوشی
کا شکار ہو چکے تھے۔ اس لئے کرنل فریدی نے سب کو کیبن میں لے آنے
کا حکم دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سارا سیٹ اپ سمیٹ لئے جانے کا
بھی کہہ دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران اور اس کے ساتھی زیرو فورس
کے آدمیوں کے کندھوں پر لدے کیبن میں پہنچ چکے تھے۔ کرنل فریدی نے
ان سب کو کیبن میں ایک طرف بنی ہوئی مخصوص جگہ پر لٹا دینے کا حکم دیا
"رمیش میک اپ چیکنگ مشین لے آؤ۔ اور ان سب کا میک اپ
چیک کرو" ---- کرنل فریدی نے اچانک کسی خیال کے تحت کہا۔ تو
رمیش تیزی سے ایک کونے کی طرف بڑھا اور جدید میک اپ چیکنگ
مشین اٹھا کر اس نے باری باری ان سب کی چیکنگ شروع کر دی۔
کرنل فریدی بغور مشین کا رزلٹ دیکھ رہا تھا۔ جب چیکنگ مشین
نے ان سب کے چہروں پر میک اپ نہ ہونے کا واضح رزلٹ دے
دیا تو کرنل فریدی نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔
"اب کیپٹن حمید کو بھی بلا لیا جائے۔ اب اس کا لیبارٹری میں رہنا
فضول ہے" ---- کرنل فریدی نے کہا اور میز پر رکھے انٹرکام نما
فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر واضح کامیابی کے تاثرات
پوری طرح نمایاں تھے۔

عمران اور تنویر تیز تیز قدم اٹھاتے ایک تنگ سی گلی میں آگے بڑھے
چلے جا رہے تھے۔ تنویر بار بار مڑ کر پیچھے دیکھ رہا تھا۔ اور پھر گلی کے
اختتام پر وہ دونوں تیزی سے سائیڈ میں ہو کر رک گئے۔
"خیال رکھنا۔ آواز بھی نہ نکلے اور ختم بھی نہ ہو جائے" ---- عمران
نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔
"فکر نہ کرو" ---- تنویر نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔ چند لمحوں میں گلی
میں تیز تیز قدموں سے کسی کے چلنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ عمران اور
تنویر دونوں دیوار کے ساتھ پشت لگائے ساکت کھڑے ہوئے تھے۔
قدموں کی آواز قریب سے قریب تر آتی چلی جا رہی تھی۔ اور اس کے
ساتھ ساتھ ان کے اعصاب پر بھی دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ قدموں کی آواز
گلی کے قریب آ کر یک لخت رک گئی۔ اور دوسرے لمحے ایک آدمی نے
بڑے محتاط انداز میں اس طرف سر نکال کر جھانکا جس طرف تنویر اور

عمران موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ اس آدمی کی نظریں گلی میں گھوم کر دا
کنارے پر آتیں اور وہ ذہنی طور پر تنویر اور عمران کی موجودگی سے پو
طرح واقف ہوتا۔ تنویر بھوکے عقاب کی طرح جھپٹا اور دوسرے
وہ آدمی گھومتا ہوا اس کے سینے سے اس طرح آلگا کہ تنویر کا ایک ہا
اس کے منہ پر تھا اور دوسرا اس کے سینے کے اوپر والے حصے کے گرد
اس آدمی نے یک لخت تڑپ کر اپنے آپ کو چھڑانا چاہا۔ مگر پلک جھپکنے
بھی کم عرصے میں تنویر کے دونوں ہاتھ بجلی کی طرح مختلف سمتوں میں
اور اس آدمی کا جسم یک لخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ تنویر نے اس
منہ سے ہاتھ ہٹایا اور اُسے سینے سے لگا کر گھسیٹتا ہوا آگے کی طرف
کھسک گیا۔ جب کہ اس کی جگہ عمران نے لے لی۔ اب گلی میں مکمل خاموشی
تھی۔ لیکن وہ دونوں اُسی طرح چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ پھر گلی آ
جا کر قطعی بند ہو جاتی تھی۔ اور یہ اونچی اونچی بلڈنگوں کا ایسا عقبی حصہ
جہاں کوئی نہ آتا تھا۔ ہر طرف کوڑا کرکٹ ہی پھیلا ہوا تھا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ایک بار پھر گلی میں قدموں کی آواز ابھری لیکن
اس بار آنے والا بے حد محتاط تھا۔ وہ چند لمحوں کے لئے رک جاتا۔ اور
پھر چل پڑتا۔ آہستہ آہستہ گلی کی نکڑ تک یہ آواز پہنچ گئی۔ پھر اس سے
پہلے کہ وہ آدمی آگے بڑھتا۔ جس طرح بادلوں میں اچانک بجلی کی ر
تڑپتی ہے۔ اس طرح عمران یک لخت مڑ کر پہلے والی گلی میں آیا اور دوسرے
لمحے ایک آدمی کا جسم قلابازی کھاتا ہوا دھماکے سے مڑی ہوئی گلی میں
دیوار کے ساتھ کھڑے تنویر اور اس کے بازوؤں میں دبے ہوئے بے ہوش
آدمی کے سامنے اوندھے منہ گرا اور نیچے گر کر اس طرح ساکت ہو گیا

جیسے قلابازی کے دوران اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ چکی ہو۔

" یہ ـــ یہ کیا خود بخود بے ہوش ہو گیا ہے" ـــ تنویر نے حیرت
سے آنکھیں پھاڑ کر اپنے قدموں میں اوندھے منہ پڑے ہوئے آدمی کو
دیکھتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ میں نے اسے گردن سے پکڑ کر اس طرح گھمایا ہے کہ ایک
ہی جھٹکے سے اس کا ذہن تاریک ہو گیا ہے" ـــ عمران نے جھک کر
اُسے اٹھاتے ہوئے کہا۔

" کمال ہے۔ تم نے کہیں جادو تو نہیں سیکھ لیا" ـــ تنویر عمران
کے اس بظاہر ناقابل یقین کارنامے پر واقعی بے حد حیرت زدہ ہو رہا تھا۔

" کاش جادو سیکھ لیتا تو کم از کم ہر ملک کی خوب صورت شہزادی
تو قابو میں آجاتی۔ اور رقیب روسفید جن بھی بے بس ہو سکتا" ـــ عمران
نے اس آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" پھر وہی بکواس۔ بس ذرا سی تعریف کر دو۔ سیدھے آسمان پر چڑھ
جاتے ہو" ـــ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران
بے اختیار ہنس پڑا۔

" ارے ارے۔ اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ فی الحال جادو سیکھنے
کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے" ـــ عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر
واپس پہلے والی گلی میں آگیا۔ تنویر نے بھی اپنے شکار کو کاندھے پر لادا۔
اور وہ بھی عمران کے پیچھے گلی میں مڑ آیا۔ گلی کے شروع میں دیوار میں ایک
پرانا سا بند دروازہ تھا۔ جس پر تالا لگا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔
عمران اس کے سامنے رکا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک تار نکالی

اور اس کے مڑے ہوئے سرے کو تالے میں ڈال کر اس نے اُسے مخصوص انداز میں گھمانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کاندھے پر لدے ہوئے بے ہوش آدمی کا توازن بھی برقرار رکھے ہوئے تھا۔ چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی تالا کھل گیا۔ عمران نے تالا ہٹایا۔ کنڈی کھولی اور پھر دروازے کو دھکیل کر وہ اندر داخل ہو گیا۔

"دروازہ بند کر دینا" ——— عمران نے آگے بڑھتے ہوئے پیچھے آنے والے تنویر سے کہا۔ اور تنویر نے مڑ کر دروازہ اندر سے بند کر کے اس کی کنڈی لگا دی۔ یہ ایک تنگ سی راہداری تھی۔ جس کا اختتام ایک چھوٹے سے صحن اور اس کے بعد برآمدے میں ہوا۔ برآمدے میں دو کمروں کے دروازے تھے اور دونوں پر تالے لگے ہوئے تھے۔ برآمدے میں گھریلو سامان بھی موجود تھا۔ عمران نے کاندھے پر لدے ہوئے آدمی کو وہیں برآمدے میں ڈالا اور پھر تار کی مدد سے اس نے ایک کمرے کا تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ ڈرائنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ لیکن اس میں موجود صوفہ اس قدر پرانا تھا کہ اُسے آسانی سے صوفوں کا جدِ امجد کہا جا سکتا تھا۔

"رسی ڈھونڈھ لاؤ۔ یہ دونوں انتہائی تربیت یافتہ افراد ہیں۔ اس لئے ان سے طریقے سے پوچھ گچھ کرنی ہو گی" ——— عمران نے مڑ کر تنویر سے کہا جو اپنا بوجھ بھی شاید برآمدے میں چھوڑ آیا تھا۔ تنویر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے باہر آیا اور پھر اس نے ایک ایک کر کے دونوں بے ہوش آدمیوں کو اٹھا کر صوفوں پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں رسی کا ایک گچھا موجود تھا۔

ران کے کہنے پر تنویر نے ان دونوں کے ہاتھ عقب میں باندھے اور پھر باقی رسی ، ان کے پیر بھی باندھ دیئے۔

"تم انہیں میرے حوالے کر دو۔ پھر دیکھو یہ کس طرح بولتے ہیں" ——— ریر نے کہا۔

"ارے نہیں تنویر۔ یہ کرنل فریدی کی زیرو فورس کے کارکن ہیں۔ مجرم ہیں ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ب آدمی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد س آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے تو عمران پیچھے ہٹ کر دوسرے وفے پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اس نے تنویر کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا تو تنویر ی بُرے بُرے منہ بناتا ہوا اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"تم خواہ مخواہ وقت ضائع کرو گے" ——— تنویر نے کہا۔

"خاموشی سے دیکھتے جاؤ" ——— عمران نے اس بار قدرے سرد لہجے ں کہا تو تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

اس آدمی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے گردن گھما کر ادھر ادھر یکھا۔ وہ شاید ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر اس کے چہرے پر سختی کے ثرات پھیلتے چلے گئے۔ وہ چونکہ تربیت یافتہ تھا۔ اس لئے ظاہر ہے فوری لور پر صورت حال کو سمجھ گیا تھا۔ کہ عمران اور اس کے ساتھی نے انہیں علومات حاصل کرنے کے لئے اغوا کیا ہے۔

"بے ہوش ہوتے ہوئے زیادہ تکلیف تو نہیں ہوئی" ——— اچانک مران نے انتہائی ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ تو وہ آدمی اس طرح چونک پڑا۔

جیسے اُسے عمران کے منہ سے اس قسم کے فقرے کی توقع نہ ہو۔

" عمران صاحب ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم اپنی جان تو دے سکتے ہیں ۔ لیکن کوئی راز افشا نہیں کر سکتے ۔ پھر آپ نے کیوں ہمیں اس طرح اغوا کیا ہے "۔۔۔۔ اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔

" میں تمہیں معلومات حاصل کرنے کے لئے تو یہاں نہیں لے آیا ۔ مجھے معلوم ہے کہ کرنل فریدی نے تمہاری تربیت کس انداز میں کی ہے ۔ اور نہ ہی میرا مقصد کرنل فریدی کے کسی آدمی کو کوئی تکلیف پہنچانا ہے "۔۔۔۔ عمران نے اُسی طرح دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ تو پھر "۔۔۔۔ اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم اس بات کو نہ سمجھ سکو گے ۔ کیا نمبر ہے تمہارا "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نائن "۔۔۔۔ اس آدمی نے بے اختیار جواب دیا۔

" اوہ ۔ پھر تو تم زیرو فورس کے اہم ترین آدمیوں میں سے ہو ۔ مجھے معلوم ہے کہ گیارہ نمبر چیف ہے ۔ اس کے بعد اہمیت دس کی ہے اور پھر تمہاری ۔ بہرحال مجھے کیا ۔ مجھے تو صرف کچھ دیر تمہیں یہاں روکنا ہے تاکہ کرنل فریدی کو ٹریپ کیا جا سکے "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹریپ اور کرنل فریدی ہو گا "۔۔۔۔ نمبر نائن نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

" کیوں نہیں ہو گا ۔ اگر وہ مجھے ٹریپ کرنے کے لئے شکاریوں والا جال پھیلا سکتا ہے ۔ تو میں بھی اس سے کم تو نہیں ہوں ۔ گولی کا جواب تو گولی سے دے ہی سکتا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

جیسے اُسے نمبر نائن کے طنزیہ انداز میں ہنسنے پر غصہ آ گیا ہو۔

" اوہ ۔ مگر آپ کو کیسے پتہ چل گیا ۔ کہ ۔۔۔۔۔۔ " نمبر نائن بے اختیار بات کرتے کرتے رک گیا۔

" تو تمہارا کیا خیال ہے کہ یہاں صرف زیرو فورس ہی کام کر رہی ہے ۔ ہونہہ "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" تو ۔۔۔ تو آپ بھی کرنل صاحب کی نگرانی کر رہے ہیں ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ اب تک تو کوئی آدمی نظر نہیں آیا ہمیں "۔۔۔۔ نمبر نائن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہم جو نظر آ رہے تھے تمہیں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نمبر نائن بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ میں سمجھ گیا ۔ اوہ ۔ آپ کی گہری چالوں کا واقعی جواب نہیں ہے ۔ اس لئے آپ جان بوجھ کر ہمارے سامنے رہے تاکہ ہماری ساری توجہ آپ کی طرف ہی رہے "۔۔۔۔ نمبر نائن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" نہ صرف تمہاری بلکہ کرنل فریدی کی بھی ۔ اب وہ خوش ہو رہا ہو گا کہ میں تو ٹریپ لگائے ہوئے بیٹھا ہوا ہوں ۔ اور عمران اور اس کے ساتھی زیرو فورس کی نظروں میں ہیں ۔ اصل میں آدمی جب اپنے آپ کو ضرورت سے زیادہ عقل مند سمجھنا شروع کر دے تو پھر وہ بڑی آسانی سے ٹریپ ہو جاتا ہے "۔۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" معاف کیجئے جناب ۔ آپ کو بھی یہی غلط فہمی ہے ۔ آپ شاید یہ سمجھے

ہوئے ہیں۔ کہ کرنل فریدی کے خلاف مشن آپ آسانی سے مکمل کر لیں گے ایسی
کوئی بات نہیں۔ اس بار واقعی کرنل صاحب نے ایسے انتظامات کئے ہیں۔
کہ آپ کسی صورت بھی کامیاب نہیں ہو سکتے" ـــــ نمبر ناٹن نے فوراً
ہی اپنے چیف کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہرحال جو کچھ بھی ہے۔ یہ تو اس ہاتھ دو اس ہاتھ لو والا معاملہ ہے۔
کرنل فریدی اگر ہم پر گولی چلائے گا۔ تو ظاہر ہے ہم نے جواب میں اس پر
پھول تو نہیں برسانے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی بھی آپ کی طرح عظیم انسان ہے۔ اگر اس کا مقصد آپ
کو گولی مارنا ہوتا۔ تو اب تک کئی بار آپ گولیوں سے چھلنی ہو چکے ہوتے"۔
نمبر ناٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی تو واقعی عظیم آدمی ہے۔ مگر وہ کیپٹن حمید اس کے متعلق
تمہارا کیا خیال ہے" ـــــ عمران نے پہلے کی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔
اور نمبر ناٹن ہنس پڑا۔

"بے فکر رہیں۔ وہ جنگل میں نہیں ہوں گے۔ کرنل فریدی کو بھی ان کی
طبیعت کا اندازہ ہے۔ اس لئے انہوں نے انہیں پہلے ہی لیبارٹری کے
اندر بھجوا دیا ہے" ـــــ نمبر ناٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ٹھیک ہے۔ مجھے بس موت سے ڈر لگتا ہے۔ ابھی میں
کنوارہ ہوں۔ مگر کنوارہ مرنا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد صرف صحت کی
طرف سے ہی فکر رہ جاتی ہے۔ باقی سب خیریت ہے" ـــــ عمران نے
اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"صرف ایک ہفتے کی بات ہے۔ اور آپ اور آپ کے ساتھیوں کی

صحت اتنی اچھی تو ہے کہ ایک ہفتے کی بے ہوشی سے آپ کی صحت پر
کوئی اثر نہیں پڑ سکتا" ـــــ نمبر ناٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک ہفتہ چھوڑو۔ ایک ماہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بشرطیکہ جنگل
کے درندوں کی نظریں ہم پر نہ پڑیں" ـــــ عمران نے ساتھ بیٹھے تنویر
کے بازو پر اس طرح ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ جیسے اس کی صحت مندی
کا مظاہرہ کر رہا ہو۔

"آپ شاید مذاق میں ایسی بات کر رہے ہیں۔ مجھ سے زیادہ تو آپ
کرنل فریدی کو جانتے ہیں۔ ظاہر ہے وہ آپ کو ایک ہفتہ درندوں کے
رحم و کرم پر تو نہیں چھوڑ سکے۔ آپ کے آرام کرنے کے لئے کیبن میں باقاعدہ
انتظام کیا ہوا ہے انہوں نے" ـــــ نمبر ناٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کرنل فریدی کی عظمت اس وقت کہاں جائے گی جب پوائنٹر
میرے حلق میں گھس جائے گا۔ ظاہر ہے۔ ہم نے تو رینگتے ہوئے آگے
بڑھنا ہے۔ جب کہ فائر کرنے والے بلندی پر ہوں گے" ـــــ عمران
نے کہا۔

"اوہ۔ آپ کو کیسے معلوم ہے کہ آپ کو پوائنٹر سے بے ہوش کیا جائے گا"
نمبر ناٹن عمران کی اس بات پر بُری طرح چونک اٹھا تھا۔

"میں نے کہا نہیں نمبر ناٹن کہ کرنل فریدی میں بس یہی کمزوری ہے کہ وہ
اپنے آپ کو ضرورت سے زیادہ عقلمند سمجھنے لگ جاتا ہے اُسے یہ نہیں معلوم
کہ عمران ہزار آنکھیں رکھتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا حالانکہ
یہ پوائنٹر والی بات اس نے اب تک ہونے والی گفتگو کے بعد اندازے کے تحت کہی
تھی کیونکہ بیہوش کرنے کیلئے پوائنٹس گنیں ہی استعمال کی جاتی تھیں۔

"کمال ہے۔ حیرت ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ آپ کرنل صاحب کے انتظامات کی پوری تفصیل سے واقف ہیں۔ اوہ ویری بیڈ"۔۔۔۔ نمبر نائن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ میں کہاں واقف ہو سکتا ہوں۔ میں تو زیرو فورس کی نظروں کے سامنے ہوں۔ جب کہ کرنل فریدی جنگل میں ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ اس جنگل میں دوسرے کو دیکھنا ہی کتنا مشکل ہوتا ہے۔ بہرحال تمہارا شکریہ۔ کہ تمہاری باتوں سے کم از کم ہمیں اتنا حوصلہ تو ہو گیا ہے کہ ہم پر موت وارد نہیں کی جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ تنویر۔ اب چلیں۔ نمبر نائن صاحب ہوشیار آدمی ہیں۔ خود ہی اپنے آپ کو آزاد کرا لیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور واپس مڑا ہی تھا کہ یک لخت گھوما۔ اور دوسرے لمحے نمبر نائن کی کنپٹی پر پٹاخہ چھوٹا۔ اور نمبر نائن ہلکی سی چیخ مار کر صوفے پر ہی لڑھک گیا۔

"ختم نہ کر دیں"۔۔۔۔ تنویر نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ صرف آج کی رات انہیں بے ہوش رکھنا ہے اور بس"۔ عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی سرنج نکالی۔ جس کی سوئی پر کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ اور سرنج میں دودھیا رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ عمران نے کیپ ہٹائی۔ اور سوئی صوفے پر لڑھکے ہوئے نمبر نائن کے بازو میں انجکٹ کر کے اس نے محلول کی تھوڑی سی مقدار اس کے جسم میں پہنچائی۔ اور پھر سوئی کھینچ کر اس نے یہی عمل دوسرے آدمی پر دوہرایا۔ اور پھر کیپ دوبارہ سوئی پر چڑھا کر اس نے سرنج واپس کوٹ کی جیب میں رکھ لی۔

"آؤ اب یہ کل دوپہر تک اطمینان سے پڑے آرام کرتے رہیں گے" عمران نے تنویر سے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"لیکن اس ساری کارروائی کا مقصد کیا نکلا۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی"۔۔۔۔ تنویر نے عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"ارے کمال ہے۔ ویسے تو تم انتہائی گہری باتیں بھی سمجھ جاتے ہو۔ لیکن یہ معمولی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔ میں نے کرنل فریدی کی ساری پلاننگ اس نمبر نائن سے معلوم کر لی ہے"۔۔۔۔ عمران نے راہداری سے گزر کر بیرونی دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے۔ میرے خیال میں تو تم نے صرف وقت ہی ضائع کیا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے باہر گلی میں نکلتے ہوئے کہا۔ عمران نے کنڈی لگائی اور پھر تالا ڈال کر اس نے تار کی مدد سے اسے بند کیا۔ اور گلی کے سرے کی طرف بڑھ گیا۔

"سب کے سامنے تفصیلی بات ہو گی۔ ورنہ مجھے وہاں جا کر ایک بار پھر تفصیل بتانی پڑے گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل پہنچ گئے۔

"کیا ہوا"۔۔۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی جولیا نے حسب عادت پوچھا۔

"اب تنویر بتائے گا۔ کہ کیا ہوا۔ کیونکہ اس بار سارا کیس اس نے ڈیل کیا ہے" ـــــ عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہونا کیا ہے" ـــــ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے دو آدمیوں کو ڈاج دے کر بند گلی میں لے جانے۔ اور پھر انہی میں سے ایک کے ساتھ ہونے والی عمران کی بات چیت کی تفصیل سنا دی۔

"جب وہ قابو میں آ ہی گئے تھے۔ تو ان سے تفصیلی پوچھ گچھ کر لینی تھی" جولیا نے کہا۔

"تفصیلی پوچھ گچھ ہی تو کی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"خاک تفصیلی پوچھ گچھ کی ہے۔ تم تو پہلے سے ہی ان سے مرعوب تھے۔ میں نے کہا بھی تھا کہ انہیں میرے حوالے کر دو۔ پھر دیکھو یہ کس طرح بولتے ہیں" ـــــ تنویر نے کہا۔

"تنویر۔ ہر جگہ جذباتیت نہیں چلتی۔ وہ عام مجرم نہیں تھے۔ کرنل فریدی کے آدمی تھے۔ اس لئے یقیناً عمران صاحب نے ان سے نفسیاتی انداز میں پوچھ گچھ کی ہو گی۔ کیوں عمران صاحب" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ تشدد ان پر بے کار تھا۔ اس طرح ہم سوائے ان کی جانیں لینے کے اور کچھ ان سے حاصل نہ کر سکتے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر اس ساری کارروائی کا مقصد" ـــــ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہی سوال تنویر نے بھی کیا تھا۔ میں نے اسے یہی جواب دیا تھا۔ کہ وہاں چل کر سب کے سامنے بتاؤں گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"کچھ بتانے کے لئے ہوتا تو تم بتاتے بھی سہی" ـــــ تنویر نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بالکل یہی طریقہ میں نے اس نمبر نائن پر استعمال کیا تھا جو تم مجھ پر کر رہے ہو۔ تم بھی سن رہے تھے ناں ساری باتیں۔ اب سنو۔ میں نے ان سے کیا حاصل کیا ہے۔ ڈاکٹر ہریش نے مجھے بتایا تھا۔ کہ لیبارٹری اوترات کے شمالی پہاڑی سلسلے میں ہے۔ اس پہاڑی سلسلے کے بیشتر حصے پر گھنا جنگل پھیلا ہوا ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ سائنس لیبارٹری ہر جگہ نہیں بنائی جا سکتی۔ اس کے لئے مخصوص محل وقوع اور دیگر بہت سی چیزوں کا خیال کرنا پڑتا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اُسے درمیانی میز پر کھول کر رکھ دیا۔ باقی ساتھی نقشے پر جھک گئے۔

"یہ دیکھو۔ یہ ہے وہ دائرہ جس کے اندر لیبارٹری واقع ہو سکتی ہے۔ نمبر نائن کے مطابق وہ لوگ بلندی پر ہوں گے۔ اور وہاں ایک کیبن بھی ہے۔ ان دونوں چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس دائرے کو مزید محدود کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ کیبن یقیناً مسطح جگہ پر بنایا جاتا ہے۔ اور اس سلسلے میں مسطح جگہ خاصی کم پائی جاتی ہیں۔ اور لیبارٹری کے لئے بھی ایسی ہی مسطح جگہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ جگہ ہی لیبارٹری کے لئے منتخب کی جا سکتی ہے" ـــــ عمران نے اس بڑے دائرے کے اندر ہی ایک اور چھوٹا دائرہ ڈالتے ہوئے کہا۔ اور سب نے

اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"یقینی بات ہے۔ کہ کرنل فریدی نے اس کیبن کے علاوہ لیبارٹری میں جانے کے دوسرے راستے بند کر دیئے ہوں گے۔ اور خود وہ کیبن میں موجود ہوگا۔ اس نے اپنے گروپ کو کیبن کے گرد چاروں طرف پھیلا رکھا ہوگا۔ بقول نمبر نائن کرنل فریدی کی پلاننگ یہ ہے کہ ہمیں ہلاک نہ کیا جائے بلکہ پوائنٹ گن سے ہمیں بے ہوش کر دیا جائے اور پوائنٹ گن کی رینج بہرحال محدود ہوتی ہے۔ اور نمبر نائن نے یہ بھی بتایا ہے کہ ایک ہفتے تک ہمیں بے ہوش رکھنا مقصود ہے۔ تو اس کے لئے زیرو ون پوائنٹ گن استعمال کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ طاقت کے پوائنٹر کے استعمال سے انسان کی ہلاکت کا بھی خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ لیبارٹری پر حملہ یقیناً رات کو کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے یقیناً نائٹ ٹیلی سکوپ والی پوائنٹ گن ہی استعمال کی جائیں گی۔ اس طرح مزید رینج کا بھی علم ہوسکتا ہے" —— عمران نے ماہرانہ انداز میں تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ان ساری باتوں کے علم میں آجانے کا فائدہ۔ اصل مسئلہ تو لیبارٹری کے اندر جانے کا ہے" —— جولیا نے کہا۔

"نمبر نائن نے بتایا ہے کہ کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کو لیبارٹری کے اندر بھجوا دیا ہے۔ اس لئے اب ہمیں ایسی پلاننگ کرنی ہے۔ کہ ہم بھی لیبارٹری میں پہنچ سکیں۔ اور کیپٹن حمید بھی وہاں موجود نہ ہو۔ کیونکہ کیپٹن حمید یقیناً مرنے مارنے پر اتر آئے گا۔ اس طرح صورتحال خراب ہو جائے گی" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مسئلہ تو ابھی باقی ہے عمران صاحب۔ جس کا ذکر جولیا نے کیا ہے۔ کہ لیبارٹری کے اندر داخل کیسے ہوا جائے" —— اس بار صفدر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اصل مسئلہ یہی ہے۔ اور اس کے لئے تو ساری مغز کھپائی ہو رہی ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ذہن میں لازماً اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی پلاننگ ہوگی" —— صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"کنوارے آدمی کا ذہن تو پلاننگ ہی بناتا ہے۔ اور بے چارا کرے کیا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم پھر پٹڑی سے اترنے لگے" —— جولیا نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس یہی اس میں عیب ہے۔ اچھی خاصی سنجیدہ بات کرتے کرتے بکواس شروع کر دیتا ہے" —— تنویر نے فوراً ہی جولیا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"بے عیب تو صرف خدا کی ذات ہے۔ لیکن کرنل فریدی کے مقابلے میں پلاننگ تیار کرتے ہوئے پٹڑی سے اترنا ہی پڑتا ہے۔ ورنہ پٹڑی سیدھی کرنل فریدی کے سامنے پہنچا دے گی" —— عمران نے کہا۔ اور اس بار سب نے سر ہلا دیئے۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز ہے عمران صاحب" —— اچانک خاموش بیٹھا ہوا کیپٹن شکیل بول پڑا۔

"اوہ۔ تم بولنے بھی لگ گئے ہو۔ مبارک ہو۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے"۔ عمران نے بے ساختہ لہجے میں کہا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ ہنسنے والوں میں کیپٹن شکیل بھی شامل تھا۔

"بولنے کے لئے آپ کو چھوڑ رکھا ہوا ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر کمرے میں قہقہے گونج اٹھے۔

"بہرحال تم وہ تجویز بتا رہے تھے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم اپنے میک اپ میں دوسرے افراد کو وہاں بھیج دیں۔ تو لازماً کرنل فریدی انہیں شکار کر کے مطمئن ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہم آسانی سے اس کیبن تک پہنچ سکتے ہیں"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ تجویز تو اچھی ہے۔ چلو ہم جیسے تو بہرحال کئی مل جائیں گے۔ لیکن جولیا جیسی خاتون تو کسی قیمت پر دوسری نہیں مل سکتی۔ کیوں جولیا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ مس جولیا اپنی مثال آپ ہیں"۔۔۔۔ جولیا کے جواب دینے سے پہلے ہی تنویر بے اختیار بول پڑا۔ اور جولیا تو بے اختیار شرما گئی۔ جب کہ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہنس پڑے۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں حقیقت پسندی"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار جولیا بھی باقی ساتھیوں کے ساتھ ہنس پڑی۔ اس کا چہرہ شرم سے گہرا سرخ پڑ گیا تھا۔

"کیپٹن شکیل کی تجویز پر غور تو کیا جا سکتا ہے۔ لیکن واقعی مسئلہ ہم جیسے دوسرے افراد کے حصول کا ہے۔ اور پھر وہ اسی طرح کی

ننگ بھی کریں۔ کہ کرنل فریدی جیسا گھاگ آدمی بھی دھوکہ کھا جائے"۔۔۔۔ فدر نے کہا۔

"ایسے افراد یہاں زیر زمین دنیا سے کرائے پر حاصل کئے جا سکتے ہیں" یپٹن شکیل نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ کرائے کے آدمی کرنل فریدی کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ یں خود ہی بے ہوش ہو کر اس کیبن تک پہنچا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے س بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پھر تو ہم ان کے چنگل میں پھنس جائیں گے"۔۔۔۔ صفدر نے چونک کر کہا۔

"اصل پوائنٹ یہ ہے کہ کرنل فریدی کو یہ معلوم نہیں ہے۔ کہ ہمیں اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ وہ گولیوں کی بجائے پوائنٹ گنیں استعمال کرے گا۔ اور پوائنٹ گن بھی زیرو دن طاقت کی۔ ایسی ادویات بہرحال مل جاتی ہیں کہ جو زیرو دن جیسے طویل بے ہوش کر دینے والے پوائنٹ کو بے اثر کر سکیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم ان ادویات کو استعمال کر لیں۔ اس کے بعد جب ہمیں بے ہوش کیا جائے گا تو کرنل فریدی تو مطمئن ہو گا کہ ہمیں کسی صورت بھی ایک ہفتے سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا۔ جب کہ ہم اچانک ہوش میں آ کر اپنی کارروائی کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویری گڈ۔ ویری گڈ پلاننگ۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم یقیناً کرنل فریدی کو آسانی سے شکست دے سکتے ہیں"۔۔۔۔ تنویر نے بے اختیار ہو کر عمران کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"بس اگر تنویر نے یہ تجویز پاس کر دی ہے تو پھر یہی تجویز فائنل ہے۔ تم لوگ تیاری کر لو۔ میں ذرا مارکیٹ کا چکر لگا آؤں۔ اس کے بعد ہمیں زیرو سمردس کی نظروں سے غائب ہونا پڑے گا۔ تاکہ کرنل فریدی کو مکمل یقین ہو سکے کہ ہم آج رات لیبارٹری پر حملہ کرنے والے ہیں"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ میں کمرے میں بیٹھے بیٹھے بور ہو گئی ہوں"۔ جولیا نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم یہیں رہو گی۔ مجھے ادویات خریدنے کے لئے زیرو سمردس کے آدمیوں کو ڈاج دینا پڑے گا۔ ورنہ اگر کرنل فریدی تک یہ رپورٹ پہنچ گئی کہ میں نے کوئی ادویات خریدی ہیں تو ساری پلاننگ یکسر فیل ہو جائے گی"۔۔۔ عمران نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور تنویر کا ستا ہوا چہرہ یک لخت کھل اٹھا۔ پہلے جولیا کے اس طرح عمران کے ساتھ جانے پر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ عمران مسکراتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ نے خواہ مخواہ انہیں زندہ رکھا ہوا ہے۔ گولی مار کر باہر جنگل میں پھینک دیجئے"۔۔۔ کیپٹن حمید نے لیبارٹری سے کیبن میں آتے ہی کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بچوں جیسی باتیں مت کیا کرو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں ایسا نہیں کر سکتا"۔۔۔ کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں ایسا کر سکتے۔ یہ ہمارے دوست نہیں ہیں دشمن ہیں۔ اور دشمنوں سے ہمدردی اپنے ساتھ دشمنی ہوتی ہے"۔۔۔ کیپٹن حمید اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"چھوڑو اس بات کو۔ تم یہ باتیں نہیں سمجھ سکو گے۔ مجھے اصل میں پریشانی یہ ہے کہ آخر عمران اتنی آسانی سے شکار کیسے ہو گیا"۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"چلو یہ ایک نیا مسئلہ پیدا کر لیا آپ نے۔ آخر آپ عمران کو اس

قدر اہمیت کیوں دیتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ اپنی حماقت کی وجہ سے شکار ہوا ہے۔ اور کیا" ـــــ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم ابھی عمران کو جانتے ہی نہیں ہو۔ میں اُسے جانتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ کس طرح سوچتا ہے۔ اور کس انداز میں کام کرتا ہے۔ یہ جو کچھ ہوا ہے۔ یہ سب عمران کی فطرت کے خلاف ہے۔ وہ کبھی بھی احمقوں کی طرح اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں نہ آتا۔ جس انداز میں یہ سب شکار ہوئے ہیں۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عمران کی اصل پلاننگ ہی یہی تھی" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ یہ اصل نہیں ہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ میں تو ویسے بھی ان کی جسامت اور انداز کو پہچانتا ہوں۔ اس کے باوجود میں نے چیکنگ کر کے تسلی بھی کر لی ہے۔ اور پاکیشیا یا کافرستان میں یہ سب کچھ ہوتا تو شاید میں یہ خیال کرتا کہ عمران کو اپنے اور اپنے ساتھیوں جیسے ہو بہو آدمی مل گئے ہوں۔ لیکن یہاں اوترات میں ایسے افراد کا ملنا ناممکن ہے۔ میک اپ بھی چیک کر لیا گیا ہے۔ ہیں تو یہ اصلی" ـــــ کرنل فریدی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر کس بات کی پریشانی ہے۔ آپ شاید اب اعصابی مریض بن چکے ہیں۔ آپ کی اس پریشانی کا اصل علاج تو وہی ہے۔ جو میں نے پہلے بتایا ہے۔ لیکن اگر وہ نہیں کرنا چاہتے تو پھر ایسا کیجئے کہ انہیں یہاں سے ہٹا کر اوترات میں کسی جگہ پہنچا دیجئے۔ تاکہ کسی قسم کا خدشہ ہی باقی نہ رہے" کیپٹن حمید نے کہا۔

"وہ تو میں پہلے ہی فیصلہ کر چکا ہوں۔ کہ صبح انہیں ہیلی کاپٹر پر ڈال کر دترات پہنچا دوں گا۔ اس وقت رات کو تو انہیں لے جانا ممکن نہیں ہے۔ لیکن اصل سوچنے والی بات یہ ہے کہ عمران کی اصل پلاننگ کیا ہو سکتی ہے۔ وہ کیوں اتنی آسانی سے شکار ہو گیا ہے۔ ضرور اس نے کوئی گہری بات سوچی ہو گی" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"اتنی ہی زیادہ پریشانی ہے۔ تو اس عمران کو ہوش میں لا کر پوچھ لیجئے" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پوائنٹ ون کے اثرات ایک ہفتے سے پہلے کسی طرح بھی ختم نہیں کئے جا سکتے" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ اوہ۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔ یقیناً۔ اوہ تو یہ بات ہے" ـــــ کرنل فریدی نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا" ـــــ کیپٹن حمید نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے حیران ہو کر کہا۔

"میرا بیگ لے آؤ۔ جلدی کرو" ـــــ کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آخر ہوا کیا۔ کچھ پتہ بھی چلے" ـــــ کیپٹن حمید نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلے بیگ لے آؤ۔ جلدی کرو۔ پھر بتاتا ہوں۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ عمران کی پلاننگ یہی ہو گی۔ اگر تم ہوش میں لانے والی بات نہ کرتے تو ہم یقیناً مار کھا جاتے۔ جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ عمران اور اس

کے ساتھی ہوش میں آجائیں اور پھر مجھے مجبوراً تمہارے مشورے پر
عمل کرنا پڑ جائے" ——— کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور کیپٹن حمید
اٹھ کر بڑے سے کیبن کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ
ایک بڑا سا میڈیکل بیگ اٹھائے واپس آیا اور اس نے بیگ لا کر
کرنل فریدی کے سامنے رکھ دیا۔ کرنل فریدی نے جلدی سے بیگ کھولا۔
اور اس میں سے ایک بڑی سی بوتل جس میں سرخ رنگ کا محلول تھا۔ اور
ایک سرنج نکال کر اس نے اس کی سوئی پر موجود کیپ ہٹائی۔ اور پھر
اس بوتل میں موجود سرخ رنگ کے محلول کو اس نے سرنج میں بھرا۔ اور
پھر سرنج اٹھا کر وہ اس حصے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں عمران اور اس کے
ساتھی ایک قطار میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ کرنل فریدی نے تھوڑا
تھوڑا محلول ایک ایک کر کے عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کے
جسم میں انجکٹ کیا اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا پلٹ آیا۔ اب اس
کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات موجود تھے۔

"اب تو بتا دیں کہ کیا ہوا تھا۔ کیا آپ کو خطرہ تھا کہ یہ ہوش میں آجائیں
گے۔ جو آپ نے انہیں طویل بے ہوشی کا انجکشن لگایا ہے۔ حالانکہ آپ پہلے
خود ہی کہہ رہے تھے کہ زیرو دن کے اثرات ایک ہفتے سے پہلے ختم نہیں
ہو سکتے" ——— کیپٹن حمید نے ایک ایک لفظ کو چبا چبا کر بولتے ہوئے کہا۔

"مجھے دراصل تمہاری بات پر اچانک خیال آگیا تھا کہ ایسی ادویات
آج کل عام ملتی ہیں۔ جنہیں اگر حفظ ماتقدم کے طور پر استعمال کر لیا جائے۔
تو پوائنٹ زیرو دن کی طاقت جلد توڑی جا سکتی ہے۔ اور یقیناً عمران نے یہی
پلاننگ کی ہوگی۔ کہ اس نے خود اور اپنے ساتھیوں کو ایسی ادویات کھلا

دی ہوں گی۔ اس طرح وہ بے ہوشی کے عالم میں یہاں پہنچ گئے۔ ہم مطمئن ہو گئے۔
کہ یہ ایک ہفتہ سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتے۔ لیکن یہ کسی بھی وقت ہوش
میں آ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ اس کے بعد صورت حال آسانی سے تبدیل بھی کی
جا سکتی ہے۔ اس لئے میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر یہ دوا ان کے جسموں میں
انجکٹ کر دی ہے۔ اس طرح زیرو دن کی طاقت ڈبل ہو گئی۔ اس طرح
اگر عمران نے یہ پلاننگ بنائی بھی ہو گی تو اس کی پلاننگ فیل ہو جائے گی" ———
کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن عمران کو الہام تو نہیں ہوتا کہ اسے معلوم ہو کہ آپ اسے ہلاک
کرنے کی بجائے زیرو دن پوائنٹ گن سے بے ہوش کرنے کی پلاننگ بنائے
ہوئے ہیں" ——— کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ نمبر نائن اور سکس دونوں
اچانک دوپہر کے بعد غائب ہو گئے ہیں۔ اور ابھی تک وہ کہیں بھی دستیاب
نہیں ہو سکے۔ اور تم جانتے ہو کہ نمبر نائن کو بہرحال ساری پلاننگ کا بخوبی
علم ہے" ——— کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران نے نمبر نائن پر تشدد کر کے اس سے آپ کی
ساری پلاننگ معلوم کر لی ہو گی" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں۔ نمبر نائن میرا تربیت یافتہ ہے۔ تشدد کے سامنے وہ کسی
صورت بھی زبان نہیں کھول سکتا۔ اور یقیناً عمران بھی اس بات کو جانتا
ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ عمران نمبر نائن سے ذہنی طور پر کہیں آگے ہے۔
اس نے نفسیاتی انداز میں سب کچھ معلوم بھی کر لیا ہو گا۔ اور نمبر نائن کے
مطابق اس نے کچھ بتایا بھی نہ ہو گا" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال اب تو آپ مطمئن ہو گئے ہیں، یہی کافی ہے"—— کیپٹن حمید نے کہا۔ اور کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے۔ اب ہمیں بھی سو جانا چاہیئے۔ دوسرے کیبن میں موجود زیرو سروس والے تو نجانے کب کے سو بھی چکے ہوں گے۔ آپ خواہ مخواہ کے خدشات کی وجہ سے نہ خود سو رہے ہیں اور نہ مجھے سونے دے رہے ہیں" کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم سو جاؤ۔ میں کچھ دیر مطالعہ کروں گا"—— کرنل فریدی نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ اس طرف کو بڑھ گیا۔ جہاں باقاعدہ میز کرسی موجود تھی اور میز پر ٹیبل لیمپ بھی رکھا ہوا تھا۔ اور چند کتابیں بھی پڑی تھیں۔ کرنل فریدی نے کرسی پر بیٹھ کر ٹیبل لیمپ جلایا اور ایک کتاب اٹھا کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ کیبن میں خاموشی طاری ہو گئی۔ تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد کرنل فریدی نے کتاب بند کی۔ اور پھر ٹیبل لیمپ آف کر کے وہ کرسی سے اٹھا اور سیدھا اس طرف کو گیا جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ کچھ دیر وہ انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور ایک طرف بنے ہوئے اپنے بستر کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کے تاریک ذہن میں روشنی کا ایک مدھم سا نقطہ چمکا۔ اور پھر آہستہ آہستہ یہ نقطہ پھیلنا شروع ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ لیکن آنکھیں کھل جانے کے باوجود اس کا شعور پوری طرح بیدار نہ ہوا تھا۔ وہ نیم خوابی کے عالم میں آنکھیں کھولے صامت و ساکت پڑا ہوا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگتا گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد جب اس کا شعور پوری طرح بیدار ہوا۔ تو اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا۔ اور دوسرے لمحے اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس نے دور کیبن کے ایک کونے میں کرنل فریدی کو ٹیبل لیمپ جلائے کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف دیکھا۔ باقی سارے کیبن میں ہلکی لائٹ جل رہی تھی۔ عمران آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھی اس کے ساتھ ہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اسی لمحے اسے ساتھ ہی پڑی ہوئی ایک خالی سرنج نظر آ گئی۔ جس کی تہہ میں سرخ رنگ کا تھوڑا سا محلول صاف

نظر آرہا تھا۔ اور اس محلول کو دیکھتے ہی اس کے لبوں پر ایک بار پھر معنی خیز مسکراہٹ رینگ گئی۔ ابھی عمران بیٹھا یہ سارا منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ اس نے کرنل فریدی کو حرکت کرتے دیکھا۔ وہ کتاب بند کر رہا تھا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے دوبارہ اپنی جگہ پر لیٹ گیا۔ اور آنکھیں بالکل نارمل انداز میں بند کر لیں۔ لیکن ظاہر ہے۔ پلکوں کے رخنوں سے اُسے دھندلا دھندلا سا نظر آرہا تھا۔ کرنل فریدی نے ٹیبل لیمپ بند کیا۔ اور پھر کرسی کھسکا کر وہ اٹھا اور مڑ کر اس حصے کی طرف آنے لگا جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ کرنل فریدی ان کے قریب آکر رک گیا۔ وہ بڑے غور سے عمران کو خاص طور پر دیکھ رہا تھا۔ البتہ اچٹتی ہوئی نظریں وہ اس کے ساتھیوں پر بھی ڈال لیتا۔ لیکن پھر اس کی نظریں عمران پر جم جاتیں چند لمحوں بعد وہ واپس مڑا اور آکر بستر پر لیٹ گیا۔ عمران اُسی طرح ساکت پڑا ہوا تھا۔ کرنل فریدی کا بستر اس حصے کے بالکل سامنے تھا۔ جس حصے میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اور عمران جانتا تھا کہ کرنل فریدی کس قدر ہوشیار نیند سوتا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے اُسے انتظار کرنا تھا۔ اُسے سب سے زیادہ خطرہ اپنے ساتھیوں کی طرف سے تھا۔ کہ اگر کرنل فریدی کے جاگتے ہوتے انہیں ہوش آگیا۔ تو پھر سارا مسئلہ خراب ہو جائے گا۔ کچھ دیر بعد عمران نے اس خطرناک پوزیشن کے باوجود حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق ہر گزرنے والا لمحہ خطرے کو کم کرنے کی بجائے بڑھائے چلا جا رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے اپنے دائیں ہاتھ کو حرکت دی۔ یہ ہاتھ کرنل فریدی کے چہرے سے قدرے اوٹ میں تھا۔ اُسے یقین تھا کہ کرنل فریدی نے یہاں لٹانے

سے پہلے اس کی بھرپور انداز میں تلاشی لی ہوگی۔ اور ظاہر ہے۔ اس کے بعد کسی چیز کا رہ جانا ناممکن تھا۔ لیکن چونکہ عمران پہلے سے ان حالات کے لئے تیار تھا۔ اس لئے اس نے اس تلاشی سے بچنے کے لئے ایک انوکھا کام کیا تھا۔ اس کا ہاتھ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا سینے پر آیا۔ اور پھر سینے پر موجود قمیض کا درمیانی بٹن اس نے انگلیوں کی مدد سے توڑنا شروع کر دیا۔ یہ بٹن اس انداز میں لگایا گیا تھا کہ اگر اُسے مخصوص انداز میں کھینچا جاتا تو وہ آسانی سے قمیض سے علیحدہ ہو سکتا تھا۔ چند لمحوں کی کوششوں کے بعد بٹن علیحدہ ہو گیا۔ تو عمران کا ہاتھ ایک بار پھر واپس سائیڈ پر جانا شروع ہو گیا۔ اس کا پورا جسم اُسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ لیکن ہاتھ بالکل کیچوے کے سے انداز میں انتہائی غیر محسوس انداز میں رینگتا ہوا واپس جا رہا تھا۔ جب ہاتھ واپس سائیڈ پر ہو گیا۔ تو عمران نے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ مگر دوسرے لمحے اُسے اپنے آپ پر فوری طور پر کنٹرول کرنا پڑا۔ کیونکہ کرنل فریدی یک لخت چیتے کی طرح بستر سے اچھلا اور تیزی سے اس حصے کی طرف آیا جہاں عمران اور اس کے ساتھی لیٹے ہوئے تھے۔ یقیناً اس نے اس طویل سانس کی نامحسوس آواز بھی سن لی تھی۔

"ہونہہ ____ تو تم ہوش میں آچکے ہو" ____ کرنل فریدی نے آہستہ سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اس کی دائیں آنکھ کا پپوٹا کھول کر دیکھا۔ مگر عمران کرنل فریدی کے بولتے ہی آنکھ کی پتلی کو اوپر کی طرف چڑھا چکا تھا۔ جس طرح بے ہوش آدمی کی آنکھوں کی پتلیاں اوپر کو چڑھ جاتی ہیں۔ چند لمحے کرنل فریدی غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے

پپوٹا چھوڑا اور پاس پڑی ہوئی سرنج اٹھا کر اس نے اچانک اس کی سوئی کی نوک عمران کے بازو میں اتار دی۔ یہ سب کچھ کرنل فریدی نے اس قدر اچانک کیا تھا کہ اگر عمران کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً چیخ کر اٹھ بیٹھتا لیکن اس موقع پر عمران کی مخصوص ذہنی ورزشیں کام آ گئیں کیونکہ جیسے ہی کرنل فریدی نے اس کی آنکھ کا پپوٹا کھولا تھا۔ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ کرنل فریدی مزید چیکنگ کے لئے کوئی ایسی ہی حرکت کرے گا۔ اس لئے اس نے فوراً ہی اپنی مخصوص ذہنی مشقوں کی بدولت اپنے ذہن کو ایک مخصوص نقطے پر مجتمع کر کے اس نے اپنے اعصاب کو جو ذہن کے ایک خاص حصے کے تابع ہوتے ہیں۔ مکمل طور پر بے حس کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سرنج کی پوری سوئی اچانک اس کے بازو میں اتر جانے کے باوجود اس کے جسم نے معمولی سی حرکت بھی نہ کی تھی۔ عمران اب بھی پلکوں کے رخنوں سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ کرنل فریدی کے پپوٹا چھوڑتے ہی اس نے آنکھیں سیدھی کر لی تھیں اور سوائے اعصاب بے حس ہو جانے کے اس کی باقی تمام حسیں بدستور کام کر رہی تھیں۔ اور ذہن کے وہ سب مخصوص حصے باقاعدگی سے کام کر رہے تھے جن کا تعلق ان حسیات سے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اور سمجھ بھی رہا تھا۔ لیکن اس کا پورا جسم لاش کی طرح بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سوئی کو واپس کھینچا اور سرنج ایک طرف پھینک کر وہ آہستہ سے مڑا اور ڈھیلے قدموں سے اپنے بستر کی طرف بڑھ گیا۔ اب شاید اُسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ خواہ مخواہ عمران کی صلاحیتوں سے مرعوب ہو کر اس قدر پریشان ہو رہا ہے۔ عمران واقعی بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ جیسے ہی کرنل فریدی بستر پر لیٹا عمران

نے دوبارہ اپنے اعصاب کو حرکت میں لانے کی مخصوص ذہنی کوششیں شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد اُسے احساس ہوا کہ اس کے ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں میں حرکت آ گئی ہے۔ اور یہ حرکت آہستہ آہستہ پورے جسم میں آ گئی۔ بٹن ابھی تک عمران کی انگلیوں میں دبا ہوا تھا۔ اور عمران دل ہی دل میں شکر ادا کر رہا تھا۔ کہ اندھیرے کی وجہ سے کرنل فریدی کی توجہ قمیض کے اس غائب شدہ بٹن کی طرف نہیں گئی۔ ورنہ اس کی ساری پلاننگ فیل ہو جاتی۔ عمران نے بٹن کو کنارے کی طرف کر کے انگلیوں میں پکڑا اور پھر آہستہ سے اس نے بٹن کے کنارے کو زمین پر بچھی ہوئی دری پر رگڑنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اُسے بٹن میں حرارت پیدا ہوتی محسوس ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے سانس روک لیا۔ بٹن اب تیزی سے گرم ہوتا جا رہا تھا۔ عمران نے انگلیاں کھول دیں۔ اور مسلسل سانس روکے رکھا۔ بٹن بے پناہ گرم ہو چکا تھا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد انگلیوں سے اُسے ٹٹولا تو وہ مکمل طور پر راکھ بن چکا تھا۔ اور اس کے ساتھ عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ اور پھر اس نے آہستہ سے سانس لیا۔ اور چند لمحے رک کر اس نے زور زور سے سانس لینے شروع کر دیئے۔ پھر وہ مسکراتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کرنل فریدی اب بستر پر اس کی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

"کرنل صاحب۔ آپ کا ہی مرید ہوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی کے سرہانے جا کر کھڑا ہو گیا۔ کرنل فریدی کی آنکھیں بند تھیں۔ اور یوں لگتا تھا جیسے وہ گہری نیند سو رہا ہو۔ عمران رک کر تیزی سے واپس مڑا ۔۔۔ اور ایک طرف رکھے ہوئے

اپنے اور اپنے ساتھیوں کے ان تھیلوں کی طرف بڑھ گیا۔ جو انہوں نے پشت
پر لادے ہوئے تھے۔ یہ سب تھیلے ایک طرف ڈھیر کی صورت میں موجود
تھے۔ عمران نے ان میں سے اپنا تھیلا علیحدہ کیا اور پھر اس کو الٹ کر اس
نے اس کے نچلے حصے میں ایک جگہ ناخن پھیرا۔ اور پھر ایک دھاگے کو پکڑ
کر کھینچا تو نچلے حصے میں ایک چھوٹا سا خانہ کھل گیا۔ اس میں سے ایک
پتلی سی پلاسٹک کی پچکی ہوئی بوتل باہر آگئی۔ عمران نے بوتل رکھ کر اس
کا ڈھکن کھولا تو سوں سوں کی تیز آواز کے ساتھ ہی وہ پچکی ہوئی بوتل پھولنے
لگ گئی۔ جب وہ پوری طرح گول ہو گئی تو عمران جولیا کی طرف مڑا۔ اس
نے بوتل کے اوپر لگے ہوئے ایک اور ڈھکن کو اتارا اور بوتل کا منہ جولیا
کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں تک اُسے ایسا ہی رکھ کر اس نے ہٹایا۔
اور پھر صفدر کی ناک سے لگا دیا۔ اس طرح ایک ایک کر کے اس نے تنویر
اور کیپٹن شکیل کی ناک سے بھی بوتل لگائی۔ اور پھر اُسے ایک طرف پھینک
کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کے سارے ساتھی ایک
ایک کر کے ہوش میں آنا شروع ہو گئے۔ وہ سب اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور
عمران نے منہ پر انگلی رکھ کر انہیں بولنے سے منع کر دیا۔ اور وہ سب پوری
طرح شعور میں آتے ہی اٹھ کر تیزی سے کھڑے ہو گئے۔

" باہر کرنل فریدی کی زیرو سروس کے افراد یقیناً موجود ہوں گے پوائنٹ
گنیں اٹھا کر باہر جاؤ اور جو نظر آئے اُسے بے ہوش کر دو" ـــــ عمران
نے انتہائی آہستہ آواز میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھی
سوائے جولیا کے سر ہلاتے ہوئے بڑے محتاط انداز میں ایک طرف
موجود پوائنٹ گنوں کی طرف بڑھے اور پھر ایک ایک کر کے دروازہ

کھول کر باہر پھیلے ہوئے اندھیرے میں مدغم ہو گئے۔ جولیا خاموش کھڑی بستر پر
پڑے ہوئے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو دیکھ رہی تھی۔ وہ شاید کچھ
پوچھنا چاہتی تھی۔ لیکن باہر زیرو سروس کے ارکان کی موجودگی کی وجہ سے
خاموش تھی۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ سب ساتھی واپس آ گئے۔

" یہاں سے کچھ دور ایک اور بڑا کیبن ہے۔ وہاں آٹھ افراد سو رہے
تھے۔ ہم نے سب کو بے ہوش کر دیا ہے۔ ان کے علاوہ یہاں اور کوئی
آدمی نہیں ہے" ـــــ صفدر نے اندر داخل ہو کر عمران کے قریب
آ کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

" ارے پھر سرگوشی کی کیا ضرورت ہے۔ بے شک اونچا بولو۔ کرنل فریدی
اور کیپٹن حمید تو خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔ اور جب تک میں
نہ چاہوں۔ انہیں ہوش نہیں آسکتا" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا تم نے انہیں بے ہوش کیا ہے۔ مگر کیسے۔ کیپٹن حمید کی تو بات
دوسری ہے۔ کرنل فریدی تو گہری نیند سونے کے عادی نہ ہوں گے"۔
صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" بس قسمت یاوری کر گئی۔ ورنہ کرنل فریدی تو نیک بزرگوں کی طرح
سونے میں بھی جاگتے رہتے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
پھر اس نے تفصیل کے ساتھ ہوش میں آنے سے لے کر کرنل فریدی کے
بے ہوش ہو جانے کی تفصیل سنا دی۔

" اوہ۔ مگر تم نے اپنے اعصاب کو کیسے بے حس بنا لیا تھا" ـــــ تنویر
نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے تنویر۔ عمران نے اپنا ذہن بلینک کر لیا ہو

گا" ——— جولیانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں مس جولیا۔ عمران نے خود ہی بتایا ہے۔ کہ جب کرنل فریدی نے سرنج کی سوئی اس کے بازو میں اتاری تو وہ اُسے دیکھ رہا تھا۔ جب کہ ذہن بلینک ہو تو آدمی کے اعصاب کے ساتھ ساتھ اس کی تمام حسّیں بھی مردہ ہو جاتی ہیں" ——— تنویر نے کہا۔

"ارے ہاں۔ واقعی میں نے اس بات کا تو خیال ہی نہیں کیا تھا" ——— جولیانے حیران ہو کر کہا۔

"میں نے صرف ذہن کا وہ حصہ بلینک کیا تھا جس کا تعلق اعصاب سے ہے" ——— عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔

"کمال ہے۔ تم آدمی ہو یا روبوٹ کہ بٹن دبایا تو ایک حصہ بند دوسرا بٹن دبایا تو دوسرا حصہ بند" ——— تنویر نے کہا۔ اور عمران سمیت سب ہنس پڑے۔

"میں فارغ وقت میں تمہاری طرح جولیا کے فلیٹ میں دعوتیں نہیں اڑاتا رہتا۔ بڑی جان توڑ ذہنی مشقیں کرتا رہتا ہوں" ——— عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"چھوڑو اس بحث کو۔ اب بتاؤ کیا کرنا ہے" ——— جولیانے تنویر کے چہرے پر ہلکے سے غصے کے تاثرات ابھرتے دیکھ کر موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"لیبارٹری کا راستہ اسی کیبن سے جاتا ہو گا۔ اور ہم نے اب اس راستے کو تلاش کرنا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے سرنج کی بات کی ہے۔ کیا کرنل فریدی نے

ہمارے جسموں میں کوئی محلول انجکٹ کیا تھا۔ جو سرنج قریب ہی پڑی تھی" صفدر نے پوچھا۔

"ہاں۔ آرکسا نم تھری کا محلول جو انسان کو طویل عرصے کے لئے نہ صرف بے ہوش کر دیتا ہے۔ بلکہ پوائنٹڈون کی طاقت کو ڈبل کر دیتا ہے۔ کرنل فریدی کو شبہ پیدا ہوا ہو گا کہ کہیں ہم نے کوئی ایسی دوا استعمال نہ کر رکھی ہو۔ جس سے پوائنٹڈ ون کی طاقت کم ہو جاتی ہو۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ بھی جانتا ہے کہ ایسی ادویات بازار میں عام مل جاتی ہیں۔ اور ہمارے آسانی سے شکار ہو جانے پر یقیناً اُسے بھی خیال آیا ہو گا۔ لیکن میں نے پہلے سے ہی ان سب امکانات کو ذہن میں رکھ کر ہی دوا کا انتخاب کیا تھا۔ مجھے معلوم تھا۔ کہ ہمارے آسانی سے شکار ہو جانے پر کرنل فریدی پریشان ہو جائے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں حفظ ماتقدم کے طور پر طویل بے ہوش کر دینے والی دوا کا انجکشن نہ لگا دے۔ اس لئے میں نے مخصوص دوا استعمال کی تھی۔ نتیجہ یہ کہ بجائے پوائنٹ ون کی طاقت ڈبل ہونے کے مزید کم ہو گئی۔ اس طرح مجھے معمول سے بھی زیادہ جلدی ہوش آگیا۔ تمہیں بھی جلد ہی ہوش آجاتا۔ لیکن جس گیس سے میں نے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو بے ہوش کیا تھا ظاہر ہے۔ اس نے تم پر بھی اثر کرنا تھا۔ اس لئے تمہیں ہوش میں لانے کے لئے مجھے علیحدہ سے تردد کرنا پڑا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"تمہارا ذہن واقعی سو سال آگے کی بات سوچتا ہے۔ میں تو بعض اوقات حیران ہوتا ہوں۔ کہ اللہ تعالٰے نے آخر تمہارے ذہن میں ہی یہ سب خصوصیات کیوں ڈال دی ہیں" ——— تنویر نے کہا۔

"یعنی تم مجھے سو سال کا ذہین بوڑھا ثابت کر کے اپنا راستہ صاف

کرنا چاہتے ہو" ـــــ عمران نے مصنوعی طور پر غصیلے لہجے میں کہا۔ تو دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ اس بار تنویر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ لیبارٹری کا راستہ بھی تو ڈھونڈھنا ہے" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا مڑا۔ اور پھر وہ سب علیحدہ علیحدہ کیبن کے کونوں کی طرف بڑھ گئے۔ تاکہ کسی خفیہ راستے کو تلاش کیا جا سکے۔

ڈاکٹر ھریش لیبارٹری کے اندر بنی ہوئی اپنی مخصوص خواب گاہ میں گہری نیند سویا ہوا تھا۔ کہ اس کے پاس تپائی پر رکھے انٹرکام کی گھنٹی زور زور سے بج اٹھی۔ پہلے تو ڈاکٹر ہریش اُسی طرح گہری نیند میں پڑا رہا۔ لیکن جب گھنٹی مسلسل بجتی رہی تو اچانک اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ اور پھر وہ ہڑبڑا کر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پہلے چند لمحے تو وہ اسی طرح ادھر ادھر سر گھما کر دیکھتا رہا۔ جیسے اپنے آپ کو ذہنی طور پر ماحول سے ایڈجسٹ کر رہا ہو۔ شاید گہری نیند میں سے اچانک اٹھنے کی وجہ سے وہ ذہنی طور پر ایڈجسٹ نہ ہو رہا تھا۔ لیکن پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــ ڈاکٹر ہریش بول رہا ہوں" ـــــ ڈاکٹر ہریش نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کو نیند میں ڈسٹرب کیا ڈاکٹر۔ لیکن مسئلہ انتہائی ایمرجنسی کا ہے۔ میں

کھاٹک بول رہا ہوں ۔ آپ فوراً میرے پاس آجائیں ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک پریشان سی آواز سنائی دی ۔

" اوہ اچھا ۔ میں آرہا ہوں " ۔۔۔۔ ڈاکٹر ہریش نے کہا اور ریسیور رکھ کر انہوں نے جلدی سے ٹیبل لیمپ جلایا ۔ ایک سائیڈ پر پڑا ہوا اپنا گاؤن اٹھایا ۔ اور اُسے پہن کر سلیپر پہنے ۔ اور تیزی سے آگے بڑھ کر انہوں نے کمرے کا دروازہ کھولا ۔ اور باہر راہداری میں نکل گئے ۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو رہے تھے ۔ جس کی سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک مستطیل شکل کی دیوہیکل مشین موجود تھی ۔ جس کی سکرین روشن تھی ۔ اس کے سامنے ایک ادھیڑ عمر آدمی کھڑا ہوا تھا ۔

" یہ دیکھئے ڈاکٹر ۔ اوپر کیبن کا منظر " ۔۔۔۔ اس ادھیڑ عمر نے جو کھاٹک تھا ۔ تیزی سے مڑ کر قریب آتے ہوئے ڈاکٹر ہریش سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" اوہ اوہ ۔ کیا مطلب ۔ یہ کیا ہو گیا ۔ یہ لوگ کون ہیں ۔ اوہ ۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کیوں بے حس پڑے ہوئے ہیں " ۔۔۔۔ ڈاکٹر ہریش نے سکرین پر موجود منظر دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ سکرین پر کیبن کا اندرونی منظر نظر آرہا تھا ۔ جس میں ایک نوجوان مرد اور عورت خاموش کھڑے ہوئے تھے ۔ جب کہ ایک طرف بستروں پر کرنل فریدی اور کیپٹن حمید بے حس وحرکت پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے ۔ کیبن کا بیرونی دروازہ کھلا ہوا تھا ۔

" میں نے اچانک چیکنگ کے لئے کیبن کو فکس کیا تو یہ منظر نظر آیا ہے " ۔ کھاٹک نے جو کہ مقامی آدمی تھا ۔ ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" یہ تو کوئی لمبی گڑبڑ لگتی ہے " ۔۔۔۔ ڈاکٹر ہریش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

اور اُسی لمحے وہ دونوں ہی بے اختیار اچھل پڑے ۔ کیونکہ اب کیبن کے کھلے دروازے سے تین قوی ہیکل آدمی اندر داخل ہو رہے تھے ۔ ان کے ہاتھوں میں مخصوص ساخت کی گنیں تھیں ۔

" ان کی آوازیں تو سنواؤ ۔ تاکہ پتہ تو چل سکے ۔ کہ آخر یہ کون لوگ ہیں " ۔۔۔۔ ڈاکٹر ہریش نے کہا ۔

" سوری ڈاکٹر ۔ اگر میں نے ساؤنڈ کھول دیا تو پھر اس کیبن میں مشین کی مخصوص آواز سنائی دینے لگ جائے گی " ۔۔۔۔ کھاٹک نے کہا ۔

" ہونہہ ۔ پھر اب کیا کیا جائے ۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا سسٹم نہیں ہے کہ انہیں کسی طرح بے ہوش یا ختم کیا جا سکے " ۔۔۔۔ ڈاکٹر ہریش نے کہا ۔

" نہیں ۔ یہاں صرف چیکنگ ہو سکتی ہے ۔ ہاں اگر یہ لیبارٹری میں داخل ہو جائیں تو پھر ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جا سکتی ہے " ۔۔۔۔ کھاٹک نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" نہیں ۔ یہ خطرناک ہو گا ۔ نجانے یہ کون لوگ ہیں ۔ اور ہیں بھی یقیناً خطرناک جو اس طرح عین ہمارے سر پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو چکے ہیں " ۔۔۔۔ ڈاکٹر ہریش نے کہا ۔

" یہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں ۔ ان کے لیڈر کا نام علی عمران ہے ۔ کیپٹن حمید صاحب میرے پاس بیٹھے رہے ہیں ۔ انہوں نے مجھے ان کے متعلق تفصیل بتائی تھی " ۔۔۔۔ کھاٹک نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔ اگر یہ واقعی وہی لوگ ہیں ۔ تو پھر تو ہماری لیبارٹری اس وقت شدید خطرے میں ہے " ۔۔۔۔ ڈاکٹر ہریش نے اور زیادہ پریشان ہوتے

ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ اول تو وہ کسی صورت لیبارٹری میں داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ اور اگر ہو بھی گئے تو میں پلک جھپکنے میں ان کو بے کار کر سکتا ہوں یہاں انتہائی جدید ترین حفاظتی سسٹم موجود ہے" ——— کھاٹک نے بااعتماد لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر ہریش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر موجود پریشانی کے تاثرات کم نہ ہوئے تھے۔

کچھ دیر تک وہ لوگ آپس میں باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ سب کیبن کے مختلف کونوں میں پھیل گئے۔ اور انہوں نے کیبن کی دیواروں کو ٹھونک پیٹ کر چیک کرنا شروع کر دیا۔

"اوہ۔ یہ لوگ یقیناً لیبارٹری کا راستہ تلاش کر رہے ہیں۔ اور ان خطرناک لوگوں سے کچھ بعید نہیں کہ یہ پورے کیبن کو ہی بموں سے اڑا دیں۔ ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا" ——— ڈاکٹر ہریش نے بڑبڑاتے ہوئے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"آپ اگر مجھ پر اعتماد کریں تو میں راستہ اس طرح کھول دیتا ہوں جیسے کہ انہیں یہی تاثر ملے گا کہ انہوں نے خود ہی راستہ تلاش کر لیا ہے۔ اس طرح یہ مشکوک بھی نہ ہوں گے۔ اور پھر جیسے ہی یہ اندر داخل ہوں گے۔ میں انہیں بے ہوش کر دوں گا۔ یہی آخری صورت ہے۔ ورنہ جس طرح آپ نے خدشہ ظاہر کیا ہے۔ اگر واقعی انہوں نے ایسا کر دیا تو پھر لیبارٹری کا تمام سیکورٹی سسٹم بھی تباہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات اور ہمارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو گی" ——— کھاٹک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تو پھر ایسا ہی کرو" ———

ڈاکٹر ہریش نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔ اور کھاٹک نے سر ہلاتے ہوئے مشین کی نچلی سائیڈ میں لگے ہوئے مختلف بٹن دبائے اور پھر ایک سرخ رنگ کے ہینڈل کو زور سے کھینچا تو سکرین پر انہوں نے کیبن کے آخری کونے کے فرش کو تیزی سے ہٹتے ہوئے دیکھا۔ اور دوسرے لمحے وہ سب اس جگہ اکٹھے ہو گئے۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ پھر ایک ایک کر کے وہ پانچوں فرش میں موجود سیڑھیوں پر اترتے چلے گئے۔ جب آخری آدمی بھی فرش کی سطح سے نظر آنا بند ہو گیا تو کھاٹک نے تیزی سے مختلف بٹن دبائے۔ اور سکرین پر منظر بدل گیا۔ اب وہ پانچوں تیزی سے ایک راہداری میں سے گزرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ پھر جیسے ہی وہ سب راہداری کے درمیانی حصے میں پہنچے۔ کھاٹک نے تیزی سے سرخ رنگ کے دو بٹن پریس کر دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ پانچوں ایک لمحے کے لئے لڑکھڑائے۔ پھر ٹیڑھے میڑھے انداز میں راہداری کے سخت فرش پر گرتے چلے گئے۔ اور کھاٹک مسرت بھرے انداز میں اچھل پڑا۔

"دیکھا آپ نے ڈاکٹر ہریش۔ میں نے انہیں کتنی آسانی سے گرا لیا ہے۔ اب یہ طویل عرصے کے لئے بے ہوش ہو چکے ہیں" ——— کھاٹک نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ۔ تم نے واقعی انتہائی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے" ——— ڈاکٹر ہریش نے بھی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اب کیا حکم ہے۔ انہیں جا کر گولیوں سے نہ اڑا دیا جائے" ——— کھاٹک نے کہا۔

"نہیں۔ ہمیں پہلے کرنل فریدی کو ہوش میں لانا ہو گا۔ اس کے بعد

کرنل فریدی جو حکم دے گا۔ ہمیں اس کی ہی تعمیل کرنی ہوگی"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر ہریش نے کہا۔

"ایک منٹ۔ میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں کہ کرنل فریدی صاحب کو کس طرح بے ہوش کیا گیا ہے"۔۔۔۔۔ کھاٹک نے کہا اور تیزی سے ایک طرف کونے میں موجود ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔ مشین سیاہ رنگ کے کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی۔ کھاٹک نے کپڑا ہٹایا اور پھر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس پر موجود ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ کھاٹک مسلسل اُسے آپریٹ کرتا رہا۔ تو سکرین پر جھپاکے سے کیبن کا اندرونی حصہ نظر آنے لگا۔ کھاٹک نے ایک ناب کو مخصوص انداز میں گھمایا تو سکرین پر کرنل فریدی کا بستر کلوز اپ میں نظر آنے لگا۔ جب وہ پوری طرح کلوز اپ میں آ گیا تو کھاٹک نے سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین کی بڑی سکرین کے نیچے ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اور اس پر تیزی سے مختلف ہندسے ابھرنے اور مٹنے لگے۔ اور مشین میں سے نکلنے والی آواز خاصی تیز ہو گئی۔ چند لمحوں بعد آواز مدھم پڑ گئی۔ اور پھر چھوٹی سکرین پر چار مختلف ہندسے الجبرا کے کسی سوال کی طرح لکھے ہوئے نظر آنے لگے۔

"اوہ کرنل صاحب کو آرکن نم فائیو گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ اس کا توڑ میرے پاس ہے"۔۔۔۔۔ کھاٹک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور مشین کو آف کرنا شروع کر دیا۔

"کمال ہے۔ تم نے تو واقعی یہاں بہترین سسٹم قائم کر رکھا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر ہریش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان معاملات میں میری مہارت کو پوری دنیا میں کوئی چیلنج نہیں کر سکتا ناب"۔۔۔۔ کھاٹک نے مشین کو مکمل طور پر آف کر کے اس پر کور ڈالتے ہوئے کہا۔

"اب کیا تمہیں کیبن میں جانا پڑے گا"۔۔۔۔ ڈاکٹر ہریش نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ظاہر ہے۔ اس کے بغیر تو کرنل صاحب کو ہوش میں نہیں لایا جا سکتا"۔۔۔۔ کھاٹک نے کہا۔ اور ڈاکٹر ہریش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں تو پہلے چند لمحات تو وہ لاشعوری کی کیفیت میں پڑا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا گیا۔ اور شعور پوری طرح بیدار ہوتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن شدید ترین دھماکوں کی زد میں آگیا ہو۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے جلدی سے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر انہیں زور سے ملا۔ اور ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے حیرت بھری سیٹی کی آواز نکلی۔ اور وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ — یہ کیسے ممکن ہے۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے" —— عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کمرے کے بند دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ دروازہ کھلا اور بلیک زیرو

اندر داخل ہوا۔

"شکر ہے آپ کو ہوش آگیا" —— بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ — یہ — تو دانش منزل کا سپیشل روم ہے۔ لیکن ...."

عمران نے ایک بار پھر حیرت بھرے انداز میں ہاتھوں سے دونوں آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید یقین نہ آ رہا تھا۔ کہ کیا واقعی وہ جاگ رہا ہے۔ یا کوئی خواب دیکھ رہا ہے۔

"آپ واقعی دانش منزل میں ہیں۔ عمران صاحب" —— بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"مگر میں یہاں کیسے پہنچ گیا" —— عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کل صبح آٹھ بجے۔ میں آپریشن روم میں موجود تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔ میں نے چونک کر پھاٹک کا بیرونی ویو چیکنگ بٹن دبایا تو سکرین پر پھاٹک کے سامنے بند باڈی کی ایک ویگن کھڑی تھی۔ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ میں اس ویگن کو دیکھ کر بے حد حیران ہوا میں نے مزید چیکنگ کی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ویگن کے اندر آپ۔ جولیا۔ صفدر۔ تنویر اور کیپٹن شکیل بے ہوش پڑے ہوئے تھے مجھے فوری طور پر یہ خیال آیا کہ شاید یہ کوئی سازش ہے۔ اس لئے میں نے سپیشل ریز کے ذریعے آپ لوگوں کا میک اپ وغیرہ چیک کیا۔ مگر ایسی کوئی بات سامنے نہ آئی۔ ویگن میں بھی کوئی بم یا چیکنگ مشین موجود نہ تھی۔ چنانچہ میں عقبی دروازے سے باہر آیا۔ اور پھر گھوم کر پھاٹک پر پہنچا۔ تاکہ اگر کوئی نگرانی کر رہا ہو تو وہ

مجھے دانش منزل سے نکلتے ہوئے نہ دیکھے۔ لیکن باوجود کوشش کے کوئی ایسا آدمی نظر نہ آیا تو میں ویگن کو سٹارٹ کر کے اُسے عقبی طرف لے آیا۔ اور اس کے بعد جب میں نے آپ کو اٹھا کر کاندھے پر لادا تو آپ کی جیب میں مجھے ایک کاغذ اڑسا ہوا نظر آیا۔ میں نے کاغذ نکال کر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا۔

"عمران۔ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگی کو میری طرف سے آخری وارننگ سمجھنا" اور نیچے کرنل فریدی کا نام لکھا ہوا تھا۔ میں نے فوری طور پر آپ کو اور دوسرے ممبران کو خصوصی ہسپتال پہنچوا دیا۔ جہاں ڈاکٹر صدیقی کی سر توڑ کوششوں کے بعد دوسرے ممبران کو تو کل شام کو ہی ہوش آ گیا تھا۔ لیکن آپ ہوش میں نہ آ رہے تھے۔ بہرحال مختلف ادویات آزمانے کے بعد آج صبح آپ کو ہوش آ گیا۔ لیکن آپ کو ایسی دوا سے بے ہوش کیا گیا تھا کہ ہوش میں آنے کے باوجود آپ کے ذہن کے متاثر ہونے کا خطرہ تھا۔ اس لئے آپ کو نیند لانے والی دوا کا انجکشن دے دیا گیا۔ اور پھر میں نے آپ کو یہاں دانش منزل منگوا لیا۔ تاکہ پوری طرح ہوش میں آتے ہی آپ اگر کوئی اقدام کرنا چاہیں تو آسانی سے کر سکیں" ــــــ بلیک زیرو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو کرنل فریدی نے ہم سے چھٹکارا پانے کے لئے یہی مناسب سمجھا کہ ہمیں پاکیشیا بھجوا دیا جائے" ــــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ گیسٹ روم سے نکل کر بلیک زیرو کے ساتھ آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ اس کی پیشانی پر بے شمار شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔ اور چہرے کے عضلات سکڑ سے گئے تھے۔ آپریشن روم میں اپنی مخصوص

کرسی پر بیٹھ کر وہ کافی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ــــــ عمران کالنگ اوور" ــــــ عمران نے بار بار فقرہ دوہراتے ہوئے کہا۔

"یس ــــ کرنل فریدی اٹنڈنگ یو اوور" ــــــ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر میں سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"کرنل صاحب۔ لاسٹ وارننگ کے ساتھ ساتھ کم از کم بے ہوشی کا علاج تو لکھ دینا تھا۔ یہاں ڈاکٹروں کو نجانے کون کون سی دوائیں آزمانی پڑی ہیں۔ تب مابدولت کو ہوش جیسی دولت میسر آ سکی ہے اوور" ــــــ عمران کا لہجہ فقرے کے آخر تک پہنچتے پہنچتے خاصا شگفتہ ہو گیا تھا۔

"میرا تو خیال تھا کہ تمہیں ہوش آنے میں ہفتہ ڈیڑھ تو لگ ہی جائیں گے۔ لیکن اتنی جلدی تمہاری آواز سن کر مجھے پاکیشیا کے ڈاکٹروں کی مہارت پر حیرت ہو رہی ہے۔ لیکن تم نے میری یہ مخصوص فریکونسی کہاں سے حاصل کر لی ہے اوور" ــــــ کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جب آپ اور کیپٹن حمید کیبن میں گہری نیند سو رہے تھے تو میں نے اس مخصوص ٹائپ کی مشین کا بغور جائزہ لے لیا تھا۔ اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ کا شکریہ کس فریکونسی پر ادا کیا جا سکتا ہے اوور" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ــــ کیا مطلب اوور" ــــــ کرنل فریدی نے عمران کے

لفظ شکریہ پر بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"اس بات کا شکریہ۔ کہ آپ نے میرا اور میرے ساتھیوں کا واپسی کا کرایہ بچوا دیا۔ خاص طور پر مجھ جیسے غریب آدمی کے لئے تو اتنی بچت ہی بہت ہے۔ ویسے میں آج آپ کی مہمان نوازی کا دل سے قائل ہو گیا ہوں۔ کہ مہمان کی خدمت کے ساتھ ساتھ اُسے اپنے خرچہ پر واپس اس کے گھر تک بھی پہنچا دیا جائے اوور" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جب مہمان میزبان کے لئے خطرناک ثابت ہونے لگ جائے۔ تو پھر مجبورًا یہ خرچہ کرنے ہی پڑتے ہیں۔ ویسے مجھے اس بات کا برملا اعتراف ہے کہ تم اپنی ذہانت سے اس بار مجھے مکمل شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اگر لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج کھاٹک اپنی مہارت کا مظاہرہ نہ کرتا تو تم یقیناً اپنے مقصد میں سو فیصد کامیاب ہو جاتے اوور" ـــــ کرنل فریدی کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اچھا تو یہ کھاٹک صاحب تھے جنہوں نے اپنی مہارت کا جادو جگایا ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ نے اس جیسے ماہرین کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں۔ ورنہ میں کچھ اور سوچتا اوور" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جب مقابلہ تم جیسے ذہین آدمی سے ہو تو پھر ماہرین تو اکٹھا کرنے ہی پڑتے ہیں۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ تم صحیح سلامت پاکیشیا پہنچ گئے ہو۔ باقی رہا فارمولا۔ تو ظاہر ہے۔ اب تمہیں اُسے بھول جانا ہی پڑے گا اوور" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ اب اس کے سوا اور میرے پاس چارہ ہی کیا ہے۔ کہ میں وہاں بیٹھ کر باقاعدہ اس کا فاتحہ پڑھتا رہوں۔ میری طرف سے کیپٹن حمید کو اس مشن کی کامیاب تکمیل پر مبارکباد دے دیں۔ آپ اور کیپٹن حمید دونوں کے لئے میری گزارش ہے کہ آپ جتنی جلد ممکن ہو سکے اس کیبن بلکہ اس لیبارٹری سے بھی دور چلے جائیں۔ اگر آپ نے ایسا کر لیا تو پھر میرا شکریہ ادا کرنے کے لئے آپ کو میرا فون نمبر تو معلوم ہی ہے۔ لیکن ایک شرط ہے۔ میں خالی شکریہ وصول نہیں کیا کرتا ساتھ مٹھائی کا ڈبہ بھی آنا ضروری ہے۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ خدا حافظ۔ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ موجود تھی۔

"کچھ مجھے بھی تو بتائیے۔ کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا کرو گے شکست کا قصہ سن کر۔ شکست کا قصہ بڑا غمگین ہوتا ہے۔ سننے والے کا دل پتھر کا ہونا چاہیئے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شکست۔ مگر آپ کے آخری فقرات تو بتا رہے تھے۔ کہ آپ......" بلیک زیرو نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ دیر رک جاؤ۔ جب کرنل فریدی کی کال آئے گی پھر اطمینان سے تفصیل سن لینا۔ میں ذرا لیبارٹری تک ہو آؤں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے قدم بڑھاتا اس دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔ جو لیبارٹری کی طرف جانے والی راہداری کا تھا۔ اور بلیک زیرو منہ
بناتے ہوئے واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات
نمایاں تھے۔

"آپ نے خواہ مخواہ ان لوگوں کو خصوصی چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا
بھجوا دیا۔ آخر کیا ضرورت تھی اس کی"۔۔۔ کیپٹن حمید نے جھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ اور کرنل فریدی اس وقت اوترات کی ایک
شاندار انداز میں سجی ہوئی کوٹھی کے ایک کمرے میں موجود تھے۔

"تم نے دیکھا نہیں۔ کہ عمران نے کس طرح مجھے اور تمہیں بے ہوش
کر کے لیبارٹری کا راستہ تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر میں
نے خصوصی طور پر کھاکک جیسے بین الاقوامی شہرت کے ماہر کو سیکورٹی سسٹم
پر تعینات نہ کیا ہوا ہوتا تو جانتے ہو کیا نتیجہ نکلتا۔ اب بھی اگر میں اسے

وہاں کیبن میں یا یہاں اوترات میں رکھتا تو کسی بھی وقت وہ ہوش میں
آکر دوبارہ لیبارٹری کے لئے خطرہ بن سکتا تھا۔ اور مسئلہ صرف ایک ہفتہ
گزارنے کا تھا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ انہیں پاکیشیا بھجوا
دیا جائے۔ وہاں ایک ہفتہ تو انہیں ہوش میں آنے پر لگ جائے گا۔ اور
اگر جلدی ہوش آ بھی گیا تو انہیں لازماً دوبارہ یہاں آنا پڑے گا۔ اور
دوبارہ لیبارٹری تک جانا پڑے گا۔ اس ساری بھاگ دوڑ میں لازماً
ایک ہفتہ لگ ہی جائے گا۔ اس طرح میں نے خطرے کو یہاں سے ہزاروں
میل دور بھجوا دیا ہے۔ کہ اپنی کامیابی کو یقینی بنا لیا ہے"۔۔۔ کرنل فریدی
نے مسکرا کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ آخر آپ کو اس قدر پریشان ہونے اور بھاگ
دوڑ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اگر آپ ان کے باہر آتے ہی انہیں
گولیوں سے اڑا دیتے تو یہ سب کچھ تو نہ ہوتا"۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"تمہیں شاید معلوم نہیں ہے۔ کہ اس کے آدمی اُسی ہوٹل میں موجود
تھے جب تم اس پرنسز متاشا کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھانے میں
مصروف تھے۔ اور تمہاری اس مصروفیات کو دیکھ کر ہی اس نے
براہِ راست پرنس آف ڈھمپ کی حیثیت سے کنگ آف سائی لینڈ
سے ملاقات کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ کس لئے صرف اس لئے کہ وہ
تمہیں اور زیرو فورس کے آدمیوں کو ہلاک نہ کرنا چاہتا تھا۔ ورنہ اس
کے لئے اتنے بڑے ڈرامے سے زیادہ آسان تھا کہ وہ تمہیں اور زیرو
فورس کے آدمیوں کو ختم کرا دیتا اور اطمینان سے لیبارٹری پہنچ جاتا۔
دوسری بات یہ کہ جب اس نے مجھے اور تمہیں اور دوسرے بڑے کیبن

یں زیرو فورس کے آدمیوں کو بے ہوش کر دیا تھا۔ تو اُسے بھی یہ رسک نظر
آرہا تھا کہ ہم کہیں ہوش میں نہ آجائیں۔ اس کے لئے زیادہ آسان تھا کہ
وہ ہم دونوں اور دوسرے کیبن میں موجود زیرو فورس کے آدمیوں کو ہلاک
کر دیتا۔ لیکن تم نے دیکھا کہ اس نے ایسا نہیں کیا۔ کیوں نہیں کیا۔ اس
لئے کہ دشمنی میں بھی اعلیٰ ظرف کے لوگ ایک معیار رکھتے ہیں" ______
کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی۔ ایک
طرف کونے میں رکھی ہوئی اس بڑی سی مشین جس پہ کئی مختلف رنگوں کے
بٹنوں کے سیٹ لگے ہوئے تھے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔
یہ وہی مشین تھی جو لیبارٹری کے اوپر کیبن میں تھی۔ اور جس کی مدد سے
کرنل فریدی نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی پوائنٹ گنوں سے
شکار کئے جانے کی رپورٹیں سنی تھیں۔ اب چونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں
کو بے ہوشی کے عالم میں پاکیشیا بھجوایا جا چکا تھا۔ اس لئے اب کرنل
فریدی اور زیرو فورس کا وہاں جنگل میں رہنے کا کوئی جواز نہ رہا تھا۔
اس لئے انہوں نے اوترات میں ڈیرہ لگا لیا تھا۔ اور یہ کوٹھی کرنل فریدی
اور کیپٹن حمید کے ذاتی استعمال میں تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں
کو بے ہوشی کے عالم میں ہوائی اڈے سے ایک بند باڈی کی ویگن میں
ڈال کر سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر دانش منزل کے گیٹ پہ پہنچا دیا
گیا ہے۔ اس لئے کرنل فریدی اور زیادہ مطمئن ہو گیا تھا۔
" یہ کس کی کال آگئی ہے" ______ کرنل فریدی نے ٹوں ٹوں کی مخصوص
آواز سنتے ہی چونک کر کہا۔ اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے مشین کی طرف

بڑھ گیا۔ مشین کے درمیانی حصے میں ایک چھوٹا سا بلب تیزی سے جل بجھ
رہا تھا۔ یہ اس بات کی نشانی تھی کہ کال طویل فاصلے سے آرہی ہے۔ طویل
فاصلے کی کال کا انڈیکیشن دیکھ کر کرنل فریدی کے ہونٹ اور زیادہ بھینچ
گئے۔ بہرحال اس نے بٹن دبا دیا۔
" ہیلو ہیلو ______ عمران کالنگ اوور" ______ بٹن دبتے ہی عمران کی
مخصوص آواز سنائی دی۔ اور کرنل فریدی اور زیادہ چونک پڑا۔ جب
کہ عمران کی آواز سنتے ہی کیپٹن حمید بھی تیزی سے مشین کے قریب آکھڑا
ہوا۔ اس کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔
" یس ______ کرنل فریدی اٹنڈنگ یو اوور" ______ کرنل فریدی نے
ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔ کال چونکہ لانگ رینج سے ہو رہی تھی۔ اس
لئے اُسے عام ٹرانسمیٹر کی طرح بار بار بٹن دبانا اور اوور کہنا پڑتا تھا ورنہ
شارٹ رینج میں اس کی ضرورت نہ رہتی تھی۔ اور پھر ان دونوں کے
درمیان گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عمران سے باتیں کرتے ہوئے
کرنل فریدی کا خشک اور سنجیدہ موڈ خود بخود خوشگوار ہو جاتا تھا۔
اور اس بات سے کیپٹن حمید خار کھاتا تھا۔ اب بھی ان دونوں کے
درمیان ہونے والی گفتگو سنتے ہوئے اس کا موڈ مسلسل خراب ہوتا جا
رہا تھا۔ پھر اچانک عمران نے اوور اینڈ آل کہہ دیا تو کرنل فریدی نے
بے اختیار بٹن آف کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ ایک الماری کی طرف
تقریباً دوڑ پڑا۔ کیپٹن حمید حیرت سے کرنل فریدی کو دیکھنے لگا۔ اُسے سمجھ
نہ آرہی تھی کہ آخر کرنل فریدی کو کیا ہو گیا ہے۔ کرنل فریدی نے جلدی سے
الماری کھولی۔ اس کے اندر رکھے ہوئے ایک ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر باہر میز

پر رکھا اور پھر تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر اس وقت بے پناہ سنجیدگی تھی۔ اور چہرے کے عضلات بری طرح تنے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"ہیلو ہیلو ــــ کرنل فریدی کالنگ کھاٹک اوور" ــــ کرنل فریدی بار بار لیکن خاصے تیز لہجے میں فقرہ دوہرا دیا تھا۔

"یس ــــ کھاٹک اٹنڈنگ یو اوور" ــــ چند لمحوں بعد کھاٹک کی آواز سنائی دی۔

"کھاٹک۔ عمران کو جس راہداری میں بے ہوش کیا گیا تھا۔ تم نے اس راہداری کو سائنسی طور پر چیک کیا تھا اوور" ــــ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"سائنسی طور پر چیک۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں اوور" ــــ کھاٹک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی عمران نے مجھے کال کیا ہے۔ اور اس کی باتوں سے محسوس ہو رہا ہے۔ کہ اس نے لیبارٹری میں کسی طرح کوئی خطرناک ترین چیز پہنچا دی ہے جس سے لیبارٹری کے تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔ اور وہ جس ٹائپ کا آدمی ہے۔ وہ غلط بات نہیں کیا کرتا اوور" ــــ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ چیکنگ تو میں نے نہیں کی اور نہ ہی اس کی ضرورت سمجھی کیونکہ ایک منٹ جناب۔ میں سپیشل مشین سے ابھی چیک کر لیتا ہوں۔ آپ پانچ منٹ بعد مجھے دوبارہ کال کریں اوور" ــــ کھاٹک نے کہا۔ اور کرنل فریدی نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اس کے ہونٹ بری

طرح بھنچے ہوئے تھے اور اس کی نظریں کلائی کی گھڑی پر جم سی گئی تھیں۔

"میں نے کہا تھا ناں ......" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو" ــــ کرنل فریدی نے اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اُسے بری طرح جھڑک دیا تھا۔ اور کیپٹن حمید خاموش ہو گیا۔

پانچ منٹ گزرنے کے بعد کرنل فریدی نے دوبارہ ٹرانسمیٹر کے بٹن آن کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو ــــ کرنل فریدی کالنگ اوور" ــــ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"کھاٹک بول رہا ہوں جناب۔ غضب ہو گیا جناب۔ اس راہداری میں آرگینم تھری فایو تھری کا ریڈیو کنٹرولڈ بلاسٹنگ مادہ موجود ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ وہ بے رنگ ہوتا ہے۔ اور آسانی سے کسی بھی چیز کے ساتھ چپک جاتا ہے۔ اُسے ٹریس کرنے کے لئے کافی وقت چاہیئے اور جب تک وہ ٹریس نہ ہو جائے اُسے آف نہیں کیا جا سکتا اوور" ــــ کھاٹک کی آواز سنائی دی۔ لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ انتہائی دہشت کے عالم میں حلق کے بل چیخ چیخ کر بول رہا ہے۔

"ڈاکٹر ہیرش کہاں ہے اوور" ــــ کرنل فریدی نے بھی جواب میں چیخ کر پوچھا۔

"وہ ــــ وہ تو صبح سے کانباک گئے ہوئے ہیں۔ کوئی ضروری دوا انہوں نے ایکریمیا سے منگوائی تھی اُسے ریسیو کرنے گئے ہوئے ہیں۔ ان کی واپسی شاید شام تک ......" اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور کھاٹک کی آواز اس دھماکے میں

ڈوب گئی۔ اور دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر کا وہ بلب دوبارہ جلنے بجھنے لگا۔ جس
سے پتہ چلتا تھا کہ دوسرے ٹرانسمیٹر سے ابھی رابطہ نہیں ہو سکا۔ اور کرنل
فریدی نے ایک طویل سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا
"کیا ہوا۔ یہ کیسا دھماکہ تھا" ——— کیپٹن حمید نے حیران ہو کر کہا۔
"لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے" ——— کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔ اور جا کر کرسی پر جیسے ڈھیر سا ہو گیا۔
"اوہ۔ ویری بیڈ۔ لیکن اس کھاٹک نے پہلے چیک نہیں کیا تھا" ———
کیپٹن حمید نے کہا۔
"وہ عمران حد سے زیادہ شاطر آدمی ہے۔ کھاٹک نے جس طرح راہداری
کا راستہ کھولا ہو گا۔ عمران اس بات سے کھٹک گیا ہو گا کہ راستہ
اندر سے انہیں ٹریپ کرنے کے لئے کھولا گیا ہے۔ یہ جدید ترین ریڈیو
کنٹرول بلاسٹنگ مادہ یقیناً اس کے پاس پہلے سے موجود ہو گا۔ اس
مادے کی یہی سب سے بڑی خصوصیت ہے کہ یہ بے رنگ بھی ہوتا ہے۔
اور اسے جس چیز کے ساتھ چپکا دیا جائے اُسی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔
اسے سوائے خصوصی مشین کے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے گو عمران
کی اور اس کے بیگ کی مکمل اور بھرپور تلاشی لی تھی۔ لیکن یہ مادہ یقیناً
اس نے اپنے جسم میں کسی ایسی جگہ چپکایا ہوا ہو گا۔ جسے چیک نہ کیا جا
سکتا ہو۔ راہداری میں داخل ہوتے ہی اس نے یہ مادہ دیوار یا فرش
یا کسی بھی چیز سے چپکا دیا ہو گا۔ چونکہ اسے ریڈیو لہروں کے ذریعے پوری
دنیا میں سے کسی جگہ سے بھی بلاسٹ کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس بات
سے کوئی فرق نہیں پڑا کہ عمران سائی لینڈ میں ہو یا پاکیشیا میں۔ وہ کھاٹک

کا نام سن کر بھی اس لئے چونکا تھا۔ کہ کھاٹک ان معاملات میں بین الاقوامی
شہرت کا مالک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے فوری طور پر اسے بلاسٹ کر
دیا ہے" ——— کرنل فریدی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور کیپٹن
حمید کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔
"کمال ہے۔ یہ شخص واقعی بہت دور کی بات پہلے سوچ لیتا ہے" "کیا
ڈاکٹر ہریش۔ وہ فارمولا۔ ساری لیبارٹری۔ سب کچھ ختم ہو گیا" ———
کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"ڈاکٹر ہریش لیبارٹری میں موجود نہ تھا۔ اس لئے صرف اکیلا وہ بچ
گیا ہے۔ باقی تمام سائنسدان اور لیبارٹری سب کچھ تباہ ہو گیا ہو گا" ———
کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔
"کاش آپ میری بات مان لیتے تو یہ دن تو نہ دیکھنا پڑتا۔ اب وہ
بیٹھا اپنی کامیابی پر ہنس رہا ہو گا۔ اور کچھ نہیں وہ یہاں ہوتا تو کم از کم
اس سے اس شکست کا انتقام تو لیا جا سکتا" ——— کیپٹن حمید نے
غصیلے لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ واقعی وہ بیٹھا ہنس رہا ہو گا۔ اور بہتر ہے کہ اُسے ہنسنے ہی
دیا جائے" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا ——— کیا مطلب۔ کیا آپ کا ذہن......" کیپٹن حمید نے
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کرنل فریدی کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔
"میرا دماغ بالکل صحیح ہے۔ فکر مت کرو" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر رکھے

ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــ کرنل فریدی سپیکنگ" ـــ کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ہریش بول رہا ہوں کرنل صاحب۔ آپ کو اطلاع مل گئی ہو گی کہ اچانک پوری لیبارٹری ایک خوف ناک دھماکے سے تباہ ہو چکی ہے۔ وہاں کچھ بھی باقی نہیں بچا" ـــ ڈاکٹر ہریش کی دہشت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ میں اس وقت ٹرانسمیٹر پر کھاٹک سے گفتگو کر رہا تھا جب یہ دھماکہ ہوا ہے۔ اور یہ کام پاکیشیائی ایجنٹ کا ہے۔ کھاٹک نے میرے کہنے پر ریڈیو کنٹرول بلاسٹنگ مادہ بیرونی راہداری میں مشین کے ذریعے ٹریس تو کر لیا تھا۔ لیکن اسے آف کرنے کی مہلت نہیں مل سکی۔ بہر حال آپ جانتے ہیں کہ اصل فارمولا میرے پاس موجود ہے۔ ایک لیبارٹری کی تباہی سے اگر یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہمارا پیچھا چھوڑ دیں۔ تو میرے خیال میں یہ سودا برا نہیں رہا" ـــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"لیکن کرنل صاحب۔ اس جیسی دوسری لیبارٹری تو نہیں ہے" ـــ ڈاکٹر ہریش نے کہا۔

"لاشیو لیبارٹری پر اگر کام کیا جائے تو میرا خیال ہے۔ ایک دو ماہ بعد اسے تیار کیا جا سکتا ہے" ـــ کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ظاہر ہے اس پر اخراجات" ـــ ڈاکٹر ہریش نے کہا۔

"اخراجات کی فکر مت کریں۔ کنگ آف سائی لینڈ کے پاس بے پناہ دولت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ زندہ بچ گئے ہیں اور فارمولا بھی۔

ورنہ عمران اور اس کے ساتھی قیامت تک اس فارمولے کا پیچھا نہ چھوڑتے۔ اس لئے میرے خیال میں ایک لیبارٹری اور چند مقامی سائنسدانوں کی قربانی دے کر ہم نقصان میں نہیں رہے" ـــ کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات تو ہے۔ ٹھیک ہے جناب۔ واقعی اب ہم اطمینان سے اس فارمولے پر کام کر سکیں گے" ـــ ڈاکٹر ہریش نے کہا۔

"وہ عمران لازماً اب اس بات کا پتہ چلانے کی کوشش کرے گا۔ کہ لیبارٹری کی تباہی میں کوئی زندہ تو نہیں بچا۔ خاص طور پر آپ کے متعلق وہ ضرور انکوائری کرائے گا۔ اس لئے آپ کی موت کا باقاعدہ سرکاری طور پر اعلان کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اب آپ نے چھپ کر رہنا ہے۔ میں آپ کے چہرے پر خصوصی میک اپ بھی کر دوں گا۔ آپ نے اپنا نام بھی بدل لینا ہے۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں۔ یہ سب کام میرے ذمے رہے۔ آپ اطمینان سے پہلے لیبارٹری پر کام کریں پھر فارمولے پر۔ سب انتظامات میں خود کر لوں گا" ـــ کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہی مناسب رہے گا۔ پھر میں فوری طور پر لاشیو لیبارٹری میں شفٹ ہو جاؤں" ـــ ڈاکٹر ہریش نے کہا۔

"ہاں۔ آپ سیدھے وہیں جائیں۔ میں سارے انتظامات کرنے کے بعد وہیں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا" ـــ کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"واقعی۔ ہر بری خبر کے پیچھے کئی اچھی خبریں بھی ہوتی ہیں۔ بشرطیکہ آدمی حوصلہ نہ ہارے" ـــ کیپٹن حمید نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی مسکراتا ہوا اٹھ کر کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران لیبارٹری والے دروازے سے نکل کر جیسے ہی آپریشن روم
میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو اس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ دیکھ کر
چونک پڑا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"وہی جو ہوا کرتا ہے۔ یعنی ٹائیں ٹائیں فش۔ بے چارے کرنل فریدی
نے ہمیں یہاں پہنچانے کا خرچہ بھی بھرا۔ لیکن لیبارٹری کو تباہ ہونے سے
پھر بھی نہ بچا سکا"۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"لیبارٹری تباہ ہوگئی۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ لیبارٹری تو سائی لینڈ
میں ہے۔ اور آپ نے تو مجھے یہ تک نہیں بتایا کہ آپ وہاں کیا کرتے رہے۔
اور کیوں کرنل فریدی نے آپ کو یہاں اس طرح واپس بھجوا دیا"۔۔۔
بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے۔ چیف کو پوری رپورٹ دینی پڑے گی۔ تب ہی

چیک مل سکے گا۔ اور کے۔ سنیئے رپورٹ چیف صاحب"۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تفصیل کے ساتھ سائی لینڈ پہنچنے سے
لے کر کیبن تک پہنچنے اور پھر وہاں کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو بے ہوش کر
دینے تک کی تفصیل بتا دی اور بلیک زیرو حیرت بھرے انداز میں یہ ساری
تفصیل سنتا رہا۔

"لیکن کرنل فریدی نے آپ لوگوں کو قابو میں کر لینے کے بعد ہلاک کیوں
نہیں کیا"۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"عظیم لوگ وہی ہوتے ہیں۔ جو اپنے دشمنوں کو زندہ رکھتے ہیں تاکہ انہیں
بار بار شکست دے کر ان سے اپنی عظمت کا لوہا منواتے رہیں۔ اور کرنل
فریدی بھی عظیم لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ بہرحال مجھے چونکہ حالات کا پہلے
سے اندازہ تھا۔ اس لئے میں یہاں سے خصوصی طور پر آرگینم تھری فائیو تھری
کا ریڈیو کنٹرول بلاسٹنگ مواد ساتھ لے کر گیا تھا۔ اور اُسے میں نے
اس انداز میں تیار کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص ریڈیو فریکونسی پر ہی بلاسٹ
ہو سکتا تھا۔ چونکہ یہ مادہ بے حد طاقتور ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی تھوڑی
سی مقدار بھی بے پناہ تباہی کے لئے کافی سمجھی جاتی ہے۔ میں اس مادے
کو اپنے جسم کے ساتھ چپکا کر لے گیا تھا۔ یہ چونکہ بے رنگ ہوتا ہے۔ اور
جس چیز کے ساتھ چپکایا جائے ویسی ہی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے
اس کی تلاش کافی مشکل ثابت ہوتی ہے۔ اسے صرف ایک خصوصی مشین
سے ہی چیک کیا جا سکتا ہے۔ اور خاص طریقے سے ہی آف کیا جا سکتا ہے۔
جب ہم لیبارٹری کا راستہ تلاش کر رہے تھے۔ اچانک کیبن کے ایک
کونے کا فرش ہٹ گیا۔ گو اس وقت میں وہاں موجود تھا۔ لیکن اتنا میں

سمجھ گیا۔ کہ یہ راستہ میری کسی کاوش سے نہیں کھلا۔ اس کا مطلب تھا کہ اندر سے ہمیں چیک کیا جا رہا ہے۔ اور کسی خاص مقصد کے پیش نظر یہ راستہ کھولا گیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے ہم اندر گئے بغیر رہ نہ سکتے تھے چنانچہ میں دوسرے ساتھیوں کے ساتھ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے ایک راہداری میں گیا۔ تو میں نے سیڑھیاں اترتے ہوئے قمیض کے اندر ہاتھ ڈال کر بلاسٹنگ مواد ہاتھ میں لے لیا۔ اور پھر راہداری میں داخل ہوتے ہی میں نے اُسے دیوار سے چپکا دیا۔ اور آگے بڑھ گیا۔ گو میں نے اپنا سانس روک لیا تھا۔ تاکہ اگر راہداری میں کوئی گیس پھیلائی جائے تو وہ مجھ پہ اثر نہ کر سکے۔ لیکن ابھی ہم نے آدھی راہداری ہی کراس کی تھی کہ اچانک میرا ذہن چکرایا اور پھر مجھے ہوش نہ رہا۔ ہوش آیا تو میں دانش منزل کے سپیشل روم میں تھا۔ لیکن بہرحال وہ بلاسٹنگ مادہ لیبارٹری کی راہداری میں موجود تھا۔ اور وہ اتنا طاقتور تھا کہ لیبارٹری تو کیا اس نے پوری پہاڑی کو ہی فضا میں اچھال دیا ہوگا۔ کرنل فریدی سے میں نے ٹرانسمیٹر پر گفتگو اس لئے کی تھی تاکہ اس بات کا پتہ چلا سکوں۔ کہ کہیں اس بلاسٹنگ مادہ کو تو ٹریس کر کے آف نہیں کر دیا گیا۔ لیکن کرنل فریدی نے چونکہ اس قسم کا کوئی اشارہ نہ دیا تھا۔ اس لئے میں سمجھ گیا۔ کہ وہ مادہ وہیں موجود ہے۔ اور پھر کرنل فریدی نے بتایا کہ سیکورٹی چیف کھاٹک ہے۔ تو میں چونک پڑا۔ کھاٹک ان معاملات میں بین الاقوامی شہرت کا مالک ہے۔ وہ ہے تو سائی لینڈ کا باشندہ۔ لیکن بچپن سے ہی ایکریمیا میں رہتا چلا آیا ہے۔ شاید کرنل فریدی کے کہنے پر کنگ آف سائی لینڈ نے اُسے خصوصی طور پر بلوایا ہوگا۔ اس لئے مجھے فوری کارروائی

کرنی پڑی۔ کیونکہ کھاٹک سے کچھ بعید نہیں کہ وہ فوری طور پر اسے ٹریس بھی کر لے اور آف بھی کر دے۔ چنانچہ میں نے کرنل فریدی کو وہاں سے ہٹ جانے کا اشارہ دے کر لیبارٹری میں جا کر اس مخصوص ریڈیو فریکونسی کی بنا پر بلاسٹ کر دیا۔ اور مشین نے اس کے صحیح طور پر بلاسٹ ہونے کا کاشن بھی دے دیا ہے۔ اس لئے کرنل فریدی کا ہمیں سائی لینڈ سے دور رکھنے کا مقصد بھی پورا نہ ہو سکا۔ اور اب یقیناً وہ لیبارٹری تباہ ہو جانے کے بعد سر پکڑے بیٹھا یہ سوچ رہا ہوگا کہ دوسرا ڈاکٹر ہریش کہاں سے لائے اور شوگران کی اس لیبارٹری سے دوبارہ فارمولا کیسے حاصل کرے" ـــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کا چہرہ کامیابی کی مسرت سے کھل اٹھا۔

"کہیں کرنل فریدی بھی لیبارٹری کے ساتھ ہی نہ ختم ہو گیا ہو" ـــــ بلیک زیرو نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے پاکیشیا پہنچ جانے کے بعد وہ کیبن اور جنگل کو چھوڑ کر ادترات آ گیا ہوگا۔ کیونکہ اب اس کے وہاں رہنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ بہرحال چیک کر لیتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر پر پہلے سے مخصوص شدہ فریکونسی کو چیک کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ علی عمران کالنگ اوور" ـــــ عمران نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس ـــــ کرنل فریدی اٹنڈنگ یو اوور" ـــــ کرنل فریدی کی آواز میں ناکامی اور غم کا ہلکا سا تاثر موجود تھا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

" شکر ہے ۔ آپ کی مدھر اور میٹھی آواز سن لی ہے ۔ میں آج ہی آپ کے بچ جانے پر کالے بکرے کا صدقہ دلاتا ہوں اوور" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" تم نے وہاں پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے آخر لیبارٹری کیسے تباہ کر دی ہے ، کیا تم اس کی وضاحت کرو گے اوور" ــــــ کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا ۔

" ارے ارے ۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔ کیا لیبارٹری تباہ ہو گئی ۔ اوہ کیا کوئی زلزلہ آگیا ہے ۔ کیا واقعی آپ درست کہہ رہے ہیں اوور" ــــــ عمران نے اس طرح شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے یہ اس کے لئے نیا انکشاف ہو ۔ لیکن ساتھ ہی اس نے مسکراتے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کو آنکھ مار دی اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا ۔

" میرے سامنے ایسی اداکاری کرنے کی ضرورت نہیں ۔ کاش میں اس وقت کیپٹن حمید کی بات مان جاتا اور خاص طور پر تمہیں بے ہوش رکھنے کی بجائے گولیوں سے اڑا دیتا تو کم از کم مجھے اس واضح شکست کا منہ تو نہ دیکھنا پڑتا ۔ ڈاکٹر ہریش سمیت سارے سائنسدان اور پوری لیبارٹری ایک دھماکے سے تباہ ہو گئی ہے ۔ بہرحال اس واضح شکست کو میں ہمیشہ یاد رکھوں گا ۔ اور تم دیکھنا کہ میں اس شکست کا انتقام کس طرح لیتا ہوں اوور" ــــــ کرنل فریدی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔

" ارے ارے ۔ اتنا غصہ ۔ اس قدر غصہ نہ کیا کیجئے ۔ غصہ حرام ہوتا ہے ۔ اور پھر اس سے اعصابی دباؤ بڑھتا ہے ۔ اور آخر کار آدمی بیچارہ سڑکوں پر چٹکیاں بجاتا ہوا نظر آتا ہے ۔ اور میں نہیں چاہتا کہ آپ جیسا

عظیم انسان کافرستان کی سڑکوں پر چٹکیاں بجاتا پھرے ۔ ویسے بھی یہ گیم ہے ۔ اس میں ہار جیت ہوتی رہتی ہے ۔ اور اگر مجھے بقول آپ کے کوئی کامیابی ہوئی بھی ہے تو اس میں میرا کوئی کارنامہ نہیں ہے ۔ یہ تو قدرت کی دین ہے خود بخود وہاں زلزلہ وغیرہ آگیا اور میرا کام بن گیا ۔ جس انداز سے آپ نے مجھے یہاں بھجوا دیا تھا ۔ میں تو واقعی اپنی شکست کی آواز بن چکا تھا اوور" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ تم اور میں زندہ ہیں ۔ تو یہ گیم تو چلتی ہی رہے گی ۔ اوور اینڈ آل" ــــــ دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔

" کرنل فریدی کو میں نے کبھی اس قدر برافروختہ نہیں دیکھا ۔ آپ نے واقعی اسے مکمل اور واضح شکست دے دی ہے" ــــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" اچھا تو تم سمجھ رہے ہو کہ واقعی کرنل فریدی شکست کھا گیا ہے ۔ اس خیال میں نہ رہنا ۔ یہ غصہ اور غم صرف مجھ پر یہ ثابت کرنے کے لئے ظاہر کیا جا رہا تھا کہ میں اپنی فتح پر مطمئن ہو کر بیٹھ جاؤں ۔ اور کرنل فریدی اصل فارمولے پر کسی دوسری لیبارٹری میں اطمینان سے فارمولا مکمل کرا لے ۔ مجھے ڈاکٹر ہریش نے بتا دیا تھا کہ فارمولا کی ایک کاپی کرنل فریدی نے شروع سے ہی اپنے پاس رکھ لی تھی" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ تو بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں ۔

" اوہ اوہ ۔ پھر تو ہم شکست کھا گئے ۔ وہ تو لیبارٹری تباہ کرا کر بھی کامیاب ہو گئے ۔ ویری بیڈ" ــــــ بلیک زیرو نے بری طرح ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ اب کرنل فریدی کی طرح تمہیں غصہ آنے لگ گیا۔ یہ تنظیموں کے چیف بھی عجیب چیز ہوتے ہیں۔ بات بات پر غصہ آجاتا ہے۔ پتہ نہیں ایسے اعصابی مریضوں کو حکومت چیف کیوں بنا دیتی ہے۔ شاید اس طرح بجٹ پروگرام پر عمل ہو جاتا ہو گا۔ کہ چیف کو غصہ آیا۔ اس لئے چیک بند۔ ایجنٹ صاحب منہ لٹکائے گھر کو واپس۔ تم بھی شاید اب ایسا ہی کرنا چاہتے ہو۔ مگر جناب میں تو منہ لٹکا کر واپس جا ہی نہیں سکتا۔ وہ آغا سلیمان پاشا صرف میرے منہ لٹکانے پر خاموش ہونے والا نہیں۔ سمجھے۔ اس لئے چیک تو تمہیں دینا پڑے گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ خواہ مخواہ اس قدر اہم معاملے کو مذاق میں لے رہے ہیں۔ اگر واقعی فارمولا کی کاپی کرنل فریدی کے پاس محفوظ ہے۔ تو پھر تو وہ کامیاب ہو گیا۔ ایک لیبارٹری ہی تباہ ہوئی ناں۔ دوسری تیار ہو جائے گی۔ کنگ آف سائی لینڈ کے پاس دولت کی کمی نہیں۔ اور کافرستان کے پاس سائنس دانوں کی۔ اصل بات تو فارمولے کی تھی"۔ بلیک زیرو نے واقعی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہارے اس فقرے میں لفظ واقعی قابل داد ہے۔ یعنی میں کہہ رہا ہوں کہ ڈاکٹر ہریش نے مجھے خود بتایا تھا۔ کہ فارمولے کی ایک کاپی کرنل فریدی نے اپنے پاس محفوظ رکھی ہوئی ہے۔ اور تم کہہ رہے ہو کہ "اگر واقعی فارمولا کی کاپی کرنل فریدی کے پاس محفوظ ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ تو بلیک زیرو کے چہرے پر شدید الجھن

کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ وہ شاید اس وقت اپنی پوزیشن انتہائی قابل رحم سمجھ رہا تھا۔ کہ اسے عمران کی اس واضح شکست پر غصہ بھی آرہا تھا اور وہ عمران سے کچھ کہہ بھی نہ سکتا تھا۔

"تو اب آپ دوبارہ ٹیم لے کر اس مشن پر جائیں گے"۔۔۔ آخر کئی بار ہونٹ چبا چبا کر بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت پڑی ہے۔ خواہ مخواہ کے خرچے کرتا رہوں۔ آخر پاکیشیا کے لوگ ٹیکس اس لئے تو نہیں دیتے کہ ہم انہیں اس طرح کے فضول اخراجات میں ضائع کرتے رہیں۔ ٹیکس کا ایک ایک پیسہ لوگوں کی خون پسینے کی کمائی سے آتا ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اس میں بھی تو پاکیشیا کے عوام کا ہی مفاد ہے کہ کافرستان زیرو بلاسٹ تیار نہ کر سکے"۔۔۔ بلیک زیرو نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"اس بات کی گارنٹی میں دے سکتا ہوں۔ کہ کافرستان زیرو بلاسٹ نہ کرے گا۔ یہ شرف صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہی حاصل ہے کہ اس کا چیف بلیک زیرو بلاسٹ ہو جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گارنٹی ۔۔۔ اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے۔ کہ آپ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو عمران کی اس بات پر ہنسنے کی بجائے بری طرح چونک پڑا تھا۔

"ظاہر ہے۔ سیدھی سادھی بات کرنے سے تو چیک کی رقم میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ کچھ تو چھپا لینا چاہیے۔ تاکہ بات کی اہمیت بن

سکے اور چیک کی مالیت میں اضافہ ہو سکے" ——— عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ مجھ سے بلینک چیک لے لیں۔ لیکن مجھے بتا دیجئے تو سہی کہ آخر آپ گارنٹی کس طرح دے رہے ہیں" ——— بلیک زیرو نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"وعدہ۔ کہ بلینک چیک دو گے" ——— عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"بالکل پکا وعدہ" ——— بلیک زیرو نے بھی فوراً ہی وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ زیادہ پیچیدگی نہیں ہے۔ بس وہ لفظ "واقعی" والا مسئلہ ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں" ——— بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"مطلب یہ کہ کرنل فریدی زیرو بلاسٹ اس وقت ہی تیار کرا سکے گا جب اس کے پاس فارمولا ہو گا" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ وہ کرنل فریدی کے پاس محفوظ ہے۔ پھر......" بلیک زیرو نے کہا۔

"کرنل فریدی یہی سمجھ رہا ہے۔ اس لئے وہ مجھے اپنی شکست کا یقین دلانا چاہتا تھا۔ لیکن میں بھلا اُسے کیسے چھوڑ سکتا تھا۔ اور میں کرنل فریدی کے نوٹس میں بھی یہ بات اس وقت تک نہ لانا چاہتا تھا جب تک کہ لیبارٹری تباہ نہ ہو جائے۔ ورنہ وہ اس کی فوراً دوسری کاپی کرا لیتا۔ ڈاکٹر ہریش نے مجھے باتوں باتوں میں ذات کی شاہی دعوت میں یہ بات بتائی۔ تو میں نے صبح شاہی محل سے فون کر کے بینکوں میں

پڑتال کرائی۔ کیونکہ مجھے کرنل فریدی کی عادت کا علم ہے۔ کہ وہ ایسی چیزیں بنک کے سپیشل لاکروں میں محفوظ رکھوا دیتا ہے۔ اور میرا اندازہ درست نکلا۔ کنگ آف سائی لینڈ کے محل سے پوچھ گچھ کی وجہ سے فوراً ہی معلوم ہو گیا۔ کہ سٹی بنک آف کاناباک کے سپیشل لاکر نمبر ایک سو آٹھ کرنل فریدی کے نام بک ہے۔ چنانچہ کنگ آف سائی لینڈ کے سٹی سیکرٹری نے سٹی بنک کے جنرل منیجر کو کنگ کی طرف سے ہدایت دی کہ اس لاکر کو کھول کر اس میں موجود کاغذات شاہی محل میں موجود پرنس آف ڈھمپ تک پہنچا دیئے جائیں۔ اور کرنل فریدی سمیت کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ حکم کی فوری تعمیل ہوئی۔ کاغذات شاہی محل میں مجھ تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد تمہاری طرف سے کنگ آف ڈھمپ کی بیماری کی خبر آئی۔ اور پرنس آف ڈھمپ فوری طور پر وہاں سے واپس روانہ ہو گئے۔ اور فارمولے کی وہ کاپی راستے میں ہی ضائع کر دی گئی۔ جب کہ کرنل فریدی اب تک یہی سمجھ رہا ہے کہ فارمولا کی کاپی لاکر میں محفوظ پڑی ہے۔ اب جب وہ لاکر کھولے گا تو اُسے پتہ چلے گا۔ کہ اس نے مجھے فاتح قرار دیا ہے تو غلط نہیں دیا۔ آخر نیک لوگوں کی باتیں غلط تو نہیں ہو سکتیں" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب عمران صاحب بہت خوب۔ آپ نے واقعی کمال کر دیا" ——— بلیک زیرو نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"اب تم بھی کمال کر دو۔ اور وعدے کے مطابق بلینک چیک دو" ———

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بالکل لے لیجیے۔ بلینک چیک بغیر دستخطوں کے قطعی بلینک"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ بغیر دستخطوں کے چیک کا میں نے اچار ڈالنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"آپ نے خود ہی بلینک چیک کہا تھا۔ اب ظاہر ہے میں نے تو وعدہ پورا کرنا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی لطف لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ اس کا مطلب ہے۔ ساری بھاگ دوڑ بیکار ثابت ہوئی ایک چیف نے فاتح قرار دیا ہے تو دوسرے چیف نے چاروں شانے چت کر دیا ہے۔ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ اب سوپر فیاض کا بنک اکاؤنٹ ٹٹولنا پڑے گا۔ ورنہ آغا سلیمان پاشا تو بندوق لئے میرے انتظار میں بیٹھا ہو گا۔ اور سنا ہے اس کا نشانہ اس قدر بے خطا ہے کہ درخت پر بیٹھے ہوئے گدھ کا نشانہ لے تو آسمان پر اڑتی ہوئی چڑیا شکار ہو جاتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور آپریشن روم بلیک زیرو کے بے اختیار قہقہے سے گونج اٹھا۔

ختم شد